www.KitaboSunnat.com

مساجد و مقابر
اور
مقاماتِ نماز

تالیف و پیشکش

الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر

وداعیہ متعاون مراکز الدعوۃ والارشاد، الدمام، سعودی عرب

ناشر

مکتبہ کتاب و سنّت، ریحان چیمہ، ڈسکہ، سیالکوٹ (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

ڈیجیٹل ایڈیشن

مساجد ومقابر
اور
مقاماتِ نماز

تالیف وپیشکش
الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ
ترجمان سپریم کورٹ، الخبر
وداعیہ متعاون مراکز الدعوۃ والإرشاد، الدمام، سعودی عرب

ترتیب وتبییض
حافظ ارشاد الحق صاحب
(فاضل مدینہ یونیورسٹی)
الذید، شارجہ، متحدہ عرب امارات

ناشر
مکتبہ کتاب وسنّت، ریحان چیمہ وڈ سکہ، سیالکوٹ (پاکستان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشاعت کے دائمی حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : مساجد و مقابر اور مقاماتِ نماز
تالیف و پیشکش : الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ
ترتیب و تبییض : حافظ ارشاد الحق حفظہ اللہ
اہتمامِ طباعت : غلام مصطفیٰ فاروق
طبع اول : ستمبر ۲۰۰۳ء

اسٹاکسٹ: مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور- فون نمبر: ۷۲۳۷۱۸۴

پاکستان میں ملنے کے پتے:

- مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور۔
- اسلامی اکیڈمی، اردو بازار، لاہور۔
- مدینہ کتاب گھر، اردو بازار، گوجرانوالہ۔
- والی کتاب گھر، اردو بازار، گوجرانوالہ۔
- احمد بک کارپوریشن، راولپنڈی۔
- مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد۔
- مکتبہ علمیہ، کراچی۔
- جامعہ شمس الہدیٰ، ڈسکہ۔

ہندوستان میں ملنے کے پتے:

- توحید پبلی کیشنز،
ایس. آر. کے. گارڈن،
بنگلور۔
فون نمبر: ۶۶۵۰۶۱۸
- چار مینار بک سٹور
چار مینار روڈ،
شیوا جی نگر،
بنگلور نمبر ا۔

رابطہ: غلام مصطفیٰ فاروق (مدیر)

مکتبہ کتاب وسنّت، ریحان چیمہ وڈسکہ، سیالکوٹ (پاکستان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم قارئین کرام!

یہ کتاب ایک بہت اہم موضوع پر ہے جس کا جاننا اور سمجھنا ہر مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے تاکہ وہ اپنا محاسبہ کر سکے اور اپنی آخرت کو سنوار سکے۔

میں نے اس کی اہمیت اور افادیت کے پیشِ نظر ضروری جانا کہ اسے مزید دیدہ زیب بنایا جائے تاکہ پڑھنے والوں کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے مؤلف، جمع وترتیب، تحقیق وتخریج اور تمام معاونین حضرات کو اس کا بہترین اجرِ خیر عطا فرمائے اور اسے ان سب کے لئے بطورِ ثوابِ جاریہ قبول فرمائے۔ آمین

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ میری اس کوشش میں کامیابی عطا فرمائے اور مجھے اور تمام امت کو دینِ حق کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ربّ العرش العظیم

زبیر سورتی

ڈیجیٹل ایڈیشن کی پی ڈی ایف حاصل کرنے کے لیے واٹس اپ نمبر پر رابطہ کریں:⇦ (+91) 9082458729

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

افتتاحیہ ۵
جانماز کی طہارت کا حکم ۷
جانماز کی مختلف اشکال واقسام ۸
(۱) چٹائی پر نماز: ۸
(۲) پوستین پر نماز: ۱۴
(۳) بچھونے پر نماز: ۱۶
(۴) بحری جہاز وکشتی میں نماز: ۲۰
(۵) ہوائی جہاز میں نماز: ۲۳
(۶) ریل گاڑی اور بس میں نماز: ۲۵
(۷) چھت اور لکڑی (تخت پوش) پر نماز: ۲۵
ایک وضاحت: ۲۹
(۸) سواری کے جانور پر نفلی نماز: ۳۰
صلوٰۃ الخوف پیدل وسوار: ۳۵
سواری پر نفلی نماز پڑھنے کا طریقہ: ۳۵
سواری پر فرضی نماز: ۳۶
کفار کی عبادت گاہوں میں نماز اور تصویر کی قباحت وشناعت ۳۹
۱۔ امام ابن قدامہؒ: ۴۱
۲۔ علّامہ ابن قیمؒ: ۴۱
۳۔ امام ابن تیمیہؒ: ۴۲
لمحۂ فکریہ: ۴۳
آگ وغیرہ کے سامنے نماز؟ ۴۵
اضطرار واختیار: ۴۸

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو مساجد میں تبدیل کرنا ۵۱
کفار و مشرکین کے قبرستانوں کو مسمار و صاف کر کے انہیں مساجد میں تبدیل کرنا ۵۳
انبیاء و صالحین اور عام مسلمانوں کی قبروں پر مساجد تعمیر کرنے کا حکم ۵۷
پہلی حدیث: ۵۸
دوسری حدیث: ۶۲
تیسری اور چوتھی حدیث: ۶۲
پانچویں حدیث: ۶۳
چھٹی حدیث: ۶۴
ساتویں حدیث: ۶۵
آٹھویں حدیث: ۶۵
نویں حدیث: ۶۶
دسویں حدیث: ۶۶
گیارہویں حدیث: ۶۷
بارہویں حدیث: ۶۷
تیرہویں حدیث: ۶۸
چودہویں حدیث: ۶۸
مسجد یا عبادت گاہ بنانے سے مراد ۷۰
پہلا مفہوم و معنٰی: ۷۰
دوسرا مفہوم: ۷۵
تیسرا مفہوم: ۷۷
تینوں مفاہیم و معانی کا ہی مراد ہونا: ۸۰
ائمہ و فقہاء کا مذہب ۸۱
جہاں نماز مکروہ ہے ۸۴
۱۔ قبروں پر بنائی گئی مساجد میں نماز کا باطل یا مکروہ ہونا: ۸۴
پہلی قسم: ۸۴

www.KitaboSunnat.com

دوسری قسم: ۸۴
اسبابِ کراہت: ۸۵
پہلا سبب: ۸۵
دوسرا سبب: ۸۵
۲۔ قبرستان میں نماز... ایک، دو یا زیادہ قبریں: ۸۸
۳۔ بلا استقبال بھی کراہت: ۸۹
۴۔ قبرستان میں مسجد اور نماز کا حکم: ۹۱
ازالۂ شبہات ۹۳
ا۔ مسجدِ نبوی کا استثناء: ۹۳
۲۔ روضۂ مبارک: ۹۶
۳۔ بین بیتی و منبری: ۹۷
۴۔ حجرۂ نبوی کا مسجدِ نبوی میں داخل کیا جانا: ۱۰۱
ایک مغالطہ: ۱۰۴
۵۔ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کی توسیعِ مسجد نبوی: ۱۰۵
احتیاط: ۱۰۶
یہ قبریں، یہ آستانے: ۱۰۸
حمام میں نماز کی کراہت و ممانعت: ۱۱۴
اونٹوں کے باڑے میں نماز کی کراہت و ممانعت: ۱۱۶
ممانعت کی حکمت: ۱۱۸
مقاماتِ عذاب پر نماز کی کراہت: ۱۲۲
چھبیس مقامات پر نماز؟ ۱۳۲
الگ الگ وضاحتیں ا تا ۹: ۱۳۴
۱۰، ۱۱۔ تنور اور چراغ کی طرف منہ کر کے نماز: ۱۳۵
۱۲، ۱۳۔ روڑی و کمیلہ میں: ۱۳۶
۱۴۔ عام گزر گاہ پر: ۱۳۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۵۔ خانہ کعبہ کی چھت پر: ۱۳۶
۱۶۔ لیٹرین کی طرف منہ کر کے: ۱۳۶
۱۷۔ غصب کی ہوئی زمین میں نماز: ۱۳۸
۱۸،۱۹۔ سوئے ہوئے یا باتیں کرتے ہوئے شخص کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا: ۱۳۸
۲۰۔ وادی کے بطن میں نماز: ۱۴۲
۲۱،۲۲،۲۳۔ بد عتی (یا بے وضو)، جنبی اور حائضہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا: ۱۴۲
۲۴۔ فاسق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا: ۱۴۳
۲۵،۲۶۔ اللہ و رسول ﷺ یا کسی دینی امر سے مذاق: ۱۴۳
خانہ کعبہ کے اندر نماز کی مشروعیت ۱۴۴
فقاہتِ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نمونہ: ۱۴۶
دخولِ کعبہ کا موقع: ۱۴۸
حجۃ الوداع کے موقع پر دروازہ بند کر لینے کی حکمت: ۱۴۸
ایک اشکال کا ازالہ: ۱۵۰
لفظ ”رکعتین“ کی تحقیق: ۱۵۱
ایک تعارض کا حل: ۱۵۳
حافظ ابن حجرؒ کا حل: ۱۵۴
امام نوویؒ کا حل: ۱۵۶
امام طبریؒ کا حل: ۱۵۶
حل تعارض کے دیگر طریقے: ۱۵۸
نفل یا فرض بھی: ۱۶۰
مصادر و مراجع ۱۶۳
جرائد و مجلات ۱۶۵
مؤلف کی دیگر تصانیف اور علمی کاوشیں ۱۶۶
مطبوعہ کتب: ۱۶۶
مسوّدات: ۱۷۰

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

افتتاحیہ

إِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

أَمَّا بَعْدُ:

معزز قارئین کرام! السلام علیکم و رحمۃ اللہ

نماز کی صحت و قبولیت کیلئے جسم ولباس کی طرح ہی جانماز کا بھی پاک ہونا ضروری ہے، اور کچھ مقامات ایسے ہیں کہ وہ اگرچہ بظاہر پاک ہوں گے مگر وہاں نماز پڑھنا بعض دیگر وجوہات کی بناء پر جائز نہیں۔ اس طرح اس موضوع کے دونوں پہلوؤں کی تفصیلات اس کتاب میں بیان کی گئی ہیں۔

اور مزاروں یا قبرستانوں میں پائی جانے والی مساجد کے بارے میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟ اس کی تفصیل بھی آپ کو اس میں ملے گی۔

زیرِ نظر کتاب دراصل ہماری کچھ ریڈیائی تقاریر کا مجموعہ ہے جو متحدہ عرب امارات کے ریڈیو ام القوین کی اردو سروس سے نشر ہوئی تھیں، جنھیں ہمارے فاضل دوست جناب حافظ ارشاد الحق صاحب (فاضل مدینہ یونیورسٹی، مبلغ و مبعوث سعودی عرب، الزید، شارجہ) نے تقاریر کے اول و آخر سے افتتاحی و اختتامی کلمات کاٹ کر کتابی شکل میں مرتب کر دیا ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جن احباب نے اس کی طباعت کے جملہ مراحل میں، کسی بھی مرحلہ میں، کسی بھی رنگ میں تعاون کیا ہے اللہ ان سب کو بھی جزائے خیر سے نوازے۔ ہماری محنت کو شرفِ قبول عطا فرمائے اور اسے ہمارے لئے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا ذریعہ بنائے۔ اور قارئین کو استفادے کی توفیقِ ارزاں فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ الخبر
وداعیہ متعاون مراکز دعوۃ وارشاد
الدمام، الخبر، الظہران

١١/٧/١٤٢١ھ
٨/١٠/٢٠٠٠ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جانماز کی طہارت کا حکم

نماز کے لئے لباس کی طہارت کی طرح ہی اس جگہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے، جہاں نماز پڑھی جائے۔ اور جانماز کی طہارت و پاکیزگی کثیر اہلِ علم کے نزدیک نماز صحیح ہونے کے لئے شرط ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ سنّت ہے، جب کہ جمہور اہلِ علم کا مسلک ان دونوں کے مابین ہے۔ ان کے نزدیک یہ واجب ہے نہ کہ شرط یا سنّت۔ اور علّامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ والی ریاستِ بھوپال نے ''الروضة الندیه'' میں لکھا ہے:

''نماز کے لئے بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا جمہور کے نزدیک واجب ہے۔ بہت سے اہلِ علم نے اسے صحت کے لئے شرط قرار دیا ہے، اور بعض نے اسے سنّت کہا ہے۔''

وَالْحَقُّ الْوُجُوْبُ، فَمَنْ صَلّٰی مُلَابِسًا لِنَجَاسَةٍ عَامِدًا فَقَدْ أَخَلَّ الْوَاجِبَ وَ صَلٰوتُهٗ صَحِيْحَةٌ.[۱]

''اور حق یہ ہے کہ یہ واجب ہے، پس جس نے جان بوجھ کر گندگی (بدن، لباس و مکان) کے ساتھ نماز پڑھ لی اس نے ایک واجب کو ترک کیا لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ نے ''نیل الاوطار'' میں اس موضوع پر بڑی مدلل بحث کی ہے اور شرط قرار دینے والوں کے دلائل ذکر کر کے ان کا علمی انداز سے تعاقب ورد کیا ہے۔ اور وجوب کے قول کو ترجیح دی ہے۔ تفصیل ''نیل الاوطار'' جلد اول، جزء دوم، ص:۱۱۶، ۲۲۲ پر دیکھی جاسکتی ہے۔

[۱] الروضة الندیه، علّامہ نواب صدیق حسن خان والیٔ بھوپال: ۱/ ۸۰۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے "المغنی" میں جانماز کی طہارت و پاکیزگی کو صحتِ نماز کے لئے بنیادی شرط قرار دیا ہے۔[۲]

غرض جانماز کی طہارت کو اگرچہ محققین علماء کی تحقیقِ دقیق کی رو سے شرط نہ بھی مانیں تب بھی اس کا حکم وجوب سے ہرگز کم نہیں ہے۔

جانماز کی مختلف اشکال واقسام

یہاں یہ بات بھی واضح کر دیں کہ جانماز سے مراد صرف وہ کپڑا ہی نہیں جو مختلف ڈیزائنوں میں تیار دوکانوں پر بکتا ہے۔ بلکہ جانماز سے مراد ہر وہ جگہ بھی ہے جہاں نماز پڑھی جائے، اس جگہ اور زمین کو بھی جانماز ہی کہا جائے گا۔ اور اس پر جو صف یا مخملیں کپڑے یا قالین کا مخصوص کپڑا بچھایا جائے اسے بھی جانماز ہی کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی نباتات میں سے کسی چیز کے تنکوں وغیرہ سے بنی چٹائی، اور حلال جانور کی رنگی ہوئی کھال کے ٹکڑے (جسے پوستین کہا جاتا ہے) ان سب اشیاء کو بھی جا نماز کا لفظ شامل ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ ان پر نماز پڑھی جارہی ہو، اور ان اشیاء پر نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نماز پڑھنا کتبِ حدیث میں وارد ہوا ہے، جن میں سے بعض کے بارے میں وارد حدیث ضعیف ہے۔ جیسے پوستین ہے۔

(۱) چٹائی پر نماز:

بساط یا چٹائی پر نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نماز ادا فرمانے کا ذِکر صحیح بخاری و مسلم، ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ و مؤطا امام مالک میں حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے، کہ میری دادی ملیکہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا) نے نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعوت کی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب کھانا تناول فرما چکے تو فرمایا:

«قُوْمُوْا فَأُصَلِّ بِكُمْ» "اٹھو میں تمہیں نماز پڑھاؤں"

[۲] المغنی لابن قدامہ: ۲/۴۶۵، تحقیق الترکی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں اپنی ایک چٹائی لایا جو کہ بہت پرانی ہونے کی وجہ سے کالی ہو چکی تھی، میں نے اسے پانی سے نرم و صاف کیا“۔ ان کے الفاظ ہیں:

«فَقُمْتُ إِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا، قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهٗ بِمَاءٍ».

آگے وہ فرماتے ہیں:

«فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهٗ، وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَائِنَا، فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ».[۳]

”نبیٔ اکرم ﷺ کھڑے ہوئے، میں نے اور یتیم نے (جس کا نام ضمیرہ تھا) آپ ﷺ کے پیچھے صف بنائی اور دادی اماں ہمارے پیچھے اکیلی کھڑی ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور تشریف لے گئے“۔

ایسے ہی ابو سلمہ کے طریق سے صحیح بخاری میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَهٗ حَصِيْرٌ يَبْسُطُهٗ وَ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ».[۴]

”نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس ایک چٹائی تھی جسے بچھا کر آپ ﷺ اس پر نماز پڑھا کرتے تھے“۔

صحیح مسلم و ترمذی اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«أَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ»

”وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس گئے“۔

[۳] بخاري حديث: ۳۸۰ - مختصر مسلم للمنذري: ۲۳۳ - صحيح نسائي علامہ البانی حدیث: ۷۱۱ - نيل الأوطار امام شوكاني: ۱/۲/۱۲۶۔

[۴] بحواله فتح الباري: ۱/۴۹۱ و ۱/۵۸۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آگے وہ فرماتے ہیں:

«فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حَصِيرٍ، يَسْجُدُ عَلَيْهِ».[۵]

”میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ ایک چٹائی پر نماز پڑھ رہے ہیں اور سجدہ بھی اسی پر کرتے ہیں“۔

صحیح مسلم و ابن ماجہ میں یہی بات حضرت ابو کریب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔[۶]

ان سب احادیث سے معلوم ہوا کہ نبیٔ اکرم ﷺ چٹائی پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور سجدہ بھی اسی پر کر لیا کرتے تھے۔[۷]

بعض لوگ جو تکلف سے کام لیتے ہیں اور جا نماز کے اوپر بھی کنکریاں وغیرہ رکھ لیتے ہیں کہ زمین کا حصہ پیشانی کے نیچے رہے، ان کے پاس سنّتِ رسول ﷺ سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ”باب الصلوٰۃ علی الحصیر“ یعنی چٹائی پر نماز کے بیان کی تبویب میں اس طرف اشارہ کر دیا ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند ابی یعلیٰ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو مروی ہے کہ آپ ﷺ چٹائی پر نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ وہ روایت ان کے نزدیک ثابت نہیں یا پھر صحیح و قوی احادیث کے مقابلہ میں شاذ و مردود ہے۔[۸]

اور وہ روایت دراصل کچھ یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآنِ مجید کی سورۂ اسراء آیت ۸ میں فرمایا ہے:

﴿وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝﴾

”اور ہم نے جہنّم کو کافروں کے لئے حصیر بنایا ہے“۔

[۵] مسلم مع نووي: ۲/۴/۲۳۳ - صحيح ترمذي، علامه الباني: ۲۷۳ - ابن ماجه: ۱۰۲۹ - المنتقى للمجد ابن تيميه مع نيل: ۱/۲/۱۲۸۔

[۶] نيل الأوطار: ۱/۲/۱۲۸۔

[۷] المغني: ۲/۴۷۹، ۴۸۰۔

[۸] المغني أيضًا۔

www.KitaboSunnat.com

تو کیا نبیٔ اکرم ﷺ حصیر (چٹائی) پر نماز پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہنے گئیں:

«لَمْ يَكُنْ يُصَلِّيْ عَلَى الْحَصِيْرِ».[۹]

”آپ ﷺ چٹائی پر نماز نہیں پڑھا کرتے تھے“۔

اس روایت سے غلطی میں نہیں آنا چاہیئے کیونکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ حافظ عراقی نے اگرچہ اس کے رواۃ کو ثقہ قرار دیا ہے، لیکن خود انہوں نے بھی ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس میں شذوذ و نکارت ہے۔ اور اس کی کوئی حیثیت تسلیم بھی کر لی جائے تب بھی صحیح و قوی احادیث کی موجودگی میں کہا جائے گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علم کی حد تک نفی کی ہے۔ اور جنہوں نے دیکھا ہے وہ مثبت ہیں، اور معروف اصولی قاعدہ ہے کہ نفی کرنے والے پر ثابت کرنے والا مقدم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے بقول اکثر اہلِ علم چٹائی وغیرہ پر نماز کو مستحب قرار دیتے ہیں۔[۱۰]

چٹائی کے مختلف سائزوں کے اعتبار سے احادیث میں اس کے مختلف نام وارد ہوئے ہیں، جن میں سے بعض تو ایک دوسرے کے مترادف بھی ہیں۔ مثلاً وہ احادیث تو ذِکر کی جا چکی ہیں جن میں چٹائی کا لفظ آیا ہے۔ ایسے ہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صحیحین و سنن اربعہ (اِلّا ابا داوٗد) میں مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور میرے چھوٹے بھائی سے جن کی چڑیا مر گئی تھی ہنسی و مزاح کے انداز سے فرمایا:

«يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ».

”اے ابو عمیر! تمہاری سرخ چونچ والی چڑیا نے کیا کیا؟“۔

[۹] فتح الباري: ۵۸۵/۱ - نيل الأوطار: ۱۲۸/۲/۱۔
[۱۰] ترمذي مع تحفة الأحوذي: ۲۹۶/۲ - نيل الأوطار: ۱۲۸/۲/۱ - للتفصيل فتاوىٰ ابن تيميه: ۱۶۳/۲۲، ۱۹۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور آگے فرماتے ہیں:

«وَنُضِحَ بِسَاطٌ لَنَا فَصَلّٰی عَلَیْهِ».[۱۱]

"ہماری ایک چٹائی تھی جسے نرم و صاف کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی"۔

ابوداؤد میں بھی یہ حدیث وارد ہوئی ہے لیکن وہاں نبیٔ اکرم ﷺ کا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر جانا مذکور ہے۔[۱۲]

اس حدیث میں چٹائی کے لئے "حصیر" کی بجائے "بساط" کا لفظ آیا ہے۔ اور امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں حافظ عراقی سے نقل کیا ہے کہ "بساط" کا لفظ بھی "حصیر" پر صادق آتا ہے۔ اور یہ چٹائی جب بہت ہی چھوٹی سی ہو جس پر صرف ہاتھ اور پیشانی رکھے جاسکتے ہوں تاکہ گرم جگہ پر سجدہ کرنا ممکن ہو تو ایسے ٹکڑے کو "خمرہ" کہا جاتا ہے۔ اور وہ کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔[۱۳]

اور یہ لفظ بھی احادیث میں وارد ہوا ہے۔ چنانچہ صحیحین اور ترمذی کے سوا سنن اربعہ میں حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں، جس میں وہ فرماتی ہیں:

«کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ عَلَی الْخُمْرَةِ».[۱۴]

"نبیٔ اکرم ﷺ چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے"۔

[۱۱] بخاري، حدیث:۶۲۰۳ - مسلم مع نووي: ۱۲۸/۱۴/۷ - صحیح أبي داؤد للالباني: ۴۱۶۵ - صحیح ترمذي: ۲۷۴ - ابن ماجه: ۳۷۲۰ - مسند أحمد: ۲۸۸،۱۱۵/۳ - صحیح الجامع الصغیر للالباني: ۴۸۳۰ - نیل الأوطار: ۱۲۶/۲/۱۔

[۱۲] صحیح أبي داؤد، حدیث:۶۱۳ - تحفة الأحوذي، علامه عبدالرحمٰن مبارکپوري: ۲۹۷/۲۔

[۱۳] صحیح ترمذي: ۱۰۵/۱ - فتح الباري: ۴۳۰/۱ - نیل الأوطار: ۱۲۶/۲/۱۔

[۱۴] بخاري، حدیث:۳۸۱ - مسلم مع نووي: ۲۳۰،۴/۲ - صحیح أبي داؤد: ۶۱۱ - صحیح نسائي، حدیث:۷۱۲ - سنن ابن ماجه: ۱۰۲۹ - منتقی الأخبار: ۱۲۸/۲/۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ترمذی میں بھی یہ حدیث موجود ہے لیکن یہ وہاں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بجائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔[۱۵]

صحیح مسلم و ابوداؤد اور ترمذی و نسائی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں بھی "خمرہ" کا لفظ وارد ہوا ہے۔ ایسے ہی مسلم ونسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ اور بعض دیگر صحابہ و امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم کی مرویات میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔[۱۶]

ایسے ہی بعض آثارِ صحابہ میں "طنفسہ" کا لفظ وارد ہوا ہے۔ اور یہ بھی دراصل چٹائی ہی ہوتی ہے۔ لیکن اس میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ اس کے نیچے کوئی مخملیں چیز جیسے اسفنج وغیرہ لگا کر اسے کچھ نرم و گداز کیا گیا ہوتا ہے۔ چنانچہ تاریخ امام بخاری کی روایت میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«مَا أُبَالِيْ لَوْ صَلَّيْتُ عَلٰى خَمْسِ طَنَافِسٍ».[۱۷]

"میں اگر پانچ تہوں والی گداز چٹائی پر بھی نماز پڑھ لوں تو مجھے پرواہ نہیں (یعنی اس کے جائز ہونے پر بھی مجھے کوئی تردد نہیں اور اکہری چٹائی پر نماز کے جواز کی تو بات ہی چھوڑ دیں)"۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا یہ اثر مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی ہے۔ لیکن وہاں پانچ تہوں کی بجائے اوپر نیچے چھ تہوں یا چھ چٹائیوں کے اوپر نماز پڑھنے کا ذِکر ہے۔ اور امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھی آثار نقل کئے ہیں، جن میں ان کے ایسی تہہ دار موٹی گداز چٹائی پر نماز پڑھنے کا ذِکر آیا ہے۔ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن

[۱۵] صحیح ترمذي، حدیث:۲۷۲ - منتقی الأخبار - موارد الظمآن للهیثمي، حدیث:۳۵۴۔
[۱۶] نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار: ۱/۲/۱۲۸۔
[۱۷] بحواله منتقی الأخبار: ۱/۲/۱۹۱تحقیق طه عبدالرؤف سعد، طبع مکتبة المعارف، ریاض۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آیا ہے:

«إِنَّهٗ صَلّٰى عَلٰى طَنْفَسَةٍ» ”انہوں نے گداز چٹائی پر نماز پڑھی“۔

اور وہیں حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے:

«إِنَّهٗ صَلّٰى عَلٰى طَنْفَسَةٍ» ”انہوں نے ایسی ہی چٹائی پر نماز پڑھی“۔

اور مشہور تابعی حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے:

(لَا بَأْسَ بِالصَّلٰوةِ عَلَى الطَّنْفِسَةِ).[۱۸]

”گداز چٹائی پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں“۔

غرض جمہور علماء وفقہاء ان آثار کی بنا پر ایسی مخملیں گداز چٹائی کے جواز کے قائل ہیں۔

(۲) پوستین پر نماز:

صرف مختلف اقسام و احجام کی چٹائیوں پر ہی بس نہیں بلکہ بعض روایات سے تو پتہ چلتا ہے کہ حلال جانور بھیڑ، بکری وغیرہ کی کھال کو دباغت دینے یعنی رنگنے کے بعد اس سے تیار ہونے والی پوستین پر بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک روایت ابوداؤد و مسند احمد اور مستدرک حاکم میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْحَصِيْرِ وَالْفَرْوَةِ الْمَدْبُوْغَةِ».[۱۹]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی اور دباغت دی ہوئی کھال (پوستین) پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے“۔

اس روایت سے دو چیزوں پر نماز کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔ ان میں سے ایک تو ہے چٹائی جس

[۱۸] بحواله نيل الأوطار: ۱/۲/۱۲۹۔

[۱۹] أبوداؤد مع العون: ۳۶۰/۲، حديث:۶۵۹ و منتقى الأخبار: ۱/۲/۱۲۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں اتنی احادیث صحیحین و سنن کی گزری ہیں کہ اگر یہ نہ بھی ہوتیں تو وہ چیز بلا شبہ ثابت ہے۔

رہا معاملہ پوستین یا رنگے ہوئے چمڑے یا کھال پر نماز کا تو وہ اسی حدیث میں مذکور ہے۔ اور یہ حدیث ایسی سند سے مروی ہے جس پر محدثینِ کرام نے کلام کیا ہے۔ مثلاً یہ کہ اس کی سند میں ایک راوی ابو عون محمد بن عبید اللہ بن سعید ثقفی ہیں، جنہوں نے اس روایت کو اپنے والد عبید اللہ سے لیا ہے۔ اور وہ خود تو ثقہ ہیں جن سے امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حجت لی ہے۔ البتہ ان کے والد عبید اللہ سے ان کے بیٹے ابو عون کے سوا کسی نے روایت نہیں بیان کی، لہٰذا ابو حاتم نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ابو داؤد کے شارح علّامہ شمس الحق عظیم آبادی ڈیانوی نے عون المعبود میں تلخیص السنن کے حوالہ سے امام منذریؒ سے نقل کیا ہے۔[۲۰]

صاحب نیل الاوطار نے حافظ عراقی سے نقل کیا ہے کہ اس کی سند میں انقطاع پایا جاتا ہے۔ اور ابن حبان نے عبید اللہ کو ثقہ تبع تابعین میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ انقطاع والی روایات بیان کیا کرتے تھے۔[۲۱]

اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ضعیف اور نا قابلِ استدلال ہے۔ عہدِ حاضر کے معروف محدث علّامہ ناصر الدین البانیؒ نے امام سیوطیؒ کی کتاب "الجامع الصغیر" کی تحقیق کر کے اسے صحیح اور ضعیف دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس کتاب میں موصوف نے اس حدیث کو ضعیف الجامع میں وارد کیا ہے۔[۲۲]

ایسے ہی انہوں نے سنن اربعہ پر بھی کام کیا ہے۔ اور ان چاروں کتبِ حدیث کو بھی صحیح و ضعیف دو الگ الگ حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور صحیح سنن اربعہ کو بھی خلیجی ممالک کی وزارتِ

[۲۰] عون المعبود شرح أبوداؤد، علامہ شمس الحق عظیم آبادی: ۲/ ۳۶۰۔
[۲۱] نیل الأوطار: ۱/ ۲/ ۱۲۷۔
[۲۲] ضعیف الجامع، جلد دوم، جزء چہارم، ص: ۲۲۳، طبع مکتب الاسلامی، بیروت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تربیت و تعلیم کی مرکزی کمیٹی کے دفتر واقع سعودی عرب ریاض کی طرف سے شائع کر دیا گیا ہے۔ اور شیخ موصوف نے صحیح سنن ابی داؤد سے زیرِ بحث حدیث کو نکال دیا ہے۔[۲۳]

غرض اس حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ سے پوستین پر نماز ثابت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اسے ترک کرنے میں زیادہ احتیاط ہے۔ ویسے بھی آج کل جو پوستین دستیاب ہے وہ بہت مہنگی قسم کی ہوتی ہے، لہٰذا اس پر نماز ادا کرنا شاید کبر و نخوت کا سبب بھی بنتا ہے۔ اس لئے اس کا استعمال ترک کرنا ہی اولی ہے۔

(۳) بچھونے پر نماز:

وہ اشیاء جنہیں جانماز بنا کر ان پر نماز پڑھنا جائز ہے، انہی میں سے ایک وہ جگہ اور چادر بھی ہے جسے بستر یا بچھونے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو، جس پر لیٹا، بیٹھا اور سویا جاتا ہو۔ اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ اس بستر پر مرد سوتا ہے یا عورت، یا وہ میاں بیوی کا بستر ہو۔ البتہ اس سلسلہ میں جو بنیادی باتیں پیشِ نظر رہنی چاہئیں وہ یہ کہ ایک تو وہ جگہ یا چادر پاک صاف ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ تو جانماز کے لئے اگر شرط نہیں تو کم از کم واجب ضرور ہے۔ جیسا کہ کچھ تفصیل ذِکر کی جا چکی ہے۔[۲۴]

دوسری بات جس کے کہنے کی بھی کوئی خاص ضرورت نہیں کیونکہ وہ بڑی عام فہم ہے۔ اور اسے تو ہر شخص جانتا ہی ہے کہ یہاں بستر سے مراد سونے کی جگہ یا چادر وغیرہ ہے۔ جسے عربی میں اور کتبِ حدیث میں "فراش" یعنی بچھونے کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور اس "فراش" سے آج کل کے بیڈ مراد نہ لئے جائیں۔ بلکہ عام بچھونا مراد لیا جائے تو اسی میں احتیاط ہے۔ اور یہی اولیٰ بھی ہے۔

اس وضاحت کی روشنی میں آیئے وہ احادیث آپ کے سامنے پیش کریں، جن میں بستر یا

[۲۳] صحيح سنن أبي داؤد، جلد اول، ص:۱۲۹۔
[۲۴] الروضة الندیه و نیل الأوطار۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچھونے پر نبیٔ اکرم ﷺ کے نماز ادا کرنے کا ذِکر آیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری "باب الصلوٰۃ علی الفراش" کے تحت امام صاحب رحمہ اللہ نے متعدد احادیث وارد کی ہیں۔ جبکہ اس مسئلہ کو ثابت کرنے کیلئے دو آثارِ صحابہ بھی تعلیقاً ذِکر کئے ہیں، ان میں سے ایک میں ہے:

«وَصَلّٰی أَنَسٌ عَلٰی فِرَاشِهٖ».[۲۵]

"اور انس نے اپنے بچھونے یا بستر پر نماز پڑھی"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس اثر کو امام ابن ابی شیبہؒ نے اپنی مصنف میں، سعید بن منصور نے اپنی مسند میں موصولاً بھی روایت کیا ہے۔ اور اس قضیہ کو تقویت پہنچانے کے لئے امام صاحب نے ایک دوسرا اثر بھی ذِکر کیا ہے، جو اگرچہ بظاہر موقوفاً ہے۔ لیکن اس کا حکم مرفوع حدیث کا ہے۔ چنانچہ اس اثر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَسْجُدُ أَحَدُنَا عَلٰی ثَوْبِهٖ».[۲۶]

"ہم نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، اور ہم میں سے کوئی اپنے کپڑے پر سجدہ کرتا"۔

یہ اثر اگلے ہی باب میں امام صاحب نے موصولاً بھی بیان کیا ہے جو کہ صحیح بخاری کے علاوہ صحیح مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں بھی مروی ہے، اس میں ہے:

«كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِيْ مَكَانِ السُّجُوْدِ».[۲۷]

"ہم نبیٔ اکرم ﷺ کی معیت میں نماز پڑھا کرتے تھے تو گرمی کی شدت کی وجہ سے ہم میں سے کوئی اپنے کپڑے کا کوئی حصہ اپنے سجدہ کی جگہ پر رکھتا تھا"۔

[۲۵] بخاري مع الفتح: ۱/۴۹۱۔

[۲۶] حوالہ بالا۔

[۲۷] بخاري مع الفتح: ۱/۴۹۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں تعلیقاً اور مصنف عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ میں موصولاً حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے:

(أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانُوْا يَسْجُدُوْنَ أَيْدِيَهُمْ فِيْ ثِيَابِهِمْ، وَيَسْجُدُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ عَلٰى قَلَنْسُوَتِهِ وَ عِمَامَتِهِ).[۲۸]

ان احادیث و آثار سے یہ تو واضح ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کپڑے پر سجدہ کر لیا کرتے تھے۔ بستر پر نماز پڑھنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ اور صحابیٔ رسول ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اثر میں یہ ثابت ہے کہ انہوں نے بستر پر نماز پڑھی، اور ان کے اس فعل کے صحیح ہونے کی تائید خود نبیٔ اکرم ﷺ کے عملِ مبارک سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کے متعدد مقامات پر ایک حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ جس سے ہر جگہ ایک نیا ہی مسئلہ ثابت کیا گیا ہے۔ ایک جگہ اس سے بستر یا بچھونے پر نماز کا جواز بھی اخذ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس میں وہ بیان کرتی ہیں:

«كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَرِجْلَاىَ فِيْ قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ، فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا».

”میں نبیٔ اکرم ﷺ کے سامنے سوئی ہوئی ہوتی اور میرے پاؤں آپ ﷺ کی جائے سجدہ پر ہوتے۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرنے لگتے تو میرے پاؤں کو ہاتھ لگاتے اور میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی۔ اور جب آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تو میں پھر پاؤں پھیلا لیتی“۔

آگے اسی حدیث میں یہ وضاحت بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں ہی موجود ہے کہ ان دنوں کی بات ہے جب ابھی گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔[۲۹]

[۲۸] بخاري مع الفتح: ۱/۴۹۲، ۴۹۳۔
[۲۹] بخاري مع الفتح: ۱/۴۹۱۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری جگہ اور بھی واضح انداز سے مروی ہے:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ وَهِيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ أَهْلِهِ اِعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ».[۳۰]

”نبیٔ اکرم ﷺ نماز پڑھتے جب کہ وہ آپ ﷺ اور قبلہ کے مابین اس طرح لیٹی ہوتی تھیں جس طرح سامنے جنازہ رکھا ہوتا ہے“۔

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِيْ يَنَامَانِ عَلَيْهِ».[۳۱]

”نبیٔ اکرم ﷺ نماز پڑھتے جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے سامنے قبلہ کی طرف اس بستر پر لیٹی ہوتیں جس پر آپ دونوں سویا کرتے تھے“۔

ان سب احادیث سے واضح ہو گیا کہ بستر کی جگہ اور بچھونے کی چادر کے اوپر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ صرف اس کا پاک ہونا ضروری ہے۔

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو حدیث مروی ہے، جس میں وہ بیان کرتی ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يُصَلِّيْ فِيْ شُعُرِنَا أَوْ لُحُفِنَا».[۳۲]

”نبیٔ اکرم ﷺ ہماری باندھنے کی چادر یا سوتے وقت اوپر لپیٹنے کے کپڑے یعنی بچھونے پر نماز نہیں پڑھا کرتے تھے“۔

امام بخاریؒ نے اس بات کی طرف اشارہ یوں کیا ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک ثابت نہیں یا پھر مذکورہ صحیح احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ اور ناقابلِ قبول ہے۔

[۳۰] بخاري: ۱/۴۹۲۔

[۳۱] بخاري أيضًا۔

[۳۲] سنن أبي داؤد، حديث:۶۴۵ - فتح الباري شرح صحيح بخاري، حافظ ابن حجر عسقلانی: ۱/۴۹۱۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

امام ابوداؤدؒ نے اس روایت کے آخر میں اس حدیث کی علت بھی بیان کی ہے۔ اور وہ علت یہ ہے کہ اس کے ایک راوی عبید اللہ کہتے کہ "في شعرنا أو في لحفنا" میں جو شک پایا جاتا ہے وہ میرے والد کی طرف سے ہے۔[۳۳]

تو گویا انہوں نے شک کے ساتھ یہ روایت بیان کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے "شعرنا" یعنی باندھنے کی چادر کہا یا "لحفنا" یعنی اوڑھنے بچھونے کی چادر کہا۔ ایسے ہی دوسرے مقام پر ایک راوی کو مجہول قرار دیا ہے۔[۳۴]

غرض اس روایت کو شاذ قرار دیتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ نے ثابت کیا ہے کہ بستر یا بچھونے پر نماز جائز ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث زیادہ سے زیادہ احتیاط پر محمول کی جاسکتی ہے۔

(۴) بحری جہاز و کشتی میں نماز:

جن اشیاء پر نماز پڑھنا جائز ہے ان میں سے ہی ایک جہاز یا کشتی بھی ہے۔ اور اگر خطرہ نہ ہو تو جہاز اور کشتی میں، خصوصاً جہاز میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرنی چاہیئے۔ اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں کشتی سے گرنے کا خدشہ ہو تو پھر اس میں قدرت کے باوجود بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ مستدرک حاکم، سنن دار قطنی اور مسند بزار میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

«سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ كَيْفَ أُصَلِّ فِي السَّفِينَةِ؟ فَقَالَ: "صَلِّ فِيهَا قَائِمًا إِلَّا أَنْ تَخَافَ الْغَرِمَةَ"».[۳۵]

[۳۳] أبوداؤد: ۱/۱/۱۷۴ - فتح الباري: ۱/۴۹۱۔
[۳۴] بحواله نيل الأوطار: ۱/۲/۱۲۵۔
[۳۵] صحيح الجامع: ۲/۳/۲۴۴ - منتقى الأخبار: ۱/۲/۱۴۲ - صفة صلوٰة النبي للألباني، ص:۳۷، طبع المكتب الاسلامی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”نبیٔ اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ بحری جہاز میں کس طرح نماز پڑھوں؟ تو نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: جہاز و کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو سوائے اس کے کہ تمہیں (کشتی سے گر کر) پانی میں غرق ہو جانے کا خطرہ ہو (ایسے میں بیٹھ کر پڑھ لو)“۔

اس مرفوع حدیث کے علاوہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے ایک ترجمۃ الباب میں تین آثارِ صحابہ و تابعین بھی ذِکر کئے ہیں۔ جن سے اس مسئلہ کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں تعلیقًا اور مصنف ابن ابی شیبہ میں موصولاً، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عبد اللہ بن ابی عتبہ کے طریق سے مروی ہے، جس میں وہ کہتے ہیں:

(سَافَرْتُ مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَأُنَاسٌ قَدْ سَمَّاهُمْ)

”میں نے حضرت ابو الدرداء، ابو سعید خدری، حضرت جابر بن عبد اللہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفر کیا ہے، جن دیگر کے بھی انہوں نے نام لئے“۔

آگے وہ فرماتے ہیں:

(وَكَانَ إِمَامُنَا يُصَلِّيْ بِنَا فِي السَّفِيْنَةِ قَائِمًا وَنُصَلِّيْ خَلْفَهٗ قِيَامًا).[۳۶]

”ہمارا پیش امام ہمیں (کشتی یا بحری) جہاز میں کھڑے ہو کر نماز پڑھاتا اور ہم اس کی اقتداء میں کھڑے ہو کر ہی نماز ادا کرتے تھے“۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں:

[۳۶] بخاري و فتح الباري: ۱/۴۸۸،۴۸۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(قَائِمًا مَا لَمْ تَشُقَّ عَلٰى أَصْحَابِكَ تَدُوْرُ مَعَهَا وَ إِلَّا فَقَاعِدًا).[۳۷]

”اگر تمہارے ساتھیوں کیلئے مشقت کا باعث نہ ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو ورنہ بیٹھ کر پڑھ لو“۔

تو گویا اصل یہی ہے کہ کشتی، لانچ (سٹیمر، موٹر بوٹ) اور خصوصاً جہاز میں بھی کھڑے ہو کر نماز ادا کی جائے۔ اور اگر کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں سر چکرانے اور گِر کر غرق ہو جانے کا خطرہ ہو تو پھر بیٹھ کر بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ اور صاحبِ نیل الاوطار نے بحری جہاز میں نماز کے صحیح ہونے پر اجماعِ امّت ذِکر کیا ہے۔[۳۸]

الفتاویٰ ہندیہ (۱:۷۴) المعروف فتاویٰ عالمگیری میں فقہاءِ احناف نے کشتی میں نماز کے بارے میں جو احکام درج کئے ہیں، ان سے استفادہ کرتے ہوئے جدید فقہی مسائل کے مؤلف نے لکھا ہے:

”اگر جہاز میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی جاسکتی ہے تو صاحبین (یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دونوں شاگردوں امام ابو یوسف و امام محمد رحمہا اللہ) کے مسلک کے مطابق بیٹھ کر نماز ادا کرنا درست نہ ہوگی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے گو کہ کشتی میں بہ کراہت اس کی اجازت دی ہے مگر پانی کے جہاز میں چونکہ عذر اور اضطراب کشتی سے کم ہوتا ہے، اس لئے کم از کم جہاز میں فتویٰ صاحبین ہی کی رائے پر ہونا چاہیئے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنی ضروری ہے“۔[۳۹]

طوفان وغیرہ کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز کی ادائیگی ممکن نہ ہو تو بالاتفاق بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ اور سر گردانی (چکر آنے) کے باعث کھڑا ہونا دشوار ہو تو بھی بیٹھ کر ہی نماز ادا کی جائے گی۔[۴۰]

[۳۷] بخاري و فتح الباري: ۱/۴۸۸، ۴۸۹۔
[۳۸] نیل الأوطار: ۱/۲/۱۴۳۔
[۳۹] جدید فقہی مسائل، مولانا خالد سیف اللہ، ص:۴۵، طبع مجلس التحقیقات، حیدرآباد، انڈیا۔
[۴۰] جدید فقہی مسائل، مولانا خالد سیف اللہ، ص:۴۵، طبع مجلس التحقیقات، حیدرآباد، انڈیا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۵) ہوائی جہاز میں نماز:

یہاں یہ بات ذِکر کرتے جائیں کہ بحری جہاز کی طرح ہی ہوائی جہاز میں بھی نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ غالباً اس لئے شریعت نے نہ صرف خانہ کعبہ، بلکہ اس کے مقابل آنے والی (اوپر کی) پوری فضا کو قبلہ کا درجہ دیا ہے تاکہ اونچی سے اونچی اور بلند سے بلند جگہ پر بھی نماز ادا کی جا سکے، جیسا کہ المغنی لابن قدامہ (۲:۷۶ محقق) سے پتہ چلتا ہے۔ اور شیخ عبدالرحمٰن جزیری مصری نے الفقہ علی المذاہب الاربعۃ (۱:۲۰۶) میں ہوائی جہاز (اور سٹیمر و ریل گاڑی) کو کشتی پر قیاس کرتے ہوئے اس میں نماز کو درست قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

(وَمِثْلُ السَّفِيْنَةِ الْقُطُرُ الْبُخَارِيَّةُ وَالطَّائِرَاتُ الْجَوِّيَّةُ وَنَحْوُهَا).

کہ ”بحری جہاز کی طرح ہی سٹیمر و ریل گاڑی اور ہوائی جہاز وغیرہ بھی ہیں“۔

ہوائی جہاز میں اشارے سے نماز کے بارے میں سماحۃ الشیخ بن بازؒ سے ایک سوال کیا گیا تو اس پر ان کا فتویٰ صادر ہوا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:

”مسلمان پر واجب ہے کہ جب ہوائی جہاز یا صحرا و بیابان میں نماز پڑھے تو ماہرین (جہاز کے عملہ وغیرہ) سے قبلہ کی جہت معلوم کر لے۔ یا پھر قبلہ کی علامات سے پتہ چلائے تاکہ وہ علی وجہ البصیرت قبلہ رو ہو کر نماز پڑھے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو قبلہ جہت کی تلاش و جستجو کر کے جدھر بھی توقع ہو منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ اس کی نماز ہو جائے گی۔ چاہے بعد میں یہ پتہ ہی کیوں نہ چلے کہ اس نے غلط سمت منہ کر کے نماز پڑھی تھی۔ کیونکہ اس نے تو اپنی طرف سے کوشش کی اور حسبِ استطاعت اللہ کا تقویٰ اختیار کیا (اور فَاتَّقُوْا اللّٰهَ مَااسْتَطَعْتُمْ پر عمل پیرا ہوا)۔ اور جہاز یا صحرا میں قبلہ کی تلاش میں کوشش کئے بغیر اپنی مرضی سے ہی کسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لینا جائز نہیں ہے۔ اور کسی نے ایسا کیا تو اس کے لئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے کہ وہ نماز کو دہرائے۔کیونکہ (پہلی نماز کے وقت) اس نے نہ حسبِ استطاعت تقویٰ اختیار کیا اور نہ ہی کوشش کی“۔

رہا سائل کا ہوائی جہاز میں بیٹھ کر نماز پڑھنا تو اس میں کوئی حرج نہیں جب کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی گنجائش نہ ہو، جیسا کہ بحری جہاز اور کشتی میں کھڑے نہ ہو سکنے کی شکل میں نماز کا معاملہ ہے۔اور اس کی دلیل سورۂ تغابن کی آیت ١٦ میں وارد ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾

”حسبِ استطاعت اللہ کا تقویٰ اختیار کرو“۔

اگر کوئی نماز کو مؤخر کر کے ادا کر لے جب کہ وقت میں وسعت ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں اور یہ سب فرض نماز کے سلسلہ میں ہے۔

اور اگر نفلی نماز ہو تو اس کے لئے ہوائی جہاز، گاڑی (کار وغیرہ) یا سواری کے جانور پر نماز پڑھتے وقت قبلہ رو ہونا واجب نہیں ہے۔کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر جدھر بھی وہ جا رہی ہوتی تھی نفلی نماز پڑھ لیتے تھے۔

لیکن مستحب یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کے وقت ایک مرتبہ قبلہ رو ہو جائے پھر سواری جدھر بھی جائے جاتی رہے، اور وہ نماز پڑھتا رہے۔(دورانِ نماز نمازی کو ادھر ادھر پلٹنے کی بھی ضرورت نہیں) اور اس طرح نماز پڑھنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی رو سے ثابت ہے۔[۴۱]
واللہ ولي التوفيق

نیز اس سلسلہ میں (طیارہ یا ہوائی جہاز میں نماز کے بارے میں) ہی سعودی دار الافتاء کی ”اللجنة الدائمة للفتاویٰ (دائمی فتویٰ کمیٹی)“ کی طرف سے بھی ایک فتویٰ صادر ہوا ہے، جس کا مفہوم بھی یہی ہے جو ہم ذِکر کر آئے ہیں۔[۴۲]

[۴۱] الفتاویٰ السماحة الشیخ ابن باز: ۱/۴۸،۴۹ - سلسلة كتاب الدعوة، الرياض، طبع دوم ۱۴۰۸ھ۔
[۴۲] فتاویٰ إسلاميه: ۱/۳۸۵، طبع دار القلم، بیروت۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۶) ریل گاڑی اور بس میں نماز:

جب کہ ہوائی جہاز اور سٹیمر و ریل گاڑی کی طرح ہی بیل گاڑی اور بس کا معاملہ بھی ہے۔ ان پر بھی نماز جائز ہے۔[۴۳]

اگرچہ بس میں جگہ کی قلت ہوتی ہے، لیکن بسیں بھی اپنی وضع کے لحاظ سے اس نوعیت کی ہوتی ہیں کہ ان میں بھی نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ جیسی جیسی جگہ اور موقع ملے اس کے مطابق ہی حسبِ ضرورت عمل کرلیا جائے۔ کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر ایک مرتبہ قبلہ رو ہوکر نماز شروع کرلیں۔ اور ازدہام وغیرہ کی وجہ سے پھر مڑنا ممکن نہ ہو، نہ ہی بس یا گاڑی سے باہر نکل کر نماز کی ادائیگی کا موقع ہو تو ایک ہی جگہ اسی حالتِ اولیٰ میں ہی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ایسے میں گاڑی کے مڑنے کے ساتھ نمازی کو رخ بدلنے کی بھی ضرورت نہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے بعض فقہاء جو بس یا ٹرین وغیرہ کے رخ بدلنے کا مطالبہ بھی کرتے ہیں، ان کے متاخرین علماء ازدہام وغیرہ کی صورت میں ایک جگہ نماز مکمل کرلینے کی اجازت بھی دیتے ہیں۔ مثلاً فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (۱۱۶:۲) میں مولانا مفتی عزیزالرحمٰن رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(اگر فی الحقیقت ہجوم ایں قدر باشد کہ حرکتِ رکوع و سجود ممکن نیست و نیز بر صلوٰۃ از خارج ریل قادر نیست، بلا استقبال و بلا قیام ادا کنند)۔[۴۴]

”اگر واقعی ہجوم و ازدہام اس قدر ہو کہ رکوع و سجود کے لئے ادھر ادھر حرکت ممکن نہ ہو، اور نہ ہی ریل سے باہر نکل کر نماز پڑھ سکتا ہو تو بلا استقبالِ قبلہ اور بلا قیام (بیٹھے بیٹھے) ہی نماز ادا کرسکتا ہے“۔

(۷) چھت اور لکڑی (تخت پوش) پر نماز:

بلاواسطہ زمین پر پیشانی تو اس وقت بھی نہیں لگتی جب کہ لکڑی سے تیار کئے گئے جانماز پر نماز

[۴۳] بحوالہ جدید فقہی مسائل، ص: ۴۳۔

[۴۴] المغنی لابن قدامہ جدید: ۲/ ۴۸۰۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ادا کی جائے۔ جسے جانماز کے بقدر بنا کر چار پائے لگائے اور زمین سے تھوڑا سا اونچا کیا جاتا ہے۔ اور اسے ہی بعض لوگ تخت پوش کہتے ہیں۔ اگرچہ لغوی اعتبار سے یہ لفظ صحیح نہیں بیٹھتا۔ کیونکہ تخت پوش تو دراصل وہ کپڑا ہوتا ہے جو تخت کو ڈھانپنے کے لئے بنایا گیا ہوتا ہے۔ ہر لغت میں غلط العام فصیح والا قاعدہ کام دے جاتا ہے کہ جو غلط ترکیب یا لفظ زبانِ زدِ خاص و عام ہو جائے، اس کا اس معروف حساب سے استعمال ہو جاتا ہے۔ اور کچھ یہی صورت ''تخت پوش'' میں بھی کارفرما ہے۔

ایسے ہی کسی مکان یا مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم، سنن ابی داوٗد، مؤطا امام مالک اور مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَقَطَ عَنْ فَرَسِهٖ، فَجُحِشَتْ سَاقُهٗ أَوْ كَتِفُهٗ وَآلَى مِنْ نِسَائِهٖ شَهْرًا، فَجَلَسَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ دَرَجَتُهَا مِنْ جُذُوْعٍ، فَأَتَاهُ أَصْحَابُهٗ يَعُوْدُوْنَهٗ، فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا وَهُمْ قِيَامٌ، فَلَمَّا سَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا، وَإِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا، وَإِنْ صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا"».[۴۵]

''نبیٔ اکرم ﷺ اپنے گھوڑے سے گر گئے اور اس گرنے سے آپ ﷺ کی پنڈلی یا آپ ﷺ کا کندھا زخمی ہو گیا اور آپ ﷺ نے ایک مہینہ تک اپنی بیویوں کے پاس جانے کی قسم کھالی۔ آپ ﷺ نے یہ عرصہ اپنے اس بالا خانے میں گزارا جس کی سیڑھی کھجور کے تنوں کی تھی۔ آپ ﷺ کی عیادت کے لئے آپ ﷺ کے صحابہ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھائی جب کہ وہ سب کھڑے تھے۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیر کر نماز مکمل کرلی تو فرمایا: امام اس

[۴۵] بخاری: ۱/۴۸۷ - مسلم مع نووی: ۲/۴/۱۳۰،۱۳۱ - صحیح أبی داؤد، حدیث:۵۶۱ - صحیح الجامع: ۲۳۵۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، لہٰذا جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، اور جب وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو"۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں گیارہ مقامات پر لائے ہیں۔ اور اسی سے ہر مرتبہ نئے سے نیا مسئلہ ہی اخذ کیا ہے۔"باب الصلوٰة في السطوح والمنبر والخشب" کے تحت لا کر اس حدیث سے چھت اور لکڑی پر نماز کے صحیح ہونے پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا بالا خانہ ابن بطال کے بقول لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ جیسا کہ کھجور کے تنوں کی سیڑھی سے بھی اندازہ یہی ہوتا ہے۔ اور اگر مانا جائے کہ سیڑھی کے کھجور کا تنا ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ سارا بالا خانہ ہی لکڑی کا ہو، تو پھر کم از کم اس حدیث میں چھت پر نماز کے جواز کی دلیل تو صریحاً موجود ہے۔ اور بخاری شریف کے مذکورہ باب میں تعلیقاً، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں موصولاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اثر مروی ہے:

«صَلّٰى أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى سَقْفِ الْمَسْجِدِ بِصَلَاةِ الْإِمَامِ».[٤٦]

"حضرت ابوہریرہؓ نے مسجد کی چھت پر باجماعت نماز ادا کی"۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی سند میں ایک راوی صالح مولیٰ توامۃ ہے جس میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے۔ لیکن سنن سعید بن منصور میں یہی اثر ایک دوسرے طریق سے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس سے اس اثر کو قوت حاصل ہو جاتی ہے۔[٤٧]

اگر نبیٔ اکرم ﷺ کے بالا خانے کو لکڑی سے تیار شدہ مان لیا جائے تو لکڑی کے تختے پر نماز کا جواز واضح ہے۔ اور اگر اس بالا خانے کو لکڑی کا نہ بھی مانا جائے تو بعض دیگر احادیث میں لکڑی پر نبیٔ اکرم ﷺ کے نماز ادا فرمانے کا ذِکر ملتا ہے۔ چنانچہ نبیٔ اکرم ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز

[٤٦] فتح الباري: ١/٤٨٦۔
[٤٧] فتح الباري: ١/٤٨٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا طریقہ سکھانے کے لئے اپنے منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا صحیح بخاری اور دیگر کتب کی معروف حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا:

«مِنْ أَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ؟»

”منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز سے بنایا گیا تھا؟“۔

تو انہوں نے فرمایا:

«مَا بَقِيَ بِالنَّاسِ أَعْلَمُ مِنِّيْ، هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ، عَمِلَهٗ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ»

”لوگوں میں اس بات کو جاننے والا اب مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں رہا، وہ ایک جنگلی درخت کی لکڑی سے تیار کیا گیا تھا۔ اسے فلاں عورت کے آزاد کردہ فلاں غلام نے بنایا تھا“۔

منبر بنانے والے شخص کے نام میں اختلاف ہے۔ البتہ شارح بخاری نے مختلف روایات کی بناء پر سب سے صحیح تر نام میمون رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے۔ جو کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ یا ان کی اہلیہ حضرت فکیہہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے۔[۴۸]

بہر حال اس حدیث میں ہے:

«وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، كَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهٗ»

”جب یہ منبر تیار کر کے مسجد میں لا کر رکھ دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اوپر کھڑے ہو گئے، اور قبلہ رو ہو کر تکبیرِ تحریمہ کہی اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے“۔

[۴۸] فتح الباری: ۱/۴۸۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آگے حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت کی، پھر رکوع کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوسرے لوگوں نے بھی رکوع کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور الٹے پاؤں منبر سے نیچے اتر آئے اور زمین پر سجدہ ریز ہوئے۔

اور آگے وہ فرماتے ہیں:

«فَهٰذَا شَأْنُهُ».[۴۹] ”اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی“۔

اس حدیث میں ساری نماز منبر پر پڑھنے کا ذِکر ہے سوائے سجدوں کے، اور بظاہر اس لئے تھا کہ منبر پر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے سجدہ کرنا ممکن نہیں تھا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیچے اتر کر سجدے کئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لکڑی پر بھی نماز صحیح ہے۔ یہ شرط نہیں کہ لازمًا زمین پر ہی نماز ادا کی جائے۔

ایک وضاحت:

اب رہی کتبِ فقہ میں مذکور یہ بات کہ سجدہ زمین پر پیشانی ٹیکنے کا ہی نام ہے۔ ”وضع الجبهته على الأرض“ اور ہوائی جہاز وغیرہ میں یہ بات نہیں پائی جاتی تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس قسم کے تکلفات شریعت کی روسے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایک اتفاقی بات ہے۔ چونکہ عام طور پر زمین پر ہی پیشانی ٹیکنے کی نوبت آتی ہے، اس لئے فقہاء نے زمین (أرض) کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور یہ ٹھیک اسی طرح ہے کہ جیسے کوئی شخص کہے:

”روئے زمین پر اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں“

تو کیا اس سے یہ بات سمجھی جائے گی کہ وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ چاند پر اس سے بہتر ایک اور دین موجود ہے؟ ہرگز نہیں! یہی معاملہ زمین پر پیشانی ٹیکنے کا بھی ہے۔

[۴۹] بخاری: ۴۷۶/۱ - مختصر مسلم للمنذری: ۴۰۸ - صحیح أبی داؤد: ۹۵۷ - صحیح نسائی: ۷۱۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

شریعت کا اصل منشاء یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز ہو جس پر انسان کی پیشانی ٹِک سکے جیسا کہ حدیث کی رو سے کشتی میں نماز کی اجازت دی گئی ہے۔ حالانکہ سطح زمین اور کشتی کے مابین پانی کا ایک بے پناہ فاصلہ موجود ہے۔ اس لئے ہوائی جہاز وغیرہ پر بھی اسی طرح نماز کی ادائیگی درست ہوگی، جس طرح زمین پر۔ اور یہ بات تو جدید فقہی مسائل پر گہری نظر رکھنے والے علمائے احناف نے بھی تسلیم اور بیان کی ہے۔[۵۰]

(۸) سواری کے جانور پر نفلی نماز:

عام سواریوں مثلاً بحری و ہوائی جہاز، کشتی اور ریل گاڑی و بس وغیرہ پر نماز کا جواز ذِکر کیا جاچکا ہے۔ لہٰذا یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سواری کے جانور پر نفلی نماز کے جواز کا تذکرہ بھی دلائل کے ساتھ کردیا جائے۔

امام نووی، ایسے ہی حافظ عراقی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ کے بقول اس بات پر اجماع ہے کہ سفر میں سواری پر نفلی نماز جائز ہے۔ اور امام شافعیؒ سمیت جمہور علماء کے نزدیک یہ ہر سفر میں جائز ہے۔ وہ لمبا ہو یا تھوڑا۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک یہ صرف اس سفر میں جائز ہے جو نمازِ قصر کا سفر ہے۔ اور امام طبری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ امام مالکؒ کی اس معاملہ میں کسی نے موافقت نہیں کی۔

چنانچہ اس سلسلہ میں صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

«رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَتِهِ يُسَبِّحُ يُوْمِئُ بِرَأْسِهِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ».[۵۱]

[۵۰] جدید فقہی مسائل، ص:۴۴۔
[۵۱] فتح الباری: ۲/۵۷۵ - نیل الأوطار: ۱/۲/۱۲۶،۱۴۴ - شرح نووی: ۳/۵/۱۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو سواری پر نفلی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ جدھر بھی جاتے صرف سرِ اقدس سے اشارہ کر کے نماز پڑھتے جاتے۔ اور آپ ﷺ فرض نماز میں ایسا نہیں کرتے تھے“۔

ایسے ہی صحیح بخاری اور ترمذی و ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ».[۵۲]

”نبیٔ اکرم ﷺ اپنی سواری پر مشرق کی طرف منہ کئے (نفلی) نماز پڑھ لیتے تھے۔ اور جب آپ ﷺ فرض پڑھنا چاہتے تو سواری سے اتر جاتے اور قبلہ رو ہو کر پڑھتے تھے“۔

بخاری و مسلم، ابوداؤد، نسائی، مؤطا امام مالک اور مسند احمد میں حضرت انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ شام آئے تو ہم ان کے استقبال کے لئے نکلے۔ ہم نے انہیں عین التمر نامی مقام پر پایا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ اپنی سواری کے گدھے پر قبلہ سے بائیں جانب منہ کئے ہی نماز پڑھ رہے ہیں۔ ان کے الفاظ ہیں:

«فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلٰى حِمَارٍ وَ وَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ يَعْنِيْ عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ».[۵۳]

آگے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ میں نے آپ کو غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اس وقت انہوں نے جواب دیا:

[۵۲] بخاری مع الفتح: ۲/۵۷۴، ۵۷۵ - مسلم مع نووی: ۳/۵/۲۱۲ و المنتقی: ۱/۲/۱۴۴۔
[۵۳] بخاری: ۱/۵۷۶ - مسلم مع نووی: ۳/۵/۲۱۲ - صحيح أبي داؤد، حديث:۱۰۸۴ - صحيح نسائی: ۷۱۵ - نيل الأوطار: ۱/۲/۱۴۴ - تحقيق المغنی: ۲/۴۸۰ طبع هجر القاهره، مصر۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَهُ لَمْ أَفْعَلْهُ».[۵۴]

”میں نے اگر نبیٔ اکرم ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی ایسا ہر گز نہیں کرتا“۔

معلوم ہوا کہ سواری پر نماز پڑھنا ان کے یہاں معروف تھا۔ لہٰذا اس کے بارے میں سوال ہی نہیں کیا گیا۔ اور غیر قبلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے وضاحت کر دی کہ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اور صحیح بخاری و مسلم، اور ابوداؤد و نسائی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً (من عملہ فی البخاری) اور مرفوعاً (فی مسلم وغیرہ) ملتے جلتے الفاظ سے مروی ہے:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يُصَلِّيْ سُبْحَتَهُ، حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ نَاقَتُهُ ».[۵۵]

”میں نے رسول ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر جدھر بھی جارہی ہوتی نماز پڑھ لیتے تھے“۔

اور صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے:

«رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يُصَلِّيْ عَلَى حِمَارٍ، وَهُوَ مُوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ».

”میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو گدھے پر سوار ہو کر خیبر کی طرف جاتے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا“۔

اور یہ حدیث مسلم کے علاوہ ابوداؤد و نسائی اور مسند احمد میں بھی ہے۔[۵۶]

[۵۴] بخاری: ۲/۲۷۵ - صحیح ترمذی: ۱/۱۱۱ - صحیح أبی داؤد، حدیث:۱۰۸۶ - نیل الأوطار: ۱/۲/۱۴۴۔

[۵۵] بخاری: ۲/۵۷۳،۵۷۵ - مسلم مع نووی: ۳/۵/۲۰۹ - صحیح أبی داؤد، حدیث:۱۰۸۳ - صحیح نسائی: ۱/۱۶۱ - صحیح ترمذی: ۲۸۸ - نیل الأوطار: ۱/۲/۱۴۴۔

[۵۶] مسلم: ۳/۵/۲۰۹ - صحیح أبی داؤد: ۱۰۸۵ - صحیح نسائی: ۷۱۴۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قرآنِ کریم کی یہ آیات تلاوت کرنا بھی وارد ہوا ہے:

﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾[۵۷]

"تم جدھر بھی منہ کرو اللہ ادھر ہی ہے"۔

ان احادیث میں کئی مسائل آ گئے۔

پہلا مسئلہ یہ کہ نفلی نماز سواری کے جانور پر بھی جائز ہے، خصوصاً سفر قصر میں۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ گدھا اگرچہ ماکول اللّحم جانوروں میں سے نہیں، لیکن اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں گدھے والی روایت کو اونٹ یا عام سواری والی جمہور کی روایت کے مخالف اور شاذ قرار دیتے ہوئے ناقابلِ قبول کہا ہے۔[۵۸]

لیکن شارح بخاری نے گدھے کی سواری اور اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے احتمال کو ہی ترجیح دی ہے۔ اور اس کے لئے انہوں نے صحیح مسلم والی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے استدلال کیا ہے۔ جس میں "خیبر" اور "حمار" کا لفظ وارد ہوا ہے۔ اور اس کی تائید مسند سراج سے نقل کی ہے۔ جس میں یحیٰی بن سعید کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ ذَاهِبٌ إِلَى خَيْبَرَ».[۵۹]

"انہوں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر جاتے ہوئے گدھے پر سوار نماز پڑھتے دیکھا"۔

اور اس کی سند کو حافظ ابن حجرؒ نے حسن درجہ کی قرار دیا ہے۔ اور صحیح بخاری میں ایک باب ہے:

[۵۷] سورہ بقرہ، الآیہ: ۱۱۵ و مسلم مع نووی: ۳/۵/۲۰۹۔

[۵۸] شرح نووی: ۳/۵/۲۱۱، ۲۱۲۔

[۵۹] بحوالہ فتح الباری: ۲/۵۷۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بَابُ صَلٰوۃِ التَّطَوُّعِ عَلَى الْحِمَارِ)[۶۰]

"گدھے پر نفلی نماز پڑھنے کا بیان"

جس سے امام بخاریؒ کے رحجان کا بھی پتہ چل جاتا ہے۔

تیسرا مسئلہ یہ بھی آگیا کہ ایک شارح بخاری مہلب کے بقول ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾

"تم جدھر بھی منہ کرو اللہ ادھر ہی ہے"۔

کا حکم نفلی نماز کے ساتھ خاص ہے۔ اور تمام فقہاء نے یہی قول اپنایا ہے۔ البتہ امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ نماز شروع کرتے اور تکبیر کہتے وقت ایک مرتبہ سواری پر بھی قبلہ رو ہو جائیں۔ اور پھر وہ چاہے جس طرف بھی جائے مضائقہ نہیں، اور ان کا استدلال ابوداؤد ومسند احمد اور دار قطنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَطَوَّعَ فِيْ سَفَرٍ اِسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ إِلَى الْقِبْلَةِ، ثُمَّ صَلَّى حَيْثُ وَجِهَتْ رِكَابُهُ».[۶۱]

"نبیٔ اکرم ﷺ سفر کے دوران نماز کا ارادہ فرماتے تو پہلے سواری کو قبلہ رو کرتے اور پھر وہ چاہے جدھر بھی جاتی آپ ﷺ نماز پڑھتے جاتے تھے"۔

اور یہ نفلی نماز کے لئے ہے۔ فرض نماز کے لئے قبلہ رو ہو کر اور جانوروں سے اُتر کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ سوائے صلوٰۃ الخوف کے۔[۶۲]

[۶۰] بخاری: ۲/۵۷۶۔
[۶۱] بحوالہ فتح الباری: ۲/۵۷۵ - صحیح أبي داؤد، حدیث:۱۰۸۴۔
[۶۲] حوالہ جات سابقہ و النووی: ۳/۵/۲۱۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلوٰۃ الخوف پیدل و سوار:

سواری کے جانور پر نفلی نماز جائز اور اس کے لئے قبلہ رو رہنے کی پابندی بھی نہیں۔ اور جو احادیث ذِکر کی جاچکی ہیں، ان کی رو سے یہ پابندی فرض نماز کے ساتھ خاص ہے کہ سواری سے اُتر کر اور قبلہ رو ہو کر پڑھی جائے۔ سوائے صلوٰۃ الخوف کے کیونکہ اس کے بارے میں تو خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی سورۂ بقرہ آیت ۲۳۹ میں رعایت دی ہے اور فرمایا ہے:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾

"پھر اگر تم کو ڈر ہو کسی کا تو پیادہ پڑھ لو یا سوار ہو کر"۔

اور اس صلوٰۃ الخوف کے طریقہ اور اس کی مختلف صورتوں کے ذِکر کا یہ موقع نہیں۔

سواری پر نفلی نماز پڑھنے کا طریقہ:

یہاں سواری پر نفلی نماز کی ادائیگی کا طریقہ بھی ذِکر کر دیں تو مناسب ہو گا۔ چنانچہ صحیح بخاری اور دیگر کتبِ حدیث میں جو انس بن سیرین سے مروی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گدھے پر سوار ہو کر نماز ادا کرنے کے واقعہ پر مشتمل حدیث ہے۔ اس میں ان کے نماز پڑھنے کا تو ذِکر آ گیا ہے، لیکن اس کی کیفیت اور طریقہ مذکور نہیں ہوا۔ جب کہ مؤطا امام مالک میں امام مالک رحمہ اللہ نماز پڑھنے کی کیفیت و طریقہ بھی بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

«رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ إِيْمَاءً مِنْ غَيْرِ أَنْ يَضَعَ وَجْهَهُ عَلَى شَيْءٍ». [۶۳]

"میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گدھے پر سوار نماز پڑھ رہے تھے۔ اور وہ قبلہ رو ہونے کی بجائے کسی دوسری طرف رخ کئے ہوئے تھے۔ وہ اشارے سے

[۶۳] مؤطا مع التنوير: ۱/۱۵۱ طبع بيروت، حسنه الحافظ بصنيعه في الفتح: ۲/۵۷۶،۵۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکوع اور سجود کر رہے تھے۔ اور سجدہ کے لئے کسی چیز پر اپنی پیشانی نہیں ٹیکتے تھے“۔

اس کا معنٰی یہ ہوا کہ سواری کے جانور پر بیٹھا آدمی امام احمد و ابو ثور رحمہا اللہ کے بقول ایک مرتبہ استحباباً قبلہ رو ہو جائے یا پھر جمہور کے مسلک کے مطابق جدھر بھی رخ ہو تکبیرِ تحریمہ سے نماز کا آغاز کر دے۔ اور ہاتھ باندھ کر پہلے ثناء و فاتحہ پھر کوئی دوسری سورۃ پڑھے اور تکبیر کہہ کر رکوع کرے، جس کے لئے اسے اپنے سر کو معمولی سا نیچے جھکا کر محض قیام سے رکوع کا اشارہ کرنا ہو گا۔ اور پھر رکوع سے اشارے کے ساتھ قومہ کے لئے سیدھا ہو جائے اور ”سمع اللہ لمن حمدہ. الخ“ کہے۔ اور پھر تکبیر کہے اور اپنے سر کو رکوع کے اشارے کی نسبت تھوڑا زیادہ جھکائے جو اس بات کا اشارہ ہو گا کہ میں اب سجدہ کر رہا ہوں۔ اس طرح نماز مکمل کرے اور جتنی بھی نفلی رکعتیں چاہے پڑھتا جائے اور سلام پھیرتا جائے۔[۶۴]

سواری پر فرضی نماز:

یہ ساری تفصیل تو نفلی نماز کے بارے میں ہے۔ اور صلوٰۃ الخوف کے سوا عام حالات میں سواری پر فرضی نماز کی ادائیگی ثابت نہیں ہے۔ البتہ ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ کسی خاص عذر و مجبوری کی حالت ہو تو ہی سواری پر بیٹھے بیٹھے فرض نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور وہ روایت حضرت یعلٰی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے ترمذی، دار قطنی، بیہقی، مسند احمد اور تاریخِ بغداد للخطیب میں مروی ہے۔ اور امام شوکانیؒ نے اسے نسائی کی طرف بھی منسوب کیا ہے۔ اس روایت میں وہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِنتهىٰ إِلٰى مَضِيقٍ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ، وَالسَّمَاءُ مِنْ فَوْقِهِمْ، وَالْبِلَّةُ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَحَضَرَتِ الصَّلوٰةُ، فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ، فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، ثُمَّ تَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلٰى رَاحِلَتِهِ،

[۶۴] نیل الأوطار: ۲۴۰/۲/۱ طبع الریاض۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَصَلَّى بِهِمْ يُؤْمِئُ إِيْمَاءً، يَجْعَلُ السُّجُوْدَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ».[٦٥]

”نبیٔ اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ تنگ جگہ میں پہنچے۔ آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار تھے۔ اوپر سے بارش ہو رہی تھی، اور نیچے زمین گیلی و دلدل تھی۔ نماز کا وقت ہو گیا تو آپ ﷺ نے مؤذن کو حکم فرمایا۔ اس نے اذان و اقامت کہی۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھے اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے اشارے سے نماز پڑھی۔ اور سجدوں کے لئے رکوع کی نسبت سر کو ذرا زیادہ جھکا کر اشارہ کیا“۔

اس حدیث سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کبھی کسی کو کوئی ایسی صورتِ حال پیش آجائے یا اس سے ملتے جلتے حالات کا سامنا ہو تو سواری پر فرضی نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ اگر سواری سے اُتر کر نماز ادا کرنے کے لئے جگہ نہ ہو تو سواری کے جانور پر بھی نماز جائز ہے۔ اور حافظ عراقیؒ نے شرح ترمذی میں امام شافعیؒ سے بھی یہی قول روایت کیا ہے۔ البتہ امام شافعیؒ نے سواری کے جانور پر نماز کے صحیح ہونے کیلئے بعض شرائط عائد کی ہیں۔ لیکن امام شوکانیؒ نے کہا ہے کہ ان امور کے سواری پر صحتِ نماز کی شرط ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

اور حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ والی حدیث سواری کے جانور پر نماز کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں جو کہ سواری کے جانور پر نبیٔ اکرم ﷺ کے نماز ادا فرمانے کی نفی کی گئی ہے، وہ حدیث اگرچہ صحیح بخاری و مسلم اور دیگر کتبِ احادیث میں ہے، اور اس کے صحیح ہونے میں بھی کوئی شک نہیں، لیکن اس میں زیادہ سے زیادہ یہی ذِکر ہے کہ نفی کرنے والے صحابی نے اپنے علم کی حد تک نفی کی ہے، اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سواری کے جانور پر نبیٔ اکرم ﷺ کا فرض نماز پڑھنا واقع نہیں ہوا، کیونکہ:

[٦٥] ضعيف ترمذی، حديث:٦٥ - منتقى مع نيل: ٢٠٦/٢/١ - واللفظ له و ارواء الغليل: ٣٤٧/٢۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مَنْ عَلِمَ حُجَّةٌ عَلٰی مَنْ لَا یَعْلَمُ)

”جسے علم ہو گیا وہ اس پر حجت ہے جسے علم نہ ہو سکا“۔

ایسی صورت میں اکثر صحیحین میں آمدہ بات کو دوسری کتب میں آمدہ بات پر ترجیح دی جاتی ہے۔ لیکن یہ بقول ان کے صحیح نہیں بلکہ یہ جمود کا باعث بنتی ہیں۔[٦٦]

یہ امام شوکانیؒ کے الفاظ ہیں یا ان کا مفہوم ہے کہ جبکہ یہاں ہم یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ موصوف کی بات جہاں اہلِ علم کے لئے قابلِ توجہ ہے وہیں اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کسی چیز کو ثابت کرنے کے لئے صحیح دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جبکہ سواری کے جانور پر نبیٔ اکرم ﷺ کے نماز ادا فرمانے کے واقعہ پر مشتمل حدیث ضعیف ہے۔ اور ضعیف حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ واجب العمل ہے۔ اور اس حدیث کے بارے میں خود امام موصوف نے لکھا ہے کہ:

”امام ترمذیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ عمرو بن رباح متفرد ہیں۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اپنے فعل سے یہ ثابت ہے، اور اسے اشبیلی نے الاحکام میں صحیح قرار دیا ہے۔ اور توزی نے حسن کہا ہے۔ اور امام بیہقی نے ضعیف قرار دیا ہے“۔[٦٧]

اور صاحبِ ارواء الغلیل نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور امام ترمذی و بیہقی رحمہا اللہ کے تنقیدی اقوال نقل کر کے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند میں دو راوی عمرو بن عثمان اور عثمان دونوں کے مجہول و غیر معروف ہونے کی وجہ سے ضعف پایا جاتا ہے۔[٦٨]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صحیحین میں مذکور نفی کو چھوڑ کر مثبت کی بات لی جاسکتی تھی، اگر

[٦٦] نیل الأوطار: ١/٢٠٧، ٢٠٩۔
[٦٧] نیل الأوطار: ١/٢/٢٠٧، ٢٠٩۔
[٦٨] إرواء الغلیل: ٢/٣٤٨۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وہ حدیث صحیح ہوتی۔ لیکن یہاں تو صحیح حدیث میں وارد نہیں کہ قابلِ حجت ہو۔ لہٰذا فرض نماز جانور سے اُتر کر پڑھنا ہی ضروری واحوط ہے۔

کفار کی عبادت گاہوں میں نماز اور تصویر کی قباحت وشناعت

کفار کی عبادت گاہوں میں سے چاہے کسی بھی غیر مسلم قوم کا معبد کیوں نہ ہو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں تصویریں یا مجسمے نہ ہوں۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ عبادت گاہ عیسائیوں کا گرجاگھر ہے یا یہودیوں کا معبد وصومعہ، ہندوؤں کا مندر ہے یا سکھوں کا گردوارہ اور مشرکوں کا صنم کدہ، آتش پرستوں کا آتش کدہ ہے یا کسی اور کی عبادت گاہ، بس جائے نماز پاک ہونی چاہیئے۔

ہاں ان میں سے اگر کسی معبد میں تصویریں آویزاں ہوں یا بت اور مجسمے پڑے ہوں تو وہاں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور مصنف عبدالرزاق میں موصولاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب وہ شام میں تشریف لائے تو وہاں کے عیسائیوں میں سے ان کے کسی بڑے آدمی (قسطنطین) نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور ان کی خدمت میں یوں عرض گزارا ہوا:

(أُحِبُّ أَنْ تُجِيْئَنِيْ وَ تُكْرِمَنِيْ)

”میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے یہاں قدم رنجہ فرمائیں اور میری عزت افزائی کریں“۔

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(إِنَّا لَا نَدْخُلُ كَنَائِسَكُمْ مِنْ أَجْلِ التَّمَاثِيْلِ الَّتِيْ فِيْهَا الصُّوَرُ).[۶۹]

[۶۹] بخاری و فتح الباری: ۱/۵۳۱،۵۳۲۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”ہم تمہارے گرجوں یا کنیسوں یعنی چرچز میں ان مجسموں کی وجہ سے داخل نہیں ہوتے جن میں تصویریں بنی ہوتی ہیں“۔

تو گویا اس اثرِ فاروقی کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر ان میں مجسمے اور تصاویر نہ ہوں تو ان میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ اور اس کی مزید وضاحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر سے ہو جاتی ہے جو صحیح بخاری میں تعلیقاً اور الجعدیات للبغوی میں موصولاً مروی ہے۔ اس میں ہے:

(كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلِّيْ فِي الْبِيْعَةِ إِلَّا بِيْعَةً فِيْهَا التَّمَاثِيْلُ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عیسائیوں کے گرجا گھر میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے سوائے اس گرجا گھر کے جس میں تصویریں ہوتیں“۔

اور امام بغویؒ نے کچھ مزید الفاظ بھی روایت کئے ہیں، جن میں ہے:

(فَإِنْ كَانَ فِيْهَا التَّمَاثِيْلُ خَرَجَ فَصَلّٰى فِي الْمَطَرِ).[۷۰]

”اور اگر ان میں تصویریں ہوتیں تو وہ اس سے باہر نکل کر نماز پڑھتے، چاہے بارش ہی کیوں نہ ہو رہی ہوتی“۔

ان دونوں آثار سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے، بشرطیکہ ان میں مجسمے اور تصاویر نہ ہوں۔[۷۱]

حضرت حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، امام شعبی، اوزاعی اور سعید بن عبدالعزیز رحمھم اللہ نے بھی صاف ستھرے گرجا گھر میں نماز کی اجازت دی ہے۔ اور حضرت فاروق اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے بھی یہی مروی ہے۔ البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام مالک رحمہ اللہ تصویروں کی وجہ سے کنیسہ میں نماز پڑھنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

[۷۰] بخاری و فتح الباري: ۱/۵۳۱، ۵۳۲۔
[۷۱] نیل الأوطار، امام شوکانی: ۱/۲/۲۱۰ طبع ریاض۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۱۔ امام ابن قدامہؒ:

یہاں یہ بات بھی واضح کر دیں کہ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المغنی" میں چرچ وغیرہ میں نماز کے متعلق جواز پر دو طرح سے استدلال کیا ہے، ایک تو بخاری و مسلم، ابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

(أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلوٰةَ فَصَلِّ).[۴۲]

"جہاں بھی تمہیں نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لو"۔

اور دوسرا ان کا استدلال فتح مکہ کے وقت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ کعبہ کے اندر دو رکعتیں پڑھنے سے ہے، اور ان کا کہنا ہے کہ اس وقت خانہ کعبہ میں تصاویر بھی تھیں۔[۴۳]

جب کہ ان کی یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ علّامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زادالمعاد میں لکھا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے، اور اس میں نماز پڑھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک داخل نہیں ہوئے، جب تک کہ تصاویر مٹا نہ دی گئیں۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تصویروں کی جگہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[۴۴]

۲۔ علّامہ ابن قیمؒ:

اس مسئلہ میں امام ابن قیم رحمہ اللہ کی تحقیق امام ابن قدامہؒ کی تحقیق سے زیادہ وزنی ہے، کیونکہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

«إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْآلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ ..... فَدَخَلَ الْبَيْتَ».[۴۵]

[۴۲] بخاری مع الفتح: ۱/۴۳۶ - المغنی: ۲/۴۸۷، ۱/۴۵۰ بتحقیق ڈاکٹر الترکی - منتقی الأخبار مع النیل: ۱/۲/۱۳۲ - مسلم مع نووی: ۳/۵/۳ - صحیح للالبانی نسائی: ۴۱۹۔

[۴۳] المغنی: ۲/۴۸۷۔

[۴۴] زادالمعاد، علامہ ابن قیم: ۳/۴۵۸ تحقیق الأرناؤوط، تحقیق المغنی: ۲/۴۷۸۔

[۴۵] بخاری مع الفتح: ۳/۴۶۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"نبیٔ اکرم ﷺ جب آئے تو آپ ﷺ نے معبودانِ باطلہ کی بیت اللہ میں موجودگی کی حالت میں اندر جانے سے انکار کر دیا۔ اور جب آپ ﷺ کے حکم سے انہیں اندر سے نکال دیا گیا..... تو آپ ﷺ اندر داخل ہوئے"۔

اسی حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ بیت اللہ کے اندر سے حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی تصویر بھی نکالی گئی۔

۳۔ امام ابن تیمیہؒ:

معابد و کنائس میں نماز کے بارے میں جب شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں علماء کے تین اقوال ہیں:

۱۔ **مطلق ممانعت:** یہی امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۲۔ **مطلق اجازت:** یہ امام احمد رحمہ اللہ کے بعض اصحاب کا قول ہے۔

۳۔ **تفصیل:** یہ قول صحیح ہے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نیز بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ اور امام احمد و دیگر ائمہ وفقہاء کی اس پر نص ہے کہ:

"اگر اس یہودی معبد یا عیسائی گرجا میں تصویریں ہوں تو وہاں نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔ اور اس لئے نبیٔ اکرم ﷺ اس وقت تک کعبہ شریف میں داخل نہیں ہوئے جب تک کہ اس میں سے فوٹو مٹا نہ دیئے گئے"۔

ایسے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«إِنَّا لَا نَدْخُلُ كَنَائِسِهِمْ وَالصُّوَرُ فِيْهَا»

"ہم ان کے چرچوں میں داخل نہیں ہوا کرتے تھے جب کہ ان میں تصویریں ہوتیں"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وہ عبادت گاہیں قبر پر بنائی گئی مساجد کی طرح ہیں۔ جب کہ صحیحین میں ہے کہ نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے حبشہ کے ایک گرجا کی خوبصورتی اور اس میں لگائی گئی تصویروں کا ذِکر کیا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

«أُوْلٰئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوْرَةُ، أُوْلٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».[۷۶]

”ان میں سے جب کوئی نیک آدمی مر جاتا تو وہ اس کی قبر ہر عبادت گاہ بنا دیتے اور اس میں تصویریں بنا دیتے۔ وہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین لوگ ہوں گے“۔

اور ہاں اگر ان میں تصویریں نہ ہوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گرجا میں نماز پڑھی۔ واللہ اعلم[۷۷]

لمحۂ فکریہ:

یہیں لمحہ بھر کے لئے ہمارے وہ بہن بھائی بطورِ خاص توجہ فرمائیں جن کے گھروں کے کمروں، انگیٹھیوں، الماریوں، شیلفوں اور میزوں پر اپنوں پرائیوں کی تصویریں لگی ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے بعض لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں، تو ان کی نماز کا کیا ہو گا؟

تصویر کی قباحت و شناعت کا اندازہ تو اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو برستی بارش میں نماز پڑھنا گوارا کر لیتے تھے، لیکن اس جگہ نماز نہیں پڑھتے تھے جہاں تصویریں ہوتیں۔ لہٰذا ہمارے ان بہن بھائیوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے جو اپنے گرد و پیش تصویریں

[۷۶] بخاری مع الفتح: ۳/۴۶۷۔

[۷۷] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۲/۱۶۲،۱۶۳ و المغنی: ۲/۴۷۸۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آویزاں کرنے یا رکھنے کے بڑے رسیا ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ہم اور زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتے۔

بعض احادیث سے اشارہ ملتا ہے کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری، مسلم، نسائی، ابن ابی شیبہ، مسند احمد و ابی عوانہ، مسند ابی یعلیٰ، بیہقی، طبقات ابن سعد اور دیگر کتبِ حدیث میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام المؤمنین حضرت ام حبیب اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے (ہجرتِ حبشہ سے واپسی پر حبشہ کے ایک گرجے کا ذِکر کیا، جس میں تصویریں تھیں۔ اور یہ بات انہوں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذِکر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أُولٰئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ، بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَ صَوَّرُوْا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُوْلٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».[۴۸]

”ان لوگوں میں اگر کوئی نیک آدمی مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر عبادت گاہ بنا دیتے اور اس میں تصویر رکھ دیتے، یہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک پوری مخلوق میں سے بدترین لوگ ہوں گے“۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ چار مقامات پر لائے ہیں، ایک ”باب الصلوٰۃ في البیعة“ یعنی گرجا میں نماز کے بیان میں ہے۔ اور صاحب فتح الباری لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں اشارہ پایا جاتا ہے کہ مسلمان کو گرجا میں نماز پڑھ کر اس جگہ کو جانماز کا درجہ نہیں دینا چاہئے۔

اور اسی بات کا پتہ بعض دیگر احادیث سے بھی لگتا ہے۔ جن میں سے ایک صحیح بخاری و مسلم، سنن ابی داوٗد، مسند ابی یعلیٰ و مسند احمد، مسند ابی عوانہ و مسند سراج اور تاریخِ دمشق و ابن عساکر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جس میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

[۴۸] بخاری: ۵۲۳/۱، ۵۲۴ - مسلم مع نووي: ۱۱/۵/۳ - صحيح نسائی: ۶۸۰ - صحيح الجامع الصغير للألبانی: ۲۰۱۰ - تحذير المساجد من اتخاذ القبور مساجد للألبانی، ص: ۱۲، ۱۳ - أحياء التراث، کویت۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًا».[۷۹]

"اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنالیا"۔

آگے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

«يُحَذِّرُ مِثْلَ مَا صَنَعُوْا».[۸۰]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس فعل کی قباحت پر لوگوں کو تحذیر و تنبیہ کرنا چاہتے تھے"۔

کتاب "تحذیر المساجد من اتخاذ القبور مساجد" میں مؤلف نے اسی معنیٰ و مفہوم کی چودہ احادیث نقل کی ہیں۔ اور ان سب سے اشارہ ملتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں عموماً ان کے انبیاء و صالحین کی قبروں پر بنائی گئی ہوتی تھیں۔ اور پھر ان میں تصویریں بھی ہوتی تھیں۔ اگر کسی عبادت گاہ کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ ایسی ہی ہے تو اس میں نماز پڑھنا منع ہو گا۔ اور اگر کوئی عبادت گاہ ان اشیاء سے متبرا ہو تو اس میں نماز جائز ہو گی، جیسا کہ سابق میں ذِکر کئے گئے دونوں آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے پتہ چلتا ہے۔ اور انہیں اس موقع پر محمول کرنا ہی اولیٰ و بہتر ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان بھی جواز کی طرف ہے۔

آگ وغیرہ کے سامنے نماز؟

غیر مسلم لوگوں کی عبادت گاہوں میں بوقتِ ضرورت نماز جائز ہے۔ بشر طیکہ وہ کسی کی قبر پر نہ بنائی گئی ہوں، اور نہ ہی ان میں مجسمے یا تصاویر ہوں۔ اور یہ آتش کدے، گردوارے، صومعہ

[۷۹] بخاری: ۱/۵۳۲ - مسلم مع نووی: ۳/۵/۱۲ - صحیح أبی داؤد للألبانی: ۲۷۶۴ - صحیح الجامع: ۵۱۰۸ - تحذیر المساجد، ص:۱۲۔

[۸۰] بخاری: ۱/۵۳۲ - مختصر مسلم منذری: ۲۵۵ - صحیح نسائي للألبانی: ۶۷۹ - تحذیر المساجد، ص:۱۱، ۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ومعبد اور گرجا و مندر سبھی کو شامل ہے۔ ہم یہاں آتش پرستوں کے آتش کدے میں جلتی آگ کے سلسلہ میں وضاحت کر دیں کہ اگر وہاں نماز پڑھنے کی نوبت آ ہی جائے تو جانماز کے لئے ایسی جگہ اختیار کریں جہاں ان کی جلائی ہوئی آگ آپ کے قبلہ کے درمیان نہ آئے۔ کہیں اِدھر اُدھر رہے تو حرج نہیں۔

اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں سے جلتی آگ کی انگیٹھی کو ہٹایا جا سکتا ہو یا جلتے تنور کو اپنے اور قبلہ کے مابین سے ہٹانا ممکن ہو، اور پھر بھی آگ کی طرف منہ کر کے اسے اپنے سامنے رکھتے ہوئے نماز پڑھیں تو اختیار کے باوجود ایسا کرنا اور ایسے ہی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں معروف تابعی امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے:

(إِنَّهٗ كَرِهَ الصَّلٰوةَ إِلَى التَّنُّوْرِ وَقَالَ هُوَ بَيْتُ نَارٍ).[۸۱]

”وہ تنور کی طرف رخ کئے نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ یہ تنور 'آتش کدہ' ہے“۔

اگر کوئی ایسی جگہ ہو کہ سامنے آگ جل رہی ہو یا دوسری کوئی چیز ہو جس کی عبادت و پوجا کی جاتی ہو، اور اسے وہاں سے ہٹانا بس میں نہ ہو، اور نہ ہی خود اس جگہ سے ہٹ کر نماز پڑھ سکنے کی گنجائش ہو، تو ایسے میں جب نمازی دل میں یہ بات رکھ کر نماز شروع کر دے کہ میں اس چیز کی پوجا نہیں بلکہ اپنے معبودِ حقیقی، خالق و مالکِ کائنات اور پروردگارِ عالم کی عبادت کرنے جا رہا ہوں، آتش برو یا بروئے صنم نہیں، بلکہ قبلہ رو ہوں، تو اس صورت میں اس کی نماز بلا کراہت جائز ہوگی۔ اور اس میں کسی قسم کا کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔ اور اس چیز کے نمازی کے سامنے قریب یا دور ہونے میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری ”كتاب الصلوٰة، بَابُ مَنْ صَلّٰى وَقُدَّامَهٗ تَنُّوْرٌ أَوْ نَارٌ أَوْ شَيْءٌ مِمَّا يُعْبَدُ، فَأَرَادَ بِهِ اللّٰهَ“ اور دیگر کتب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز

[۸۱] بحوالہ فتح الباری، حافظ ابن حجر: ۱/۵۲۸۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پڑھی اور فرمایا:

«أُرِيتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ».[۸۲]

”مجھے آگ دکھائی گئی اور اتنا بھیانک منظر میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھا“۔

اور اسی حدیث میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ وہ آگ آپ ﷺ کے عین سامنے لا کر دکھائی گئی تھی، دائیں بائیں سے نہیں۔ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے الفاظ ہیں، اے اللہ کے رسول!

«رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ».[۸۳]

”ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے قیام کے دوران کوئی چیز پکڑی اور پھر پیچھے کو ہٹ آئے تھے“۔

آپ ﷺ کے اس پیچھے کو ہٹ آنے کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے وہ آگ آپ ﷺ کے سامنے سے دکھائی گئی۔ ایسے ہی صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ کے الفاظ ہیں:

«عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَأَنَا أُصَلِّيْ».[۸۴]

”میرے سامنے اس وقت آگ پیش کی گئی جب میں نماز پڑھ رہا تھا“۔

اور بخاری شریف کی کتاب التوحید میں اس حدیث کے الفاظ ہیں:

«لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ وَأَنَا أُصَلِّيْ».

”ابھی نماز کے دوران اس دیوار کے پاس میرے سامنے جنت اور نارِ جہنّم پیش کی گئیں“۔

[۸۲] بخاری: ۵۲۸/۱ - صحیح نسائی: ۱۴۰۵۔

[۸۳] بخاری مع الفتح: ۵۴۰/۲۔

[۸۴] بخاری، کتاب التوحید و مواقیت الصلوٰۃ: ۲۱/۲ - باب وقت الظہر صحیح الجامع: ۳۲/۴/۲۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آگ آپ ﷺ کے سامنے لائی گئی، نماز کے دوران لائی گئی، اور آپ ﷺ کے قریب ہی تھی۔ یہ تمام امور اور نبیِٔ اقدس ﷺ کا نماز نہ توڑنا، ایسے میں نماز کے جواز کی دلیل ہے۔ خصوصاً جب کہ آگ یا اس جیسی کسی پوجی جانیوالی چیز کو ہٹانا اختیار میں نہ ہو، جیسا ذِکر کیا جاچکا ہے۔

اضطرار و اختیار:

یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رکھیں کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں نماز کے جواز کی نوبت تب آئے گی جب وہاں سے نکل کر کسی دوسری جگہ نماز پڑھنا ممکن ہی نہ رہا ہو۔ اور اگر وہاں سے نکلنا ممکن ہو تو نکل کر کسی مسجد یا کھلی جگہ میں ہی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ لٰہذا وہ مقامات یا عبادت گاہیں جہاں کفر و شرک کیا جارہا ہو وہاں نماز و عبادتِ الٰہی نہ کی جائے۔ کیونکہ وہ مقام نجس و خبیث ٹھہرا۔ اس بات کا پتہ سورۂ توبہ آیت ۱۰۷، اور ۱۰۸ میں مذکور مسجدِ ضرار کے واقعہ سے بھی چلتا ہے۔ کیونکہ وہاں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًاۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ﴾

”اور ان میں ایسے (منافق) بھی ہیں، جنھوں نے ایک مسجد بنائی اس غرض کے لئے کہ (دعوتِ حق کو) نقصان پہنچائیں اور (عبادتِ الٰہی کی بجائے) کفر کریں اور اہلِ ایمان میں پھوٹ ڈالیں، اور اس (بظاہر عبادت گاہ) کو اس شخص کے لیے مکین کمین گاہ (مخفی اڈا) بنائیں جو اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف برسرِ پیکار ہو چکا ہے“۔

اور فرمایا:

﴿وَ لَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۰۷﴾

”اور وہ (منافق) ضرور قسم کھائیں گے اور کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کسی دوسری چیز کا نہ تھا۔ مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں"۔

اگلی ہی آیت میں نبی ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا﴾

"آپ ہرگز اس عمارت میں کھڑے نہ ہونا (یعنی نماز نہ پڑھنا)"۔

تو گویا جو معبد غیر اللہ کی عبادت اور اسلامی مہم کو نقصان پہنچانے کے لیے تعمیر کیا گیا ہو وہاں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ یا بالفاظِ دیگر جہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہو وہاں اللہ کی عبادت کرنا بھی درست نہیں۔ اور اس بات کی دلیل وہ حدیث بھی بن سکتی ہے، جس میں اس مقام پر نذر پوری کرنے کے لیے جانور ذبح کرنے سے روکا گیا ہے۔ جہاں کبھی اہلِ جاہلیت غیر اللہ کے نام جانور ذبح کرتے رہے ہوں۔ اگرچہ اب وہ وہاں ایسا نہ بھی کرتے ہوں۔ جیسا کہ ابو داؤد میں حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"ایک آدمی نے یہ نذر مان لی کہ (ینبع کے آگے) بوانہ نامی مقام پر اونٹ ذبح کرے گا۔ اور اس سلسلہ میں نبیٔ اکرم ﷺ سے استفسار کیا، تو آپ ﷺ نے پوچھا:

«هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟»

"کیا وہاں کوئی بت تھا جس کی عہدِ جاہلیت میں پوجا کی جاتی رہی ہو؟"۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا:

«هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟»

"کیا وہاں مشرکین کا کوئی مذہبی تہوار یا میلہ لگتا تھا؟"۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«أَوْفِ بِنَذْرِكَ، فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».[۸۵]

”اپنی نذر پوری کرو۔ اور اس نذر کو پورا کرنا جائز نہیں جس میں اللہ کی معصیت و نافرمانی ہوتی ہو، اور نہ ہی اس چیز سے متعلقہ نذر پوری کی جائے گی جو چیز کسی آدمی کی ملکیت نہیں ہے“۔

اس حدیث اور سابقہ آیت کو صاحب ”کتاب التوحید“ باب لا یذبح لله بمکان یذبح فیه لغیر الله میں لائے ہیں کہ جس جگہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کئے جاتے ہیں، وہاں صرف اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا بھی ناجائز ہے۔

شارح کتاب التوحید عبدالرحمان بن آل الشیخ نے لکھا ہے کہ مسجد ضرار سے متعلقہ واقعہ اگرچہ ایک مسجد سے متعلق ہے، لیکن اس ممانعت کا حکم عام ہے۔ لٰہذا وہ مقامات جہاں کفر و شرک ہوتا ہو، ان پر بھی یہی حکم لگے گا کہ وہاں عبادتِ الٰہی نہ کی جائے، کیونکہ وہ مقام نجس و خبیث ٹھہرا۔ اور اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اگرچہ نذر کے بارے میں ہے، لیکن یہ ہر اس عمل کو شامل ہے جو عبادتِ الٰہی کی غرض سے کیا جائے۔ اور آگے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گناہ اور شرک کے اڈوں کو عبادت کے لیے منتخب نہیں کرنا چاہیے۔[۸۶]

اس ساری تفصیل سے ایسے مقامات میں نماز کے لیے اختیار و اضطرار کا فرق واضح ہو جاتا ہے کہ ہر ممکن احتراز ہی بہتر ہے اور مجبوراً جائز ہے۔

[۸۵] صحیح أبي داؤد: ۲۸۳۴ - طبراني معجم کبیر: ۲/۶۸ حدیث: ۱۳۴۱ - کتاب التوحید لشیخ الاسلام محمد بن عبدالوهاب مع قرة عیون الموحدین مترجم اردو مولانا عطاء الرحمٰن ثاقب: ۱/۱۹۸۔

[۸۶] قرة عیون الموحدین: ۱/۱۹۵، ۲۰۱، اردو هدایة المستفید ترجمه کتاب فتح المجید: ۱/۴۴۷، ۴۵۶ مولانا عطاء اللہ ثاقب - فتح المجید عربي، شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ، ص: ۱۶۶، ۱۶۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو مساجد میں تبدیل کرنا

یہاں اس موضوع سے ملتی جلتی بلکہ اس کی متعلقہ ایک اور بات بھی ذِکر کرتے جائیں کہ اگر کوئی جگہ کفار میں سے کسی بھی غیر مسلم قوم کی عبادت گاہ رہی ہو، اور وہ کسی وجہ سے متروک ہو جائے، اور وہ جگہ کسی بھی طریقہ سے مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے۔ مثلاً فتوحات کے نتیجہ میں مغلوبین فرار ہو گئے ہوں، اور ان کی عبادت گاہ متروک ہو گئی ہو۔ یا پھر انہوں نے نئی بنالی اور پرانی متروک ہو گئی ہو، اور اس جگہ کو مسلمانوں نے ان سے خرید لیا۔ جیسا کہ آجکل برطانیہ وغیرہ مغربی ممالک میں چرچوں کو خرید کر انہیں مساجد و مدارس اور اسلامی تنظیموں کے دفاتر میں تبدیل کیا گیا ہے۔ مدرسہ سلفیہ، جامع مسجد، ماہنامہ صراط مستقیم (اردو) اور انگلش میں منتقلی دی اسٹریٹ پاتھ (اور مرکزی جمعیت اہلِ حدیث) کے دفاتر پر مشتمل عظیم عمارت جو برمنگھم (برطانیہ) میں واقع ہے، وہ اس بات کی شاہد عدل ہے کیونکہ وہ پرانا متروک چرچ تھی، جسے خرید کر مسجد و مدرسہ اور دفاتر کی شکل دی گئی ہے۔ اور ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ اسلامی فتوحات کے عہدِ زریں میں کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کے محرابوں کو بدل کر انہیں مساجد کی شکل دی۔ [۸۷]

اور لات و منات نامی مشہور بتوں میں سے لات طائف میں تھا۔ اب اس کی جگہ پر مسجد تعمیر کی جاچکی ہے۔ اور اگر اس جگہ کو جوں کا توں چھوڑ دیا جاتا تو خطرہ تھا کہ جاہل لوگ اسے پھر سے وثن نہ بنالیں، اور اس کی پوجا شروع کر دیں۔ اس فتنہ سے بچنے کے لیے اس مقام پر مسجد تعمیر کر دی گئی۔ اب لات اور اس کی پوجا کا تصور ہی ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ اور شرک کا نام ونشان مٹ گیا۔ [۸۸]

جب کہ عون المعبود شرح ابی داؤد میں علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے لکھا کہ ملک العادل

[۸۷] نیل الأوطار: ۱/۲/۲۰۹ طبع ریاض۔

[۸۸] قرة عیون الموحدین مترجم اردو: ۱/۲۰۱ مطبع انصار السنہ، لاہور۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اورنگ زیب عالمگیر نے بھی کفار کے کئی معبدوں کی جگہ پر مساجد تعمیر کیں۔[۸۹]

اسی سلسلہ میں سنن ابی داؤد اور ابن ماجہ میں ایک حدیث بھی ہے۔ جس میں حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ جنہیں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا حاکم یا انہیں وہاں کے لیے اپنا نمائندہ مقرر فرمایا، وہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَوَاغِيتُهُمْ»

”نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ ان مقامات کو مساجد میں تبدیل کر دیا جائے جہاں پہلے بت خانے تھے، اور بتوں کی پوجا کی جاتی تھی“۔

امام ابو داؤدؒ و منذریؒ نے اس حدیث کی سند پر سکوت فرمایا ہے۔ اور امام شوکانیؒ نے لکھا ہے کہ اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں۔ محمد بن عبد اللہ بن فیاض کو ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے۔ اور ابو ہمام بھی ثقہ ہیں۔[۹۰]

اس تفصیل کی روشنی میں تو حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ البتہ صحیح سنن ابی داؤد اور صحیح سنن ابن ماجہ کے مؤلف نے اسے اُن سے ساقط کر دیا ہے۔ جس سے اس کے ضعیف ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ البتہ صحابہ کے عمل اور بعد کے تعامل سے اسے تقویت ملتی ہے۔ اور سنن نسائی میں حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”ہم ایک وفد کی شکل میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ہماری زمینوں میں ایک معبد ہے۔ پھر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہوئے پانی سے کچھ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا۔ اس سے وضو کیا اور کلّی کی اور ہمارے

[۸۹] عون المعبود شرح أبوداؤد۔

[۹۰] سنن أبي داؤد: ۴۵۰ - سنن ابن ماجه: ۷۴۳ - منتقى الأخبار مع نيل الأوطار: ۲۰۹/۲/۱۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیے ایک برتن میں ڈال دیا اور ہمیں حکم فرمایا:

«اَخْرِجُوْا، فَإِذَا أَتَيْتُمْ أَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوْا بِيْعَتَكُمْ وَانْضَحُوْا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوْهَا مَسْجِدًا».[۹۱]

”جاؤ اور اپنی زمینوں پر پہنچتے ہی اس معبد کو توڑ دینا اور اس کی جگہ پر اس پانی سے چھڑکاؤ کر دینا۔ اور پھر اس جگہ کو مسجد بنالینا“۔

اس حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ ہم نے عرض کیا:

«إِنَّ الْبَلَدَ بَعِيْدٌ، وَالْحَرَّ شَدِيْدٌ وَالْمَاءَ يَنْشُفُ»

”ہمارا ملک بہت دور ہے۔ جہاں گرمی بہت ہوتی ہے، جس سے پانی خشک ہو جاتا ہے“۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

«مُدُّوْهُ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنَّهُ لَا يَزِيْدُهُ إِلَّا طِيْبًا».[۹۲]

”اپنے پانی میں میرے اس بچے ہوئے پانی کو ملا دینا۔ اس سے تمہارا پانی بہت ہی اچھا ہو جائے گا“۔

کفار و مشرکین کے قبرستانوں کو مسمار و صاف کر کے انہیں مساجد میں تبدیل کرنا

غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو مساجد میں تبدیل کر کے وہاں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اور بعینہ معاملہ کفار و مشرکین کے قبرستان کا بھی ہے کہ انہیں مسمار کر کے وہاں سے حاصل ہونے والی بوسیدہ ہڈیوں کو نکال کر اس جگہ کو صاف کر کے وہاں مسجد تعمیر کی جاسکتی ہے۔ اور یہ معاملہ کفار و مشرکین کے قبرستانوں کے ساتھ خاص ہے۔ انبیاء و صالحین کی قبروں کے ساتھ ایسا کرنا

[۹۱] نيل الأوطار: ۱/۲/۲۰۹۔

[۹۲] صحيح نسائی، حديث:۶۷۷ - موارد الظمآن للهيثمي: ۳۰۴ و مشكوٰة بتحقيق الألبانی: ۱/۲۲۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہر گز جائز نہیں کیونکہ یہ ان کی توہین ہے۔ البتہ کافر کی کوئی حُرمت نہیں۔ اس لیے ان کی قبروں کے ساتھ یہ معاملہ جائز ہے۔

اس طرح یہ فرق بھی واضح ہو گیا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے انبیاء و صالحین کی قبروں کو عبادت گاہیں بنانے والوں پر جو لعنت فرمائی ہے، وہ اس لیے تھی کہ اُنہوں نے ان قبروں کی تعظیماً عبادت گاہیں بنایا تھا۔ اور ادھر خود نبیٔ اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو مسمار کروا کر وہاں مسجدِ نبوی تعمیر فرمائی تھی۔

اور آپ ﷺ کے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمانے والے ارشاد اور خود اپنے عملِ مبارک میں بظاہر تضاد نظر آرہا ہے جب کہ اس میں تعظیم اور عدم تعظیم کے نظریہ اور انبیاء و صالحین اور مسلمانوں کی حرمت و احترام اور کفار و مشرکین کی عدم حرمت کے فرق سے آپ ﷺ کے ارشاد و عمل میں موافقت و مطابقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور آپ ﷺ کا عملِ مبارک اس مسئلہ میں صریح دلیل ہے کہ کفار و مشرکین کی قبروں کو مسمار کر کے وہاں سے ہڈیاں نکال کر اس جگہ کو صاف کر کے وہاں مسجد تعمیر کی جاسکتی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری و مسلم، ابوداؤد اور دیگر کتبِ حدیث و سیرت میں نبیٔ اکرم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ، آپ ﷺ کا وصولِ مدینہ اور تعمیرِ مسجدِ نبوی کا واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

”نبیٔ اکرم ﷺ مدینہ طیبہ میں وارد ہوئے تو شہر کی بالائی جانب اقامت گزیں قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے یہاں آکر ٹھہرے۔ ان کے یہاں آپ ﷺ نے چودہ (۱۴) دن قیام فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے قبیلہ بنی نجار کے لوگوں کو پیغام بھیج کر بلایا۔ وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہو گئے“۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”گویا کہ اس وقت نبیٔ اکرم ﷺ کو اپنی اونٹنی پر سوار، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھائے، اور بنی نجار کے لوگوں کو آپ ﷺ کے اردگرد جمع ہوئے اس وقت اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔(یعنی وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہو بہو گھوم رہا ہے) یہاں تک کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے صحن میں نزول فرمایا۔ اور آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہوتا وہیں آپ ﷺ نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ تو بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ تب آپ ﷺ نے مسجد تعمیر کرنے کا حکم فرمایا۔ اور بنی نجار کے کرتا دھرتا لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

«يَا بَنِيَ النَّجَّارِ، ثَامِنُوْنِيْ بِحَائِطِكُمْ هٰذَا»

”مجھ سے اس باغ کا سودا کر واور قیمت بتاؤ“۔

اس پر انہوں نے عرض کیا:

«لَا، وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ»

”اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو گا۔ ہم اس باغ کی قیمت (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے وصول کریں گے (یعنی یہ جگہ ہم مسجد کے لیے لوجہ اللہ وقف کر دیتے ہیں)“۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«فَكَانَ فِيْهِ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ، قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ وَفِيْهِ خَرِبٌ وَفِيْهِ نَخْلٌ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ، ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ»

”میں تمہیں یہ بتاتا چلوں کہ اس باغ میں مشرکین کی قبریں، پرانے کھنڈرات و ویرانے اور کھجوریں تھیں۔ نبیٔ اکرم ﷺ کے حکم سے مشرکین کی قبروں کو

www.KitaboSunnat.com

مسمار کر کے وہاں سے بوسیدہ ہڈیاں نکال دی گئیں۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے کھنڈرات کو توڑ کر ہموار و برابر کیا گیا اور کھجوریں کاٹ دی گئیں"۔

کھجوروں کو مسجد کی جانب قبلہ میں نصب کر دیا گیا۔ اور مسجد کے سامنے کی دیوار کے دونوں بازوؤں پر (جہاں چوکھٹ کی لکڑیاں ہوتی ہیں) پتھر لگا دیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پتھر اٹھا اٹھا کر لانے لگے اور ساتھ ساتھ وہ رجزیہ کلام (یعنی جنگی ترانے) پڑھتے جاتے تھے۔ اور نبیٔ اکرم ﷺ ان کے ساتھ یہ فرماتے جاتے تھے:

«اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ إِلَّا خَیْرُ الْآخِرَۃِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ»

"اے اللہ بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے۔ اس لیے انصار و مہاجرین کی مغفرت فرمادے"۔[۹۳]

اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ ہبہ پا کر یا خرید کر حاصل کردہ مقبرہ یا قبرستان میں ایسا تصرف جائز ہے۔ اور اس حدیث میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ پرانی قبریں جو حرمت والی نہ ہوں یعنی کفار و مشرکین کی ہوں انہیں کھودا یا مسمار کیا جاسکتا ہے۔ اور ایسی جگہ سے ہڈیاں وغیرہ نکال کر وہاں مسجد بنائی جاسکتی ہے۔ اور وہاں نماز پڑھنا جائز ہے۔[۹۴]

اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ مسجدِ نبوی کی جگہ کے مالکوں یعنی نبی اکرم ﷺ کے دادا عبد المطلب کے ننھیالی قبیلہ بنی نجار نے اس جگہ کی قیمت وصول نہیں کی تھی، بلکہ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے وہ جگہ وقف کر دی تھی، اور اس کا معاوضہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔ جب کہ کتبِ سیرت میں اس کے برعکس مذکور ہے کہ انہوں نے قیمت لے کر زمین دی تھی۔[۹۵]

[۹۳] بخاری مع الفتح: ۱/۵۲۴ - مختصر مسلم: ۲۳۶ - صحیح ابی داؤد: ۴۳۴۔
[۹۴] فتح الباری و نیل الأوطار۔
[۹۵] فتح الباری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری بات یہ کہ صحیح بخاری و دیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک تک مسجدِ نبوی اینٹوں کی تھی، اس کی چھت کھجور کے پتوں اور ٹہنیوں کی تھی، اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی اضافہ نہ کیا۔ البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ کیا۔ اسے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رکھی ہوئی بنیادوں پر ہی اینٹوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے بنایا۔ اور اس کے ستون لکڑی کے بنائے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی اور بکثرت اضافہ کیا۔ اس کی دیواریں منقش پتھروں سے بنائیں اور اس کی چھت ساگوان کے درخت سے بنائی تھی۔[۹۶]

انبیاء و صالحین اور عام مسلمانوں کی قبروں پر مساجد تعمیر کرنے کا حکم

کفار و مشرکین کے قبرستانوں کو کھود کر انہیں مسمار کرنے، وہاں سے بوسیدہ ہڈیاں نکال کر اس جگہ کو صاف کرنے کے بعد وہاں مسجد تعمیر کی جاسکتی ہے۔ اور یہ ان قبروں کے ساتھ خاص ہے جو کفار و مشرکین کی ہوں۔ جب کہ انبیاء و صالحین اور مسلمانوں کی قبروں کو کھودنا اور مسمار کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ان کی حرمت و احترام کے منافی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان صاحبِ حرمت لوگوں کی قبروں پر یا مسلمانوں کے قبرستانوں میں مساجد تعمیر کرنا ممنوع ہے۔ اور قبرستان میں نماز جائز نہیں ہے۔ یہ الگ الگ موضوعات ہیں۔ اور ان ہر دو کی اہمیت کے پیشِ نظر ہم ان پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

تو آیئے ان دو موضوعات میں سے پہلے ”قبروں پر مساجد تعمیر کرنے“ کے سلسلہ میں بحث کریں۔ چنانچہ کسی ایک دو نہیں بلکہ بکثرت احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قبروں پر مساجد تعمیر کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ جن میں سے بعض احادیث ہم غیر مسلموں کی عبادت گاہوں میں نماز کی ادائیگی کے حکم کے ضمن میں بھی ذِکر کر آئے ہیں۔ چونکہ ان کا اس موضوع سے بھی زیادہ گہرا تعلق ہے، لہٰذا ان کے اعادے میں چنداں حرج نہیں ہے۔ نیک لوگوں کی قبروں پر یا مسلمانوں

[۹۶] نیل الأوطار۔

www.KitaboSunnat.com

کے قبرستانوں میں مساجد کی تعمیر کو ممنوع قرار دینے والی متعدد احادیث ہیں:

پہلی حدیث:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح بخاری و مسلم، مسند احمد، مسند سراج وابی عوانہ اور شرح السنہ بغوی (۱:۱۴۵) میں مختلف طرق سے مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ وہ مرض الموت جس سے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانبر نہیں ہو سکے تھے۔ اس کے دوران نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَعَنَ اللهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَىٰ، اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، فَلَوْلَا ذَاكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ، غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا».[۹۷]

"اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنالیا۔ اگر یہی خدشہ نہ ہوتا تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کو ظاہر رکھا جاتا (یعنی گھر سے باہر بنائی جاتی)، لیکن اس میں خدشہ تھا کہ لوگ کہیں اسے عبادت گاہ نہ بنالیں (اس قبر کو گھر کے اندر بنایا گیا تھا)"۔

اس حدیث میں وارد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے معلوم ہوا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر کے اندر اس لئے دفن کیا گیا تاکہ بعد میں آنے والوں میں سے ضعیف العقیدہ لوگ کہیں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کو بھی عبادت گاہ نہ بنالیں۔ ان الفاظ سے بھی معلوم ہو گیا کہ مرنے کے بعد تدفین کے لئے قبرستان ہی صحیح جگہ ہے۔ انبیاء کے سوا کسی کو گھر میں دفن کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں دفن کیا جانا اس مسئلہ میں دلیل نہیں بن سکتا۔ ویسے بھی سنت یہی ہے کہ میت کو قبرستان میں ہی دفن کیا جائے۔ کیونکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو قبرستان میں دفن کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی صحابی کو اس کے گھر میں دفن کرنے کا حکم نہیں

[۹۷] بخاری مع الفتح: ۳/۵/۱۲ - صحیح الجامع: ۳/۵/۲۲ - تحذیر المساجد، ص:۹،۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا۔ اور نہ ہی کوئی اپنے گھر میں دفن کیا گیا۔ اور یہی اصل سنت ہے جو آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بقیع میں دفن کرنے سے ظاہر ہوتی ہے۔

نبیٔ اکرم ﷺ کی تدفین کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہو گیا تھا کہ آپ ﷺ کو بقیع میں دفن کیا جائے یا کہاں؟ مختلف آراء سامنے آئیں۔ کسی نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کو وہاں دفن کرتے ہیں جہاں آپ ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ نَجْعَلَهٗ وَثَنًا يُعْبَدُ»

”ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ آپ ﷺ کی قبر کو ایسا وثن بنادیں کہ جس کی پوجا ہوا کرے“۔

بعض نے کہا کہ آپ ﷺ کو بقیع میں دفن کر دیں، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ضعیف العقیدہ لوگوں سے غلط افعال کے صدور کے خدشے کی بناء پر اس رائے کو بھی ناپسند فرمایا۔ تب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا:

«فَمَا تَرٰى أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟»

”اے صدیق رضی اللہ عنہ! آپ ہی بتائیں کہ آپ ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے“۔

تو انہوں نے فرمایا:

«سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا مَا نَسِيْتُهٗ»

”میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے ایک بات سن رکھی ہے، جو (مجھے اب تک یاد ہے) بھولا نہیں ہوں“۔

اور وہ یہ کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا قَطُّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ قُبِضَ رُوْحَهٗ ».[٩٨]

"اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح جس جگہ پر قبض کرتا ہے اس کی تدفین اسی جگہ ہوتی ہے"۔

عمر مولیٰ غفرہ عن ابی بکر کے طریق سے یہ ابن زنجویہ کی روایت کے الفاظ ہیں۔ جب کہ سنن ترمذی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ:

«مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا فِيْ الْمَوْضِعِ الَّذِیْ يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ».[٩٩]

"اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی روح کو اسی جگہ قبض کرتا ہے جہاں تدفین ہونا اسے محبوب ہوتا ہے"۔

یہ حدیث ابن زنجویہ کے یہاں منقطع ہے۔ کیونکہ "الجامع الکبیر سیوطی" میں مذکور امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے بقول عمر مولیٰ غفرہ کے ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ ایسے ہی ترمذی کی روایت کو خود امام ترمذیؒ نے ایک راوی عبدالرحمٰن ابن ابی بکر الملیکی کے ضعیف الحافظہ ہونے کی وجہ سے غریب قرار دیا۔ جب کہ محدث العصر شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو شواہد و طرق کی بناء پر صحیح الجامع الصغیر سیوطی اور احکام الجنائز میں صحیح و ثابت قرار دیا ہے۔[١٠٠]

وہ طرق و شواہد نقل کرتے ہوئے احکام الجنائز میں بتایا ہے کہ:

۱۔ یہ حدیث سنن ابن ماجہ، طبقات ابن سعد اور الکامل لابن عدی میں ابن عباس عن ابی بکر رضی اللہ عنہم کے طرق سے مروی ہے۔

[٩٨] تحذیر المساجد، ص:١٠، ١١۔

[٩٩] صحیح ترمذی للألبانی: ٨١٢ - مختصر شمائل للألبانی: ٣٢٦ - صحیح الجامع: ٣/٥/١٥٠ - أحكام الجنائز للألبانی، ص:٣٧۔

[١٠٠] تحذیر المساجد، ص:١١ و حوالہ سابقہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ طبقات ابن سعد و مسند احمد میں دو منقطع طرق سے بھی مروی ہے۔

۳۔ مؤطا امام مالک میں بھی ہے اور انہی کے طریق سے طبقات ابن سعد میں بلاغاً مذکور ہے۔

۴۔ ایسے ہی طبقات ابن سعد میں صحیح سند کے ساتھ مختصراً اور موقوفاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جو مرفوع کے حکم میں ہے۔ اسے حافظ ابن حجرؒ نے بھی فتح الباری میں صحیح مگر موقوف قرار دیا ہے۔ اور گھر میں تدفین کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے گنوایا ہے۔[۱۰۱]

اس تفصیل سے گھروں میں تدفین کی ممانعت واضح ہوگئی کہ گھر میں کسی کو دفن کرنا صحیح نہیں۔ اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں دفن کیا جانا مسلمانوں کے عقیدۂ توحید کے تحفظ، ضعیف العقیدہ لوگوں کے بعض افعال کے خدشہ اور ان کے لئے سدًا للذریعہ تھا۔ اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا۔ لہٰذا اسے کوئی شخص دلیل نہیں بنا سکتا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ اقدس کا تعمیر میں توسیع کی وجہ سے مسجدِ نبوی کے اندر آجانا بھی اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ مسجد میں کسی کو دفن کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین مسجد میں نہیں ہوئی تھی، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں دفن کیا تھا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کو کوئی شخص عبادت گاہ نہ بنا سکے۔ جس سے بچنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود دعا کیا کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکید فرمایا کرتے تھے۔

جیسا کہ ان احادیث کی نصوص بھی ہم ذِکر کرنے والے ہیں۔ اور اس موضوع سے متعلقہ نصوص کے بعد نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک پر مشتمل حجرہ کے مسجدِ نبوی میں داخل کئے جانے کی تاریخ بھی ذِکر کریں گے، ان شاء اللہ، تاکہ قبروں پر مساجد کی تعمیر اور مساجد میں تدفین کے سلسلہ میں پایا جانے والا شبہ زائل ہو جائے۔ اور اس واقعہ سے استدلال کا ضعف واضح ہو جائے۔

[۱۰۱] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: فتح الباری: ۵۲۹/۱ باب کراهية الصلاة في المقابر - أحكام الجنائز، ص:۱۳۷، ۱۳۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری حدیث:

کسی کی قبر پر یا قبرستان میں تعمیرِ مسجد کی ممانعت پر دلالت کرنے والی دوسری حدیث بخاری و مسلم، ابوداؤد، مسند احمد، ابی یعلیٰ، مسند سراج، مصنف عبدالرّزاق (موقوفاً) اور تاریخ ابن عساکر میں سعید بن مسیّب اور یزید بن اصم کے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».[۱۰۲]

”اللہ تعالیٰ یہودیوں کو غارت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنالیا“۔

تیسری اور چوتھی حدیث:

اس سلسلے کی تیسری اور چوتھی دو حدیثیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں سے ایک جیسے الفاظ سے بخاری و مسلم، نسائی و دارمی، مسند احمد و ابی عوانہ، طبقات ابن سعد اور مصنف عبدالرزاق (عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وحدہ) میں مروی ہے کہ جب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک دھاری دار کپڑے کو کبھی چہرے پر ڈال لیتے اور کبھی ہٹا لیتے تھے (گویا جان کنی کا عالم تھا) اور جب چہرۂ انور سے کپڑا اٹھاتے تو فرماتے:

«لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ»

”ان یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کرام کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا“۔

اس حدیث کے آخر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

[۱۰۲] حاشیہ نمبر ۷۹ ملاحظہ فرمائیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«يُحَذِّرُ مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعُوْا»۔[۱۰۳]

”آپ ﷺ ان کے اس فعل کی قباحت و شناعت پر لوگوں کو تنبیہ و تحذیر فرمانا چاہتے تھے“۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

”گویا نبیٔ اکرم ﷺ کو جب علم ہو گیا کہ آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں تو آپ ﷺ کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں (بعد میں آنے والے) لوگ میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ نہ کرنے لگیں کہ میری قبر کی تعظیم و عبادت شروع کر دیں۔ جیسا کہ پہلے لوگوں میں سے یہود و نصاریٰ نے کیا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان پر لعنت فرما کر اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ جو شخص ان جیسا فعل کرے گا وہ بھی انہی کی طرح مذموم و ملعون ہو گا“۔[۱۰۴]

پانچویں حدیث:

اسی موضوع کی پانچویں حدیث صحیح بخاری و مسلم، نسائی، بیہقی، مسند احمد و ابی عوانہ (والسیاق لہ)، مسند احمد و ابی یعلیٰ، مصنف ابن ابی شیبہ و طبقات ابن سعد اور شرح السنہ بغوی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبیٔ اکرم ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے، تو نبیٔ اکرم ﷺ کی بعض ازواجِ مطہرات نے حبشہ میں واقع ایک گرجا کا ذِکر کیا، جس کا نام ماریہ تھا۔ اور ام حبیبہ و ام سلمہ رضی اللہ عنہما حبشہ جا چکی تھیں، جب اس گرجے کی خوبصورتی اور اس میں بنی تصویروں کا ذِکر آیا تو نبیٔ اکرم ﷺ نے (بستر سے) سرِ اقدس کو اٹھایا اور فرمایا:

«إِنَّ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ

[۱۰۳] حاشیہ نمبر ۸۰ ملاحظہ فرمائیں۔
[۱۰۴] فتح الباری: ۵۳۲/۱ وقد حل الحافظ اشكال ذكر النصاریٰ في الحديث مع عدم وجود قبر عيسیٰ عليه السلام۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَسْجِدًا، ثُمَّ صَوَّرُوْا تِلْكَ الصُّوَرَ، أُوْلٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»۔[١٠٥]

”جب ان میں سے اگر کوئی نیک آدمی ہوتا تو (اس کے مرنے کے بعد) وہ اس کی قبر پر عبادت گاہ بنا دیتے۔ اور وہ تصویر تیار کر لیتے تھے۔ وہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین لوگ ہوں گے“۔

چھٹی حدیث:

قبر پر یا قبرستان میں مسجد کی تعمیر کے ممنوع ہونے پر دلالت کرنے والی چھٹی حدیث صحیح مسلم و ابو عوانہ (واللفظ لہ) معجم کبیر طبرانی اور طبقات ابن سعد (مختصراً) میں حضرت جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ، إِنِّيْ أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ»۔[١٠٦]

”خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء و صالحین کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے۔ مگر تم قبروں کو مسجد نہ بنا لینا، میں تمہیں اس سے منع کر رہا ہوں“۔

طبقات ابن سعد میں اس حدیث کی ایک شاہد روایت حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اور دوسری شاہد حدیث معجم طبرانی میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جسے علّامہ ہیثمیؒ نے الزواجر میں سند کے اعتبار سے لا بأس بہ قرار دیا ہے۔ البتہ علّامہ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔[١٠٧]

[١٠٥] ملاحظہ فرمائیں حاشیہ نمبر ٨٧ و الزواجر للهيثمي: ١/١٤٨ أيضًا۔
[١٠٦] مسلم مع نووی: ٣/٥/١٣ - المنتقى مع نيل: ١/٢/١٣٦ - تحذير المساجد، ص:١٤، ١٥ - الزواجر: ١/١٤٨۔
[١٠٧] الزواجر: ١/١٤٨ - مجمع الزوائد للهيثمى: ٥/٩/٤٥ - تحذير المساجد، ص:١٥۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ساتویں حدیث:

اسی موضوع کی ساتویں حدیث صحیح سند کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت حارثہ نجرانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ دن قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

«أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ، إِنِّيْ أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ».[١٠٨]

"خبردار! تم سے پہلے لوگوں نے اپنے انبیاء و صالحین کی قبروں کو عبادت گاہیں بنالیا مگر تم قبروں کو مساجد مت بنانا۔ میں تمہیں اس سے منع کر رہا ہوں"۔

آٹھویں حدیث:

اس مسئلہ سے تعلق رکھنے والی آٹھویں حدیث مسند احمد و طیالسی اور معجم طبرانی کبیر میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں فرمایا:

«لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، وَالنَّصَارىٰ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا».[١٠٩]

"اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا"۔

امام شوکانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو جید قرار دیا ہے۔ علّامہ ہیثمیؒ نے کہا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اور شیخ البانیؒ نے اس کی سند کو حسن في الشواهد کہا ہے۔[١١٠]

[١٠٨] تحذير المساجد، ص:١٥۔
[١٠٩] الزواجر: ١/١٤٨ - تحذير المساجد، ص:١٥، ١٦ - صحيح الجامع، حديث:٥١٠٨۔
[١١٠] نيل الأوطار: ١/٢/١٣٦ - المجمع: ٢/٢٧ - تحذير المساجد، ص:١٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نویں حدیث:

نویں حدیث مسند احمد وابی یعلیٰ، مشکل الآثار طحاوی اور تاریخ ابن عساکر میں صحیح سند کے ساتھ امین ہٰذہ الامۃ حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے جو آخری کلمات صادر ہوئے وہ یہ تھے:

«أَخْرِجُوْا يَهُوْدَ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ نَجْرَانَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاعْلَمُوْا أَنَّ شِرَارَ النَّاسِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا (وَفِيْ رِوَايَةٍ يَتَّخِذُوْنَ) قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».[١١١]

”حجاز و نجران کے یہودیوں کو جزیرہ عرب سے جلاوطن کردو، اور یاد رکھو کہ بدترین لوگ وہ تھے (اور ایک روایت کے مطابق بدترین لوگ وہ ہوں گے) جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا (یا بنالیں گے)“۔

اس حدیث کی دوسری روایت میں ..... امتِ اسلامیہ کے وہ لوگ مراد ہیں جو یہود و نصاریٰ کے نقشِ قدم پر چل کر انبیاء و صالحین کی قبروں کو عبادت گاہ و مسجد بنائیں گے۔ جیسا کہ حدیث نمبر چھ، اور سات میں بھی اس امّت کے لوگ مراد ہیں۔ اور بارہ نمبر پر جو حدیث ہم ذِکر کرنے والے ہیں اس میں بھی ایسے ہی ہے۔

دسویں حدیث:

مسند احمد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَعَنَ اللّٰهُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ قَاتَلَ اللّٰهُ) الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارىٰ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».[١١٢]

[١١١] مسند احمد: ١٦٩١ - أبويعلى، ص:٢٤٨ - الدارمي: ٢/٢٣٣ - الحميدي: ٨٥ بحواله سلسلة الاحاديث الصحيحه للألباني: ١١٣٢ - نيل الأوطار: ١/٢/١٣٦ - صحيح الجامع: ٢٣٣ - تحذير المساجد، ص:١٦۔

[١١٢] نيل الأوطار أيضًا وقال: باسناد جيد - تحذير المساجد، ص:١٧ وقال: الحديث صحيح لشواهده المتقدمة۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے (اور دوسری روایت کے مطابق انہیں غارت کرے) کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا“۔

گیارہویں حدیث:

مسند احمد و ابی یعلیٰ، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم، طبقات ابن سعد اور مسند حمیدی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا لَعَنَ اللهُ قَوْمًا اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ». [۱۱۳]

”اے اللہ! میری قبر کو وثن (بت) نہ بنا دینا (کہ جس کی پوجا ہونے لگے) اللہ کی لعنت ہو اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو پوجا گاہ بنالیا“۔

بارہویں حدیث:

صحیح ابن خزیمہ و ابن حبان، مصنف ابن ابی شیبہ، معجم طبرانی کبیر، مسند احمد و ابی یعلیٰ اور اخبار اصبہان ابو نعیم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وهُمْ أَحْيَاءٌ»

”بدترین ہیں وہ لوگ جو زندہ ہوں گے اور قیامت انہیں آلے گی“۔

اس حدیث کا یہ نصف اول مذکورہ کتبِ حدیث کے علاوہ صحیح بخاری میں بھی تعلیقًا وارد ہے۔ [۱۱۴]

اور اس حدیث کا نصف یہ ہے:

[۱۱۳] تحذیر المساجد، ص:۱۷،۱۸وصححه۔

[۱۱۴] بخاری: ۱۳/ ۱۵ کما في تحذیر المساجد، ص:۱۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«وَمَنْ يَتَّخِذُ الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ».[١١٥]

”اور وہ بدترین لوگ ہیں جو قبروں کو مساجد و عبادت گاہیں بنالیں گے“۔

تیرہویں حدیث:

ایسے طبقات ابن سعد اور تاریخِ دمشق و ابن عساکر میں اسی مفہوم کی تیرہویں حدیث حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں وہ بیان فرماتے ہیں:

«لَقِيَنِي الْعَبَّاسُ فَقَالَ: يَا عَلِيُّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ وَإِلَّا أَوْصَى بِنَا النَّاسَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ مُغْمِيٌّ عَلَيْهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ الْأَنْبِيَاءِ مَسَاجِدَ (وَ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ) ثُمَّ قَالَهَا ثَلَاثًا».[١١٦]

”مجھے (میرے چچا) حضرت عباس رضی اللہ عنہ ملے اور فرمایا: اے علیؓ میرے ساتھ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلیئے۔ اگر ہمارے لئے کچھ ہوا تو فبہا، ورنہ کم از کم آپ لوگوں کو ہماری نسبت بھلائی کی وصیت ہی فرمائیں گے۔ لہٰذا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے مگر اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم غشی کے عالم میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ اقدس کو اٹھایا اور فرمایا: اللہ کی لعنت ہو یہودیوں پر کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔ اور ایک روایت میں اضافی الفاظ بھی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات فرمائی“۔

چودہویں حدیث:

اور اسی سلسلے میں ایک حدیث الجامع الکبیر سیوطی میں منقول ہے۔ جسے ابن زنجویہ نے

[١١٥] تحذير المساجد، ص:٨١،٩١ و حسنه ق نقل تحسين ابن تيميه و الهيثمي للحديث -ابن حبان الموارد، ص:١٠٤۔

[١١٦] التحذير، ص:١٩،٢٠ و قال: هٰذا سند حسن لو لا أنني لم أعرف أبا بكر هٰذا، يعنى في السند۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"فضائل صدیق" میں روایت کیا ہے، اس میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا:

«كَيْفَ نَبْنِي قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَنَجْعَلُهٗ مَسْجِدًا؟»

"ہم نبیٔ اکرم ﷺ کی قبر مبارک کیسے بنائیں؟ کیا ہم اسے مسجد (عبادت گاہ) بنا دیں؟"

تو اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

«لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا».[۱۱۷]

"اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا ڈالا"۔

قارئین کرام!

یہ چودہ احادیث ہیں۔ ان میں سے بعض کے متعدد شواہد بھی ہیں۔ جن کی طرف ہم اشارہ کر آئے ہیں۔ ان سب کا مجموعی دو حرفی مفاد یہ ہے کہ کسی نبی یا نیک آدمی کی قبر پر یا عام مسلمانوں کے قبرستان میں مسجد و عبادت گاہ بنانا جائز نہیں ہے۔ اور انہی احادیث میں سے بعض کے ضمن میں ہم نے ذِکر کیا ہے کہ کسی کا اپنے گھر میں دفن کئے جانے کی وصیت کرنا وغیرہ بھی جائز نہیں، بلکہ تعامل و سنت قبرستان میں ہی تدفین ہے۔ اور اس سلسلہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے گھر میں دفن کئے جانے اور اس گھر کے توسیع کے نتیجے میں مسجد کے اندر آ جانے سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

[۱۱۷] التحذیر، ص:۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسجد یا عبادت گاہ بنانے سے مراد

اب یہاں ہم یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ان احادیث میں جو آیا ہے کہ یہود ونصاریٰ نے انبیاء وصالحین کی قبروں کو مساجد یا عبادت گاہیں بنالیا، یا وہ مسلمان جو نیک لوگوں کی قبروں یا قبرستان کو عبادت گاہ بنالیں گے، اسے مسجد بنالینے یا عبادت گاہ بنالینے کے تین مفہوم اہلِ علم نے بیان کئے ہیں۔

پہلا مفہوم و معنٰی:

ان میں سے ایک مفہوم تو وہی ہے جو ہم نے ان احادیث کے ترجمہ میں اختیار کیا ہے۔ یعنی قبر پر یا قبرستان پر مسجد و عبادت گاہ بنالینا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا اختیار یہی مفہوم ہے، کیونکہ ہماری ذِکر کردہ پہلی حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یوں تبویب کی ہے:

(بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُوْرِ)

یعنی ”قبروں پر مساجد تعمیر کرنے کی کراہت کا بیان“۔

اس تبویب میں انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ قبر کو عبادت گاہ بنانے کی ممانعت سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ قبر پر مسجد تعمیر کرنا ممنوع ہے۔ علّامہ مناوی نے فیض القدیر شرح الجامع الصغیر سیوطی میں، اور کرمانی سے نقل کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس مفہوم کی تصریح کی ہے۔[۱۱۸]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ:

«فَلَوْلَا ذَاكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ، غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا»

”اگر پوجا کا خدشہ نہ ہوتا (یا قبروں پر مساجد بنانے والوں پر لعنت نہ ہوتی) تو نبیؐ

[۱۱۸] فتح الباری: ۳/۲۰۰، ۲۰۱ - تحذیر المساجد، ص: ۲۲، ۲۳، ۲۶، ۲۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اکرم ﷺ کی قبرِ مبارک کھلی جگہ پر بنائی جاتی"۔

ان کے ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے بھی نبیٔ اکرم ﷺ کے ان ارشادات سے یہی مفہوم سمجھا تھا۔ اور ان کے معنٰی کو سمجھنے کا پتہ ایک اور حدیث سے بھی چلتا ہے، جو طبقات ابن سعد میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً مروی ہے، جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

«اِئْتَمِرُوْا أَنْ يُدْفِنُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ»

"صحابہؓ نے مشورہ کیا کہ نبیٔ اکرم ﷺ کو مسجد میں دفن کیا جائے"۔

لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے میری گود میں سر رکھے ہوئے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان قوموں کو غارت کرے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنالیا۔ یہ سننے کے بعد:

«اِجْتَمَعَ رَأْيُهُمْ أَنْ يُدْفِنُوْهُ حَيْثُ قُبِضَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ».[١١٩](١١٨)

"تمام صحابہؓ کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر اس جگہ دفن کیا جائے، جہاں آپ ﷺ کی روح قبض کی گئی"۔

تو گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات پر اتفاق کے ساتھ عمل کر کے اپنی رائے ترک کر دی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے کی توثیق کر دی۔ اور یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ قبر پر مسجد تعمیر کرنے یا قبر کو مسجد میں داخل کر دینے میں کوئی فرق نہیں، دونوں ایک ہی بات ہیں۔ حتیٰ کہ حافظ عراقیؒ سے علّامہ مناوی نے فیض القدیر (٥:٢٧٤) میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے:

"جس نے مسجد تعمیر کی اور اس کا ارادہ تھا کہ اس کے کسی حصہ میں اسے دفن بھی کیا جائے گا، تو وہ شخص بھی حدیث میں مذکور لعنت کا مستحق ہے۔ بلکہ مسجد میں تدفین

[١١٩] تحذیر المساجد، ص:٢٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرام ہے۔ اور اگر وہ تعمیرِ مسجد کے وقت یہ شرط عائد کرے کہ وہ اس میں دفن کیا جائے گا، تو اس کی وہ شرط صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ مسجد وقف کرنے کے منافی فعل ہے۔ اور سابق میں ذِکر کی گئی حدیث نمبر پانچ بھی اسی مفہوم و معنٰی کی شاہد و مؤید ہے۔ جس میں ارشاد ہے:

«أُوْلٰئِكَ قَوْمٌ إِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ، بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، أُوْلٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقَةِ».[۱۲۰]

”ان میں سے جب کوئی نیک آدمی مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر عبادت گاہ بنا لیتے تھے، وہ بدترین لوگ ہوں گے“۔

ان الفاظ میں ان کے بدترین لوگ ہونے کا سبب یہی قبروں پر مساجد کی تعمیر ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنے کے حرام ہونے پر نص صریح ہے۔ اور اسی کی تائید صحیح مسلم، سنن ترمذی، مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں وارد حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

«نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَىٰ عَلَيْهِ».[۱۲۱]

”نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ قبر کو گچ (وغیرہ) سے پختہ بنایا جائے، اور یہ کہ اس پر (مجاور بن کر) بیٹھا جائے، اور یہ کہ اس پر کچھ تعمیر کیا جائے“۔

[۱۲۰] فيض القدير للمناوي: ۵/۲۷۴۔

[۱۲۱] مسلم: ۲/۶۶۷ تحقيق محمد فواد عبدالباقي - تحذير المساجد، ص:۲۹، و فيه رد على الكوثرى على اعلاله للحديث لعنعنه أبي الزبير، وقد صرح بالتحديث عند مسلم و أحمد وله متابعات و شواهد ذكرها الألباني۔

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے اس بات کی وضاحت بھی ہو گئی ہے کہ قبر پر صرف مسجد بنانا ہی ممنوع نہیں بلکہ کوئی بھی چیز تعمیر کرنا جائز نہیں۔ اور اس مطلق نہیٰ میں قبہ یا گنبد وغیرہ بھی آ گئے۔ اور اس حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کو نقل کرنے کے بعد امام شوکانیؒ نے "شرح الصدور في تحريم رفع القبور" میں لکھا ہے:

"اس میں قبروں پر کچھ تعمیر کرنے کی ممانعت کی صراحت کی ہے۔ اور یہ حدیث اس پر بھی صادق آتی ہے، جو قبر کے گڑھے کے ارد گرد دیوار وغیرہ تعمیر کرے جیسا کہ کثیر تعداد میں لوگ میت کی قبر پر ایک ہاتھ اس سے بھی زیادہ اونچی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ نفس قبر کو ہی مسجد یا عبادت گاہ بنایا جا سکے۔ اور یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اس تعمیر سے مراد ہر وہ چیز ہے جو قبر سے متصل اور قریب ہو۔

یہ حدیث اس پر بھی صادق آتی ہے جو قبر کے قریب ارد گرد کچھ بنائے۔ جیسا کہ گنبد، مساجد، مزارات وغیرہ ہیں۔ جب کہ قبر اس کے وسط میں یا کسی بھی ایک جانب میں ہو۔ یہ بھی قبر پر کچھ تعمیر کرنے میں ہی آتا ہے۔ جیسا کہ کسی صاحبِ فہم سے یہ پوشیدہ نہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے فلاں شہر یا گاؤں پر فصیل بنائی ہے، یا کہا جائے کہ فلاں شخص نے فلاں جگہ پر مسجد بنائی ہے۔ جب فصیل تو صرف شہر یا گاؤں کے ارد گرد ہوتی ہے، نہ کہ ان پر۔ اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں ہوتا کہ اس دیوار کی تعمیر جن جوانب پر ہوئی ہو وہ وسط شہر یا گاؤں یا جگہ کے قریب ہوں۔ جیسا کہ چھوٹے شہر، چھوٹے گاؤں یا چھوٹی جگہ میں ہو سکتا ہے۔ اور جو کہے کہ لغتِ عرب میں یہ اطلاق ممنوع ہے، وہ لغتِ عرب کو جانتا ہی نہیں، نہ اس کی زبان سمجھتا ہے۔ اور نہ ہی کلامِ عرب میں کلمات کے صحیح استعمال کو ہی جانتا ہے"۔ [۱۲۲]

اور یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ قبرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو گنبدِ خضراء بنا ہوا ہے۔ وہ کوئی

[۱۲۲] شرح الصدور للشوكاني، ص:۷۰ ضمن مجموعة الرسائل المنيرية، ص:۱۵ طبع جامع اسلامیہ، مدینہ منورہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عہدِ نبوی ﷺ یا دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہیں، بلکہ شیخ محمد سلطان المعصومی نے "المشاھدات المعصومیه عند قبر خیر البریة" میں لکھا ہے:

"یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ۶۷۸ھ تک حجرۂ نبوی پر جس میں کہ آپ ﷺ کی قبرِ مقدس ہے کوئی گنبد نہیں تھا۔ یہ تو الملک الظاہر المنصور قلادون الصالحی نے ۶۷۸ھ میں بنوایا تھا"۔

اور وفاء الوفاء سمہودی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

"جس طرح ولید نے نصاریٰ کے کنائس کی تقلید کرتے ہوئے مسجدِ نبوی ﷺ کو مزخرف و مزین کیا تھا۔ ویسے ہی قلادون نے نبیٔ اکرم ﷺ کے ارشادات سے ناواقفیت کی بناء پر گنبد بنوایا۔ کیونکہ اسی نے مصر و شام میں نصاریٰ کے کنائس کو مزخرف و مزین کیا تھا"۔

اور ایوب صبری ترکی کی کتاب "مرأة الحرمین" کی جلد دوم سے نقل کیا ہے:

"قلادون نے ۶۷۸ھ میں گنبدِ خضراء بنوایا۔ اور پھر ۷۵۵ھ میں اس کے بیٹے الملک ناصر حسن بن محمد بن قلادون نے اس کی تجدید و تزئین کی"۔

آگے شیخ معصومی لکھتے ہیں:

"بلاشبہ قلادون کا یہ فعل نبیٔ اکرم ﷺ کی صحیح و ثابت احادیث کے قطعاً خلاف ہے۔ لیکن جہالت، تعظیم و محبت میں غلو اور غیروں کی تقلید بھی بری بلا ہیں"۔[۱۲۳]

قبروں پر مساجد کی تعمیر کو ممنوع قرار دینے والی احادیث میں اس بات کی دلیل بھی واضح انداز میں موجود ہے کہ قبروں پر تعمیر کی گئی مساجد میں نماز پڑھنا بھی ممنوع ہے۔ کیونکہ قبروں پر

[۱۲۳] المشاھدات المعصومیة، ص:۲۶ طبع دارالافتاء، سعودی عرب۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مساجد بنانے کی ممانعت سے ان مساجد میں نماز کی ممانعت بھی لازم آتی ہے۔ کیونکہ وسیلہ کی ممانعت سے دراصل مقصود کی ممانعت مراد ہوتی ہے۔ اور مسجد کی تعمیر تو ایک وسیلہ ہے۔ مقصود تو نماز وعبادت ہے۔ قبور پر بنائی گئی مساجد میں نماز کا حکم قدرے تفصیل کے ساتھ ہم بعد میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ

دوسرا مفہوم:

قبروں کو مساجد یا عبادت گاہیں بنانے کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ ان پر ان کی طرف منہ کرکے نماز ادا کی جائے، یعنی ان پر سجدہ کیا جائے، علّامہ ہیثمیؒ نے الزواجر میں اور امیر صنعانی نے سبل السلام میں قبر پر سجدہ کرنے یا قبر کی طرف منہ کرکے نماز ادا کرنے کا مفہوم بیان ہے۔ چنانچہ علّامہ ہیثمیؒ ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' میں لکھتے ہیں:

(وَ اِتِّخَاذُ الْقَبْرِ مَسْجِدًا مَعْنَاهُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ أَوْ إِلَيْهِ).[۱۲۴]

''قبر کو مسجد بنالینے کا معنیٰ اس پر سجدہ کرنا یا اس کی طرف منہ کرکے نماز ادا کرنا ہے''۔

اور امیر صنعانی ''سبل السلام شرح بلوغ المرام'' میں رقمطراز ہیں:

(وَ اِتِّخَاذُ الْقُبُوْرِ مَسَاجِدًا أَعَمُّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ بِمَعنَى الصَّلٰوةِ إِلَيْهَا أَوْ بِمَعْنَى الصَّلٰوةِ عَلَيْهَا).[۱۲۵]

''اور قبروں کو عبادت گاہ بنانا، ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے، ان پر سجدہ کرنے اور نماز پڑھنے، ہر دو معنوں سے عام ہے (یعنی ان دونوں کو بھی شامل ہے)''۔

[۱۲۴] الزواجر: ۱/۱۴۸ طبع دار المعرفة بیروت۔
[۱۲۵] سبل السلام: ۱/۱۲۴ - تحذیر المساجد، ص:۲۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس بات کا بھی احتمال ہے کہ انہوں نے اس سے تین معنیٰ مراد لئے ہوں، کیونکہ اس کا تیسرا معنیٰ و مفہوم بھی ہے۔ جو ہم آگے چل کر ذِکر کرنے والے ہیں۔ اور دو معنوں سے بھی عام ہونے میں اس بات کی طرف اشارہ موجود ہے کہ ان کے نزدیک تیسرے معنی کو بھی یہ لفظ شامل ہے۔ اور امام شافعیؒ نے بھی اسی طرح تینوں مفہوم ہی مراد لئے ہیں، آگے چل کر ان کا قول بھی ہم ذِکر کریں گے۔ انشاء اللہ

لیکن یہاں پہلے آیئے! آپ کو وہ احادیث بتائیں جن سے اسی دوسرے معنیٰ پر مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ مسند ابی یعلیٰ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُبْنَى عَلَى الْقُبُوْرِ، أَوْ يُقْعَدَ عَلَيْهَا، أَوْ يُصَلَّى عَلَيْهَا».[۱۲۶]

”نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ قبروں پر کوئی عمارت بنائے، یا ان پر بیٹھا جائے (مجاور بن کر)، یا ان پر نماز پڑھی جائے“۔

اور اسی دوسرے معنیٰ کی تائید ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے جو تاریخ صغیر امام بخاری میں تعلیقاً اور معجم طبرانی میں موصولاً دو طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

«لَا تُصَلُّوْا إِلٰى قَبْرٍ وَلَا تُصَلُّوْا عَلٰى قَبْرٍ».[۱۲۷]

”کسی قبر کی طرف منہ کرکے نماز نہ پڑھو اور نہ ہی کسی قبر پر نماز پڑھو یا اس پر سجدہ کرو“۔

اور اسی دوسرے مفہوم کی تائید کرنے والی تیسری حدیث صحیح ابن حبان میں حضرت انس

[۱۲۶] بحواله بالا و صححه۔

[۱۲۷] صحيح الجامع: ۱۵۹/۲/۳ - الصحيحه: ۱۳/۳ - تحذير المساجد، ص:۲۲،۲۳ وصححه بالطرق والشواهد۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلوٰةِ إِلَى الْقُبُوْرِ».[۱۲۸]

”نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے“۔

اور اسی معنٰی کی تائید ایک چوتھی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جو صحیح سند کے ساتھ البتہ مرسلاً مصنف عبد الرزاق میں حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان قبروں کے درمیان (یا قبرستان میں) نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كَانَتْ بَنُوْ إِسرَائِيْلَ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًا فَلَعَنَهُمُ اللهُ تَعَالٰى».[۱۲۹]

”بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد یا عبادت گاہیں بنالیا۔ اس پر اللہ تعالٰی نے ان پر لعنت فرمائی“۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ سوال پر اس حدیث سے استشہاد و استدلال اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک بھی قبروں کو مساجد یا عبادت گاہیں بنانے کا یہی معنٰی تھا کہ ان پر یا ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی جائے تو یہ موجب لعنت فعل ہے، جس سے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ روکا ہے۔

تیسرا مفہوم:

ہماری ذِکر کردہ چودہ احادیث میں مذکور قبروں کو مساجد یا عبادت گاہیں بنانے کا تیسرا مفہوم و معنٰی بعض اہلِ علم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان کی تعظیم کے نظریہ و اعتقاد سے ان قبروں کو سجدہ

[۱۲۸] ابن حبان، ص:۱۰۵ - الموارد، دار الكتب العلمية، بيروت۔
[۱۲۹] تحذير المساجد، ص:۲۳ وقال: هو مرسل صحيح الأسناد۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے، یا نماز و دعا کیلئے ان کی طرف منہ کیا جائے۔ چنانچہ علاّمہ مناوی نے "شرح الجامع الصغیر یعنی فیض القدیر" میں سابق میں گزری حدیث نمبر ٣ کے الفاظ:

«اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے:

(أَىْ اِتَّخَذُوْهَا جِهَةَ قِبْلَتِهِمْ مَعَ اِعْتِقَادِهِمِ الْبَاطِلِ اِنِ اتِّخَاذُهَا مَسَاجِدُ لَازِمٌ لِإِتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَيْهَا كَعَكْسِهٖ).[١٣٠]

"انہوں نے قبروں کو جہتِ قبلہ بنالیا ہے اور ان کا باطل عقیدہ اس پر مستزاد ہے، اور ان کی طرف سجدہ کرنے سے ان پر مسجد یا سجدہ گاہ بنالینا لازم آتا ہے۔ اور ان پر مسجد یا سجدہ گاہ بنانے سے ان کی طرف سجدہ کرنا لازم آتا ہے"۔

اور اسی تعظیم میں غلو کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی ہے۔

معروف مفسر امام بیضاویؒ نے لکھا ہے کہ یہودی لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو تعظیماً سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور ان کی قبروں کو قبلہ بناتے تھے۔ اور ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ گویا انہوں نے ان قبروں کو بت بنالیا تھا۔ لہٰذا ان پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی، اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع کیا۔ اور اس کی ممانعت صراحت کے ساتھ صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، ترمذی و نسائی، بیہقی و طحاوی، مسند احمد اور تاریخ ابن عساکر میں وارد حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آئی ہے۔ جس میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ، وَلَا تُصَلُّوْا إِلَيْهَا».[١٣١]

[١٣٠] فيض القدير للمناوى۔

[١٣١] مسلم مع نووى: ٣٨/٧/٤ - صحيح أبي داؤد: ٢٧٦٦ - صحيح ترمذى: ٨٤٠ -صحيح نسائى: ٧٣٢ - صحيح الجامع: ٨٠٨ - تحذير المساجد، ص:٢٤ - منتقى مع نيل: ١/٢/١٣٤ - مشكوٰة: ١/٥٣٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"قبر پر (مجاور بن کر) نہ بیٹھو، اور نہ اس کی طرف نماز پڑھو"۔

اس میں قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی صریح ممانعت وارد ہے۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک کسی مخلوق کی تعظیم حتیٰ کہ اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیا جائے، اس شخص اور بعد میں آنے والے لوگوں کے فتنہ (شرک) میں مبتلا ہونے کے خدشے کی بناء پر یہ مکروہ ہے۔[۱۳۲]

یہ کراہتِ تحریمی ہے۔ جیسا کہ ان کی کتاب الرسالہ (ص: ۳۴۳) سے پتہ چلتا ہے۔ اور یہ حدیث چونکہ مشکوٰۃ شریف میں بھی وارد کی گئی ہے، چنانچہ اس کی شرح بیان کرتے ہوئے ملّا علی قاری المرقاۃ (۲: ۳۷۲) میں لکھتے ہیں کہ:

"قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ اس میں اس قدر تعظیم اور غلو ہے کہ گویا صاحبِ قبر کو معبود بنا دیا جاتا ہے۔ اور اگر تو یہ تعظیم حقیقتاً اس قبر اور صاحبِ قبر کی ہے تو یہ کفریہ فعل ہے۔ اور اس سے مشابہت کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ مکروہ بھی حرام کے معنوں میں ہو گا۔ اور اسی معنیٰ میں اپنے سامنے جنازہ رکھ کر کسی فرض نماز کو ادا کرنا بھی ہے۔ (جیسا کہ آج کل بعض جگہوں پر یہ غلطی کی جاتی ہے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ کہ اگر مسجد میں ہی نمازِ جنازہ پڑھنی ہو تو فرض نماز مکمل ہونے تک جنازہ کو صفوں کے پیچھے رکھا جائے جیسا کہ سمجھدار اور اچھے عقیدہ کے پیش امام کرتے ہیں۔ اور فرضوں سے فارغ ہو کر جنازہ لایا جائے اور نمازِ جنازہ پڑھی جائے)"۔

اس تیسرے معنیٰ کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جو صحیح بخاری میں تعلیقاً اور مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوٰۃ ابو نعیم میں موصولاً مروی ہے۔ جس میں ثابت البنانیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[۱۳۲] شرح نووی أيضاً۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«كُنْتُ أُصَلِّي قَرِيبًا مِنْ قَبْرٍ، فَرَآنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: اَلْقَبْرُ، اَلْقَبْرُ».[۱۳۳]

"میں ایک قبر کے قریب نماز پڑھ رہا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبر قبر کہہ کر مجھے متنبہ کیا"۔

کتاب الصلوٰۃ ابو نعیم میں وارد طریق اور بعض دیگر طرق میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے جب اس بات کا پتہ چلا کہ میرے نزدیک ہی سامنے قبر ہے تو میں نے وہاں سے آگے گزر کر نماز پڑھی۔[۱۳۴]

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر پر یا قبر کی طرف منہ کر کے یا دو قبروں کے مابین کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور امام بخاریؒ نے اس باب میں اس اثر کو ذِکر کرنے سے پہلے "هل ينبش قبور مشركين الجاهلية" اور ایک حدیث ذِکر کرنے کے بعد یہ جملہ اپنی تبویب کا جزء بنایا ہے:

(وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْقُبُوْرِ)

"اور قبروں میں نماز کی کراہت کا بیان"

جس سے ان کے رجحان کا پتہ چلتا ہے۔

تینوں مفاہیم و معانی کا ہی مراد ہونا:

یہ تین مفاہیم و معانی ہیں جو قبروں کو مسجد یا عبادت گاہ بنانے کے سلسلہ میں اہلِ علم نے بیان کئے ہیں۔ اور اگرچہ مختلف علماء نے الگ الگ مراد لئے ہیں، کسی نے قبروں پر مسجد بنانا مراد لیا ہے، کسی نے قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا، جس میں قبر اور قبر والے کی تعظیم مقصود ہو اور

[۱۳۳] بخاری مع الفتح: ۱/۵۲۳، ۵۲۴ - تحذير المساجد، ص:۲۶ و صححه۔

[۱۳۴] فتح الباری أيضًا۔

www.KitaboSunnat.com

کسی نے قبر پر نماز پڑھنا تعظیم و تبرک کے خیال سے، جبکہ ذِکر کی گئی چودہ احادیث سے بیک وقت یہ تینوں معنیٰ مراد لینا صحیح ہیں۔ چنانچہ کتاب الام (۱:۲۴۶) میں امام شافعیؒ نے یہ تینوں معنیٰ ہی مراد لئے ہیں۔ اور ان تینوں افعال سے ہی کراہتِ ذنوب کا اظہار کیا ہے۔

ملّا علی قاری نے بھی اپنے ائمہ و شارحینِ احناف کے حوالہ سے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (۱:۴۵۶) میں تینوں ہی معنیٰ ذِکر کئے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجنے کا سبب یا تو یہ تھا کہ وہ اپنے انبیاء کی قبروں کو تعظیماً سجدہ کیا کرتے تھے جو کہ شرکِ جلی ہے۔ یا پھر ان پر لعنت کا سبب یہ تھا کہ وہ نماز تو اللہ کے لئے ہی پڑھتے، لیکن اپنے انبیاء کی تعظیم اور اس میں مبالغہ کرتے ہوئے انبیاء کی قبروں پر سجدہ کرتے تھے، یا پھر ان کی قبروں کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے۔ اور یہ شرکِ خفی ہے"۔[۱۳۵]

ائمہ و فقہاء کا مذہب

قبروں کو مسجد یا عبادت گاہ بنانے کے ان مفاہیم و معانی کی تفصیل کے بعد یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ ائمہ و فقہاءِ مذاہبِ اربعہ میں سے ہر کسی کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قبروں پر مسجد یا عبادت گاہ بنانا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ چنانچہ شافعیہ میں سے ہم حافظ عراقیؒ کا قول ذِکر کر چکے ہیں کہ انہوں نے قبر پر مسجد بنانے کو حرام قرار دیا ہے۔ ایسے ہی علّامہ ہیثمیؒ نے الزواجر میں جو کبیرہ گناہ گنوائے ہیں ان میں سے کبیرہ گناہ نمبر ترانوے، چورانوے، پچانوے، چھیانوے، ستانوے، اٹھانوے بالترتیب یہ ہیں: قبروں کو مساجد یا عبادت گاہ بنانا، ان پر چراغ جلانا، ان کی پوجا کرنا یا انہیں وثن بنانا، ان کا طواف کرنا، انہیں چھونا، اور ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔ اور پھر ان افعال کے کبیرہ گناہ ہونے کے دلائل کے طور پر کتنی ہی احادیث ذِکر کی ہیں۔ تفصیل کے لئے

[۱۳۵] بحوالہ تحذیر المساجد، ص:۳۱،۳۲ - مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملّا علی قاری: ۱/۴۵۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"الزواجر عن اقتراف الکبائر" (جلد اول، ص: ۱۴۷-۱۴۹) طبع دار المعرفہ بیروت دیکھی جاسکتی ہے۔

حنفیہ میں سے امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام محمدؒ نے اپنی کتاب الآثار (ص: ۴۵) میں کہا ہے:

(لَا نَرَىٰ أَنْ يَزَادَ عَلَىٰ مَا خَرَجَ مِنَ الْقَبْرِ وَ نَكْرَهُ أَنْ يُطِيْنَ أَوْ يُجْعَلَ عِنْدَهٗ مَسْجِدٌ)

"ہمارے نزدیک قبر سے نکلنے والی مٹی سے زیادہ قبر پر ڈالنا جائز نہیں اور قبر کو لیپنا اور اس کے پاس مسجد بنانا ہمارے نزدیک مکروہ ہے"۔

اور یہ معروف ہے کہ احناف کے نزدیک مطلق مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے۔ علّامہ آلوسیؒ نے بھی اپنی تفسیر روح المعانی (۵:۳۱) میں علّامہ ہیثمیؒ کے مذکورہ افعال کو کبیرہ گناہ قرار دینے کی توثیق ہی کی ہے۔[۱۳۶]

مالکیہ میں امام قرطبیؒ نے پانچ نمبر پر ذِکر کی گئی حدیث کو ذِکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

"ہمارے علماء نے کہا ہے کہ یہ مسلمانوں پر حرام ہے کہ وہ انبیاء اور علماء کی قبروں کو مساجد بنالیں"۔[۱۳۷]

ایسے ہی علماءِ حنابلہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قبروں پر مساجد تعمیر کرنا حرام ہے۔ اور ایسی مساجد میں نماز جائز نہیں۔ تفصیل کے لئے شرح منتہی الارادات (۱:۳۵۳ طبع عالم الکتب)، زادالمعاد (۳۱:۵۷۱، ۵۷۲ تحقیق الارناوط)، فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (۲۲:۱۹۴-۲۷:۱۴۰-۳۷:۵۵)۔[۱۳۸]

[۱۳۶] روح المعانی علامہ آلوسی: ۵/۳۱۔
[۱۳۷] تفسیر قرطبی: ۱۰/۲۴۷ دار الکتب۔
[۱۳۸] شرح منتهى الارادات: ۱/۳۵۳ طبع عالم الکتب - زاد المعاد ابن قیم: ۳/۵۷۱،۵۷۲ - فتاویٰ ابن تیمیه: ۲۲/۱۹۴،۲۷/۱۴۰،۳۷/۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دارالافتاء مصر نے بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے اس فتویٰ کو بنیاد بنا کر مسجد میں تدفین کے عدم جواز کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ جو مجلّہ الازہر، جلد ۱۱، ص: ۵۰۱، ۵۰۳ پر شائع کیا گیا تھا۔ جو قبروں پر مطلق کوئی چیز تعمیر کرنے کے حرام ہونے کے بارے میں تھا۔[۱۳۹]

اس ساری تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ تمام مذاہب کے معتبر علماء مذکورہ احادیث کی بناء پر اس بات کے قائل ہیں کہ قبروں پر مساجد تعمیر کرنا حرام ہے۔ اور ایسی مساجد میں نماز جائز نہیں۔

[۱۳۹] بحوالہ تحذیر المساجد، ص:۴۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں نماز مکروہ ہے

۱۔ قبروں پر بنائی گئی مساجد میں نماز کا باطل یا مکروہ ہونا:

ایسی مساجد میں نماز کے عدمِ جواز کی تھوڑی سی وضاحت بھی کرتے جائیں۔ چنانچہ جیسا کہ ہم پہلے بھی ذِکر کر چکے ہیں کہ قبروں پر مساجد تعمیر کرنے کی ممانعت سے ان مساجد میں نماز کی ممانعت بھی لازم آتی ہے، کیونکہ وسیلہ سے ممانعت، مقصود سے بالاولیٰ ممانعت کی متقاضی ہوتی ہے۔ اور ایسی مساجد میں نماز کی ممانعت کے بارے میں امام احمدؒ اور بعض دیگر اساطینِ علم کا قول یہ ہے کہ ان میں نماز پڑھنا باطل ہے۔ نماز ہو گی ہی نہیں۔ اور اگر اس قول کو تھوڑا سا سخت شمار کیا جائے تو پھر اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ قبروں پر بنائی گئی مساجد میں نماز پڑھنے والے نمازیوں کو دو حصوں یا قسموں میں تقسیم کیا جائے۔

پہلی قسم:

اور ان میں سے پہلی قسم کے لوگ تو وہ ہوں گے، جو قصد و ارادہ کے ساتھ اور حصولِ تبرک کی نیت سے کسی قبر پر بنی مسجد میں نماز پڑھیں، جیسا کہ کثیر تعداد میں لوگ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی نماز تو باطل ہو گی۔ کیونکہ نبیٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قبروں پر مساجد کی تعمیر سے منع فرمایا ہے۔ اور ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور ایسی مسجد میں نماز کی ممانعت بالاولیٰ ہے۔ اور یہ ممانعت وہاں پڑھی گئی نماز کے باطل ہونے کا تقاضا کرتی ہے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ کا بطلانِ نماز کا فتویٰ ایسے ہی لوگوں پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ان کے یہاں ایسی تفصیل نہیں ہے۔

دوسری قسم:

اور قبروں پر تعمیر کی گئی مساجد میں نماز ادا کرنے والے لوگوں میں سے دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو قصد و ارادہ سے اور حصولِ تبرک کے لئے اس مسجد میں نماز نہ پڑھیں۔ بلکہ ان کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایسی مسجد میں نماز پڑھنا محض اتفاق ہو۔ اور ایسے اتفاقیہ نماز پڑھنے والوں کی نماز باطل تو نہیں ہو گی، البتہ کم از کم مکروہ تو ضرور ہی ہو گی۔ اور جمہور اہلِ علم کا یہی مسلک ہے۔[۱۴۰]

اسبابِ کراہت:

ایسی مساجد میں نماز کے مکروہ ہونے کے دو اسباب ہیں۔

پہلا سبب:

ان دو اسباب میں سے پہلا سبب یہ ہے کہ قبروں پر تعمیر کی گئی مساجد میں نماز پڑھنے میں یہود و نصاریٰ کے فعل کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ قبروں پر مساجد تعمیر کرتے اور انہیں عبادت گاہیں بناتے تھے۔ اور ان کے اسی فعل کی وجہ سے وہ ملعون قرار پائے۔ جیسا کہ احادیث گزری ہیں۔ اور ان کے کسی ایسے فعل میں ان کی مشابہت کی جائے جس پر وہ ملعون ٹھہرائے گئے، تو وہ مشابہت والا فعل مکروہ کیوں نہ ہو گا۔ اگرچہ باطل نہ بھی شمار کیا جائے۔

دوسرا سبب:

قبروں پر تعمیر کی گئی مساجد میں نماز کے مکروہ ہونے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ اس میں ان قبروں میں مدفون لوگوں کی غیر شرعی تعظیم کا ایک ذریعہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا احتیاطاً اور سدًا للذریعہ یاسدًا للباب وہاں نماز سے ممانعت ہو گی۔ خصوصاً جب کہ قبروں پر بنائی گئی مساجد کے عقائدی مفاسد اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور اہلِ علم نے ایسی مساجد میں نماز کی کراہت کے ان دونوں اسباب کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ علماءِ احناف میں سے علّامہ ابن الملک سے ملّا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (۱:۴۷۰) میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

(إِنَّمَا حُرِّمَ اِتِّخَاذُ الْمَسَاجِدِ عَلَيْهَا لِأَنَّ فِي الصَّلٰوةِ فِيْهَا اِسْتِنَانًا

[۱۴۰] تحذیر المساجد، ص:۱۲۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسُنَّةِ الْيَهُوْدِ).[١٤١]

"قبروں پر مساجد کی تعمیر اس لئے حرام کی گئی کہ اس میں یہودیوں کے فعل کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے"۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب "القاعدة الجليلة في التوسل والوسيلة" میں لکھا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو حرام کیا ہے کہ کسی کی قبر کو عبادت گاہ بنایا جائے، اور وہاں پر نماز پڑھنے کا بھی اسی طرح قصد و ارادہ کیا جائے، جیسے عام مساجد میں نماز پڑھنے کا قصد و ارادہ کیا جاتا ہے۔ اگر چہ قبروں پر بنائی گئی مسجدوں میں نماز ادا کرنے والوں کا ارادہ خاص عبادتِ الٰہی کا ہی کیوں نہ ہو، لیکن یہ چونکہ اس بات کا ذریعہ بن سکتا ہے کہ لوگ صاحبِ قبر کی وجہ سے وہاں جانے کا ارادہ کرنے لگیں، یا پھر اس کے پاس دعائیں کرنے لگیں، یا خود اسے ہی پکارنے لگیں، یا اس کے وسیلہ سے دعائیں کرنے لگیں، یا پھر اس کے پاس دعائیں کرنے لگیں۔

لہٰذا نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جگہ پر اللہ کی عبادت کرنے سے بھی منع فرما دیا تاکہ یہ کہیں شرک کا دروازہ نہ کھول دے۔ اور آگے شرک کا دروازہ بند کرنے اور عقیدہ کے تحفظ کے لئے اور مشرکین کی مشابہت سے بچنے کے لئے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طلوعِ آفتاب، زوالِ آفتاب اور غروب کے اوقات میں نماز سے منع کرنے کی مثال دینے اور اس کی تشریح کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اسی طرح جب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء و صالحین کی قبروں کو عبادت گاہیں بنانے سے منع فرما دیا تو ان کی قبروں کے پاس نماز پڑھنے کا قصد و ارادہ کرنے سے بھی منع فرما دیا، تاکہ یہ کہیں ان قبروں والوں کو پکارنے کا ذریعہ اور شرک کا پیش خیمہ نہ بن جائے۔[١٤٢]

تمام معتدبہ علماء کا اس امر پر تو اتفاق ہے کہ ایسی مساجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اس کے باطل ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ اور حنابلہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز صحیح نہیں ہو گی۔

[١٤١] بحواله تحذير المساجد، ص:١٢٤۔

[١٤٢] القاعدة الجليلة في التوسل و الوسيلة، امام ابن تیمیہ، ص:٢٢، ٢٣ طبع دارالافتاء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ علّامہ ابن قیمؒ نے زادالمعاد، جلد سوم، ص:۵۷۲ میں قبر پر بنائی گئی مساجد کے بارے میں کہا ہے:

(وَلَا تَصِحُ الصَّلٰوةُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِكَ وَلَعَنَهٗ مَنْ اِتَّخَذَ الْقَبْرَ مَسْجِدًا).[۱۴۳]

"ایسی مسجد میں نماز صحیح نہیں کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اور قبر کو عبادت گاہ بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے"۔

"اقتضاء الصراط المستقیم" میں شیخ اسلام امام ابن تیمیہؒ نے ایسی مسجد میں نماز کو مکروہ، بلکہ غیر صحیح قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

(وَتُكْرَهُ الصَّلٰوةُ فِيْهَا مِنْ غَيْرِ خِلَافِ عِلْمِهٖ وَلَا تَصِحُ عِنْدَنَا فِيْ ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ لِأَجْلِ النَّهْيِ وَاللَّعْنِ وَالرَّدُّ فِيْ ذَالِكَ وَلِأَجْلِ أَحَادِيْثِ آخَرَ).[۱۴۴]

"ایسی مساجد میں نماز مکروہ ہے۔ اور اس میں میرے علم کے مطابق کوئی اختلاف نہیں، اور ہمارے ظاہر مذہب کے مطابق وہاں پڑھی گئی نماز قبروں پر مساجد کے سلسلہ میں وارد شدہ ممانعت اور لعنت کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔ اور بعض دیگر احادیث کی وجہ سے بھی وہاں نماز صحیح نہیں ہے"۔

موصوف اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

(فَالْمَسْجِدُ الَّذِیْ عَلَی الْقَبْرِ لَا يُصَلِّ فِيْهِ فَرْضٌ وَلَا نَفْلٌ فَإِنَّهٗ مَنْهِیٌّ عَنْهُ).[۱۴۵]

[۱۴۳] زاد المعاد: ۵۷۲/۳ تحقیق الارناؤوط۔
[۱۴۴] اقتضاء الصراط المستقیم، ابن تیمیہ: ۲/۶۶۹ بتحقیق ناصر العقل۔
[۱۴۵] مجموع الفتاویٰ: ۹۵/۲۲۔

www.KitaboSunnat.com

”جو مسجد قبروں پر بنائی گئی ہو ایسی مسجد میں فرض یا نفل کوئی بھی نماز پڑھنا ممنوع ہے“۔

۲۔ قبرستان میں نماز... ایک، دو یا زیادہ قبریں:

یہاں اس بات کی وضاحت بھی کر دیں کہ اگر مسجد کے بغیر کوئی قبرستان ہو یا کہیں دو ایک ہی قبر ہو تو وہاں نماز کے بارے میں کراہت کا حکم کس شکل میں ہو گا؟ صرف ایک ہی قبر کا ہونا کافی ہے یا کم از کم تین قبریں ہوں؟

تو اس سلسلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اقتضاء الصراط المستقیم میں لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب کا اس میں اختلاف ہے کہ قبروں کی حد تین ہے یا اکیلی قبر کے پاس نماز پڑھنے کی بھی ممانعت ہو گی، چاہے اس کے پاس دوسری قبر نہ بھی ہو۔ اور اس اختلاف کے بارے میں دو قول ذِکر کئے ہیں۔ یعنی ایک یہ کہ وہاں کم از کم تین قبریں ہوں، اور دوسرا یہ کہ صرف ایک قبر کا حکم بھی یہی ہے۔[۱۴۶]

جب کہ موصوف نے اپنی دوسری کتاب ”الاختیارات العلمیه“ میں اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ قبر چاہے ایک ہی کیوں نہ ہو اس کے پاس نماز پڑھنا ٹھیک نہیں ہے۔ اور لکھا ہے کہ امام احمدؒ اور ان کے عام اصحاب کے کلام میں یہ فرق نہیں ملتا کہ قبر ایک ہو یا تین، بلکہ ان کے کلام وتعلیل اور استدلال سے پتہ چلتا ہے کہ قبر چاہے کہیں ایک ہی کیوں نہ ہو وہاں نماز منع ہے۔ اور یہی بات صحیح بھی ہے۔ کیونکہ مقبرہ یا قبرستان ہر اس جگہ کو کہا جائے گا جہاں کوئی دفن ہو، قبرستان کوئی جمع کا صیغہ نہیں ہے، (قبر کی جمع تو قبور یا مقابر ہے)۔ آگے لکھتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے کہا ہے:

”قبر کے ارد گرد جو بھی جگہ ہو جس پر مقبرہ کا اطلاق ہوتا ہو اس ساری جگہ پر کہیں

[۱۴۶] اقتضاء الصراط المستقیم: ۲/ ۶۶۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی نماز نہیں پڑھی جائے گی"۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف قبر ہی نہیں بلکہ اس کے متعلقہ صحن وغیرہ میں بھی نماز کی ممانعت کا وہی حکم ہے جو قبر کا ہے۔ اور آمدی وغیرہ اہلِ علم نے کہا ہے کہ ایسی مسجد میں بھی نماز جائز نہیں جس کا قبلہ قبر کی طرف ہو، یہاں تک کہ مقبرہ اور مسجد کی دیوار کے درمیان کوئی دوسری چیز حائل نہ ہو۔ اور بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کا یہی منصوص ہے۔[۱۴۷]

۳۔ بلا استقبال بھی کراہت:

اور یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رکھیں کہ قبروں پر بنائی گئی مساجد میں نماز صرف اسی وقت ہی مکروہ نہیں جب بوقتِ نماز قبر کی طرف منہ ہو۔ بلکہ ایسی مسجد میں بہر صورت نماز مکروہ ہے چاہے قبر سامنے ہو یا پیچھے، اور چاہے قبر دائیں ہو یا بائیں۔ اور جب قبر سامنے قبلہ کی جانب پڑتی ہو تو اس وقت کراہت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس طرح نمازی سے دو مخالفِ شرع باتیں سرزد ہوتی ہیں۔ پہلی قبر پر بنائی گئی مسجد میں نماز اور دوسری قبر کی طرف منہ کر کے نماز، اور یہ تو صحیح نص کی رو سے ویسے ہی منع ہے، چاہے مسجد میں ہو یا مسجد کی کسی اور جگہ پر۔ جیسا کہ صحیح مسلم اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی، بیہقی و طحاوی، مسند احمد اور تاریخ ابن عساکر کی حدیث گزر چکی ہے۔ جس میں حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ، وَلَا تُصَلُّوْا إِلَيْهَا».[۱۴۸]

"قبروں پر (مجاور بن کر) مت بیٹھو، اور نہ ہی ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو"۔

امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح کے باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور کی تبویب میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس تبویب کے ساتھ ہی تعلیقاً یہ واقعہ بھی ذِکر کیا ہے کہ جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما فوت ہوئے تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک

[۱۴۷] الاختيارات العلمية، ابن تيميه، ص:۲۵ - بحواله تحذير المساجد، ص:۱۲۷۔
[۱۴۸] ملاحظہ فرمائیں: حاشیہ نمبر ۱۳۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سال تک خیمہ لگائے رکھا۔ اور پھر اٹھالیا، تو لوگوں نے ہاتف غائب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

(أَلَا هَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا)

”خبر دار! بتاؤ بھلا انہیں ان کا فوت شدہ شخص واپس مل گیا ہے؟“۔

ہاتف غیب سے ہی اس کا جواب بھی آیا اور کہنے والے نے کہا:

(بَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا)

”کچھ نہیں ملا، بلکہ مایوس ہو کر چلے گئے“۔

اس اثر کو اس باب کے تحت لانے میں امام صاحب نے قبلہ جہت قبر ہونے یا قبر کے قریب ہونے کی شکل میں نماز پڑھنے کی کراہت کی طرف لطیف سا اشارہ کر دیا ہے، اور وہ اس طرح کہ جو شخص قبر پر لگائے گئے خیمے میں رہے گا وہ یقیناً وہاں نماز بھی پڑھے گا۔ جس سے قبر کے پاس عبادت گاہ بنانا لازم آتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ قبر جہتِ قبلہ ہو، تو ایسے میں کراہت اور بھی بڑھ جائے گی۔ امام بخاریؒ کے اس لطیف اشارے کو حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اور پھر علّامہ عینی حنفیؒ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں بیان کیا ہے۔[۱۴۹]

علماءِ احناف میں سے مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی نے الكوكب الدري على جامع الترمذی میں لکھا ہے:

”قبروں پر مساجد کا تعمیر کرنا (ناجائز ہے) کیونکہ اس میں یہودیوں کے اپنے انبیاء و کبراء کی قبروں پر معابد تعمیر کرنے سے تشبہ پایا جاتا ہے۔ نیز اس میں میت کی تعظیم اور قبر کے جہتِ قبلہ ہونے کی صورت میں بت پرستوں سے مشابہت بھی پائی جاتی ہے“۔

آگے وہ لکھتے ہیں:

[۱۴۹] فتح الباری: ۲۰۰/۳ طبع دار الافتاء - عمدۃ القاری: ۱۳۴/۸/۴، دار الفکر بیروت۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(وَكَرَاهَةُ كَوْنِهِ فِيْ جَانِبِ الْقِبْلَةِ أَكْثَرُ مِنْ كَرَاهَةِ كَوْنِهِ يَمِيْنًا أَوْ يَسَارًا وَإِنْ كَانَ خَلْفَ الْمُصَلِّيْ فَهُوَ أَخَفُّ مِنْ كُلِّ ذَالِكَ لَكِنْ لَا يَخْلُوْا عَنْ كَرَاهَةٍ).[۱۵۰]

”اور قبر کے قبلہ کی جانب ہونے کی شکل میں اس کے دائیں بائیں ہونے کی نسبت زیادہ کراہت ہے۔ اور اگر قبر نمازی کے پیچھے ہو تو اس کے دائیں بائیں اور آگے ہونے والی تمام صورتوں کی نسبت کراہت کم ہو گی۔ لیکن یہ کراہت سے خالی پھر بھی نہیں ہے“۔

جب کہ یہ معروف بات ہے کہ فقہ حنفی کی کتب میں اگر کراہتِ تنزیہی کی وضاحت نہ کی جائے بلکہ مطلق مکروہ کہا جائے تو اس سے مراد کراہتِ تحریمی ہوتی ہے۔یعنی وہ فعل حرام ہوتا ہے۔ اور مولانا کاندھلوی نے قبر کے پاس نماز پڑھنے کی چاروں صورتوں کو تین درجوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ پہلا اور سب سے زیادہ کراہت والا درجہ یا اس کی صورت یہ ہے کہ قبر نمازی کے سامنے یعنی قبلہ جانب ہو۔ دوسرا یعنی قدرے کم کراہت والا درجہ یا اس کی صورت یہ ہے کہ قبر نمازی کے دائیں یا بائیں ہو سامنے نہ ہو۔ اور ان دونوں سے کم درجہ کراہت تب ہو گی جب قبر نمازی کے پیچھے آئے، اس میں کچھ ہلکے درجے کی کراہت ہے۔ لیکن کراہت سے بالکلیہ خالی یہ بھی نہیں ہے۔

۴۔ قبرستان میں مسجد اور نماز کا حکم:

ابھی حال ہی میں رحیمیہ اور الخبر میں مقیم ہمارے احباب کی طرف سے آدم شمس الدین نے ایک سوال مختلف اہلِ علم کی طرف ارسال کیا تھا۔ اس پر شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ صاحب مدنی نے ہفت روزہ الاعتصام کے ”احکام و مسائل“ والے کالم میں جو فتویٰ شائع فرمایا وہ افادۂ عام

[۱۵۰] الکوکب الدري، ص:۱۵۳ - بحوالہ تحذیر المساجد، ص:۱۳۱،۱۳۲۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیلئے من و عن پیشِ خدمت ہے۔

سوال: مکرمی مفتی صاحب! ہمارے یہاں ہندوستان کی ریاست "مہاراشٹرا" کے ایک قبرستان میں ایک قدیم مسجد ہے۔ نمازیوں کی کثرت کے باعث یہ مسجد تنگ ہو رہی ہے۔ اس مسجد کی تعمیر و توسیع کے لئے مسجد کے باہر کے کسی حصے میں بالکل گنجائش نہیں ہے۔ اطراف و اکناف کا پورا حصہ قبرستان ہے۔ حکومتَ ہند کے قوانین کے مطابق اس محلے میں ایک مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد تعمیر کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ بعض احباب کا خیال ہے کہ مسجد کو شہید کرکے اسی جگہ قبرستان پر ہی نئی مسجد تعمیر کی جائے۔ جب کہ دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ اس مسجد کو شہید کرکے یہ مسجد دوسری جگہ منتقل کی جائے۔

آپ کتاب وسنّت کی روشنی میں ہماری راہنمائی فرمائیں کہ کیا اشد ضرورت کے پیشِ نظر یہ مسجد مسمار کرکے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہے؟ کیا قبرستان میں تعمیر شدہ مساجد میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ کیونکہ ہند میں اکثر مقامات پر مساجد قبرستانوں میں تعمیر ہیں۔ (آدم شمس الدین، سعودی عرب)۔

جواب: مذکورہ بالا صورت میں مسجد دوسری جگہ منتقل کر دینی چاہیئے۔ کتاب "کشف القناع عن متن الاقناع" میں ہے کہ امام احمدؒ نے تبدیلیٔ وقف پر اس بات سے استدلال کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جامع مسجد کھجوروں کے تاجروں سے بدل دی، یعنی بدل کر کوفہ میں دوسری جگہ لے گئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شارع عام تنگ ہو گیا تو انہوں نے مسجد کا کچھ حصہ راستے میں شامل کر دیا، (ملاحظہ ہو فتاویٰ ابن تیمیہ)۔ حنفیہ کا بھی آخری فتویٰ یہی ہے۔ ردالمختار میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ویسے بھی قبرستان میں موجود مسجد کو ہر صورت یہاں سے منتقل کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔(رواہ البزار)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری روایت میں ہے قبرستان اور حمام کے علاوہ تمام زمین مسجد ہے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا».[۱۵۱]

”نماز گھر میں بھی پڑھا کرو، انہیں قبریں مت بناؤ“۔

اس حدیث سے بھی استلزاماً ثابت ہوتا ہے کہ قبرستان میں نماز مکروہ ہے۔ اس حدیث سے بہت سارے اہلِ علم نے استدلال کیا ہے کہ قبرستان نماز کی جگہ نہیں ہے۔ جیسا کہ بغوی نے شرح السنۃ میں اور امام خطابی نے معالم السنن میں تصریح کی ہے۔ نہی (ممانعت) اصل میں تحریم کے لئے ہے، اس لئے بعض علماء کے نزدیک قبرستان میں ادا کی گئی نماز باطل ہو گی۔ جیسا کہ امام ابن حزمؒ نے المحلیٰ میں اور امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں اس کی تصریح کی ہے، اور امام ابن تیمیہؒ نے بھی اس کو پسند کیا ہے۔ ابن حزمؒ نے امام احمدؒ سے نقل کیا ہے کہ جس نے قبرستان میں یا کسی قبر کی جانب رخ کر کے نماز پڑھی وہ دوبارہ نماز پڑھے۔ ان کی نصوص کی بناء پر موجودہ مقام سے مسجد کو منتقل کرنا ضروری ہے۔[۱۵۲]

ازالۂ شبہات

۱۔ مسجدِ نبوی کا استثناء:

سابقہ اوراق میں یہ بات قدرے تفصیل کے ساتھ ذِکر کی جاچکی ہے کہ ہر وہ مسجد جس میں کوئی قبر بنادی گئی ہو یا وہ مسجد ہی کسی قبر پر بنائی گئی ہو، اس مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن یہاں اس بات کی وضاحت بھی کرتے جائیں کہ یہ حکم تمام مساجد کے لئے عام ہے، سوائے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے، کیونکہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ فضیلت حاصل ہے جو قبروں پر بنائی گئی مساجد میں

[۱۵۱] بخاری، کتاب الصلاۃ، باب کراھیۃ الصلوۃ في المقابر، حدیث:۴۳۲۔

[۱۵۲] الاعتصام، جلد ۵۲، ۸۱، شمارہ ۲۶، بابت ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے کسی اور مسجد کو حاصل نہیں ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم، ترمذی و نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، صحیح مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے، مسند احمد میں حضرت جبیر بن مطعم، حضرت سعد اور حضرت ارقم رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».[۱۵۳]

”میری اس مسجد (مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) میں پڑھی گئی ایک نماز کا ثواب دیگر مساجد میں پڑھی گئی ایک ہزار نماز سے زیادہ ہے، سوائے مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) کے“۔

سنن ابن ماجہ و مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ».[۱۵۴]

”میری اس مسجد میں پڑھی گئی ایک نماز دیگر مساجد میں پڑھی گئی ایک نماز سے ہزار گنا زیادہ افضل ہے، سوائے مسجدِ حرام کے۔ اور مسجدِ حرام میں پڑھی گئی ایک نماز دیگر تمام مساجد میں پڑھی گئی ایک لاکھ نمازوں سے بھی زیادہ افضل ہے“۔

صحیح ابن حبان و مسند احمد میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ

[۱۵۳] صحیح بخاری: ۱۱۹۰ - صحیح مسلم مع نووی: ۱۶۳/۹/۵ - صحیح ترمذی: ۲۶۸، ۱۳۰۴۷ - صحیح نسائی: ۲۷۱۲تا۲۷۱۴ - ابن ماجہ: ۱۴۰۴تا۱۴۰۶ - صحیح الجامع: ۳۸۳۹۔

[۱۵۴] ابن ماجہ: ۱۴۰۴تا۱۴۰۶ - ارواء الغلیل: ۳۴۱/۴ - صحیح الجامع: ۳۸۳۸۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مِنْ صَلَاةٍ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا بِمِائَةِ صَلَاةٍ».[۱۵۵]

”میری اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب دیگر تمام مساجد سے ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجدِ حرام کے، اور مسجدِ حرام میں ایک نماز کا ثواب میری اس مسجد سے سو گنا زیادہ ہے“۔

صحیح مسلم و نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، فَإِنِّيْ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدِيْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ».[۱۵۶]

”میری اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب دوسری عام مساجد سے ایک ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجدِ حرام کے، میں آخری نبی ہوں، اور میری مسجد آخری مسجد (نبوی) ہے“۔

مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تو یہ فضیلتیں حاصل ہیں جو کہ کسی دوسری مسجد کو اور خصوصاً قبروں پر بنائی گئی مساجد کو قطعاً حاصل نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اور فضیلت بھی حاصل ہے کہ اس کا ایک حصہ ایسا ہے جسے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”جنت کا ٹکڑا“ یا ”جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ“ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم، نسائی اور مسند احمد میں حضرت عبد اللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ سے، اور سنن ترمذی میں حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ».[۱۵۷]

[۱۵۵] صحیح ابن حبان: ۱۲۰۷ - الموارد - صحیح الجامع: ۳۸۴۰۔

[۱۵۶] مسلم مع نووی: ۵/۹/۱۶۴، ۱۶۵ - صحیح نسائی: ۶۷۰ - صحیح الجامع: ۳۸۴۰۔

[۱۵۷] بخاری: ۱۱۹۵ - مسلم مع نووی: ۵/۹/۱۶۱، ۱۶۲ - صحیح نسائی: ۶۷۱ - صحیح الترمذي: ۳۰۷۴ - صحیح الجامع: ۵۵۷۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”میرے گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے“۔

جب کہ صحیح بخاری و مسلم، ترمذی، مؤطا امام مالک، مسند احمد اور السنۃ لابن ابی عاصم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي».[۱۵۸]

”میرے گھر اور منبر کے درمیانی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض (کوثر کی جگہ) پر ہے“۔

۲۔ روضۂ مبارک:

یہاں ہم دو باتوں کی طرف اشارہ کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ ان میں سے پہلی یہ کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے صادر ہونے والے الفاظ کی رو سے ”روضہ“ اس جگہ کو کہا جائے گا جو کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی چار دیواری سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی جگہ کے درمیان ہے۔ اور موجودہ توسیعِ مسجدِ نبوی اور تعمیراتِ جدیدہ کے ضمن میں اس مخصوص قطعۂ ارض کو ممتاز کرنے کے لئے اس کے ستونوں کو سفید سنگِ مرمر لگا دیا گیا ہے۔ تاکہ عام مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ”روضة الجنة“ کے مابین امتیاز میں آسانی رہے۔

جبکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کو روضہ شریفہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ وہ غالباً انہی احادیث کی بناء پر ہوتا ہو گا۔ حالانکہ یہ احادیث قبر شریف کے بارے میں نہیں بلکہ دوسری جگہ کے بارے میں ہیں۔ لہٰذا روضۂ مبارکہ یا روضہ شریفہ کا نام اسی جگہ کو دینا چاہیئے، جسے خود نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام دیا ہے۔

[۱۵۸] بخاری، حدیث:۱۱۹۶ - مسلم مع نووی: ۵/۹/۱۶۲ - صحیح ترمذی: ۳۰۷۴ - صحیح الجامع: ۵۵۸۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۳۔ بین بیتی و منبری:

ہم دوسری اہم وضاحت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ امام نوویؒ نے المجموع شرح المہذب میں بین بیتی و منبری کی بجائے بین قبری و منبری کے الفاظ سے حدیث ذِکر کر کے اسے صحیحین کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور شرح مسلم میں بھی اشارہ کیا ہے۔[۱۵۹]

جبکہ یہ ان کا وہم ہے، کیونکہ بخاری و مسلم میں قبری کا لفظ قطعاً نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ بین قبری و منبری کے الفاظ جو زبان زدِ عام ہیں، یہ بعض رواۃ کی غلطی کا نتیجہ ہیں۔ جیسا کہ امام قرطبیؒ، امام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے جزماً کہا ہے۔ اور صحاح میں سے کسی بھی کتاب میں اس لفظ کے ساتھ حدیث مروی نہیں ہے۔ اور محض بعض روایات میں اس لفظ کا آجانا اسے صحیح کے درجہ تک نہیں پہنچا دیتا۔ کیونکہ یہ دراصل بالمعنی روایت ہے، چنانچہ امام ابن تیمیہؒ ''القاعدة الجليله في التوسل والوسيلة (ص:۷۴)'' میں اس حدیث کو ذِکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہی الفاظ یعنی بین بیتی و منبری صحیح و ثابت ہیں۔ اور بعض رواۃ نے بالمعنی روایت بیان کرتے وقت بین قبری و منبری کہا ہے۔ حالانکہ جب آپ ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی، اس وقت آپ ﷺ نہ فوت ہوئے تھے، اور نہ ہی آپ ﷺ کی قبر کا وجود تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی تدفین کے سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نزع ہوا تو کسی نے بھی اس حدیث کو دلیل نہیں بنایا، اور اگر یہ لفظ ان کے علم میں ہوتا تو اس تاریخی مسئلہ میں نص صریح ہوتا، لیکن بعد میں (ایک دوسرے ارشاد کے پیشِ نظر) آپ ﷺ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔ جہاں آپ ﷺ نے وفات پائی تھی۔ بأبي و أمي صلواة الله وسلامه عليه۔[۱۶۰]

[۱۵۹] شرح مسلم مع نووی: ۱۶۱/۹/۵۔

[۱۶۰] الجواب الباهر عربي ضمن الفتاویٰ: ۳۲۵/۲۷، اردو مترجم عطاء اللہ ثاقب، ص:۲۴ والمطبوع مستقلاً ص:۱۰ طبع دار الافتاء - تحقیق شیخ عبدالرحمٰن المعلی - تحذیر المساجد، ص:۱۳۵، ۱۳۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبروں پر بنائی گئی یا قبروں پر مشتمل مساجد میں نماز کے مکروہ ہونے کا حکم تمام مساجد کو شامل ہے۔ سوائے مسجدِ نبوی ﷺ کے کیونکہ اسے کچھ فضائل حاصل ہیں جو قبروں پر بنائی گئی مساجد میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں ہیں۔ اور اگر کراہت کا حکم بلا استثناء سب کے لئے کر دیا جائے تو اس کا معنی یہ ہو گا کہ یہ فضائل رفع ہو گئے جو کہ جائز بات نہیں ہے۔

"تحذير المساجد من اتخاذ القبور مساجدا" کے مؤلف (شیخ البانیؒ) نے یہ معنیٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے اس کلام سے اخذ کیا ہے، جو اوقاتِ مکروہیہ میں سببی نمازوں کی اباحت کے سلسلہ میں ہے کہ جس طرح اوقاتِ مکروہیہ میں سببی نماز اس لئے مباح ہے کہ وہ ضائع نہ ہونے پائے، کیونکہ اس کا وقت گزر جانے کے بعد اس کی فضیلت کا حاصل کرنا ممکن نہیں رہے گا۔ اسی طرح ہی مسجدِ نبوی ﷺ کے بارے میں بھی کہا جائے گا کہ اس کی فضیلت کے حصول کے پیشِ نظر وہ دیگر عام مساجد سے مستثنیٰ ہے۔[۱۶۱]

شیخ الاسلام موصوف اپنی دوسری کتاب "الجواب الباهر في زوار المقابر" میں لکھتے ہیں، جس کا کتبِ توحید و عقیدہ کے مترجم مولانا عطاء اللہ ثاقب نے اردو ترجمہ بھی کر دیا ہوا ہے، جو کہ سعودی دار الافتاء والدعوۃ والارشاد کی پاکستان برانچ کے خرچے پر ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کی گئی ہے۔ اس میں شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

> "ایسی مساجد میں نماز پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے جو قبروں پر بنائی گئی ہوں، بخلاف مسجدِ نبوی ﷺ کے (على صاحبه أفضل الصلوات و اتم التسليم) کیونکہ اس میں ایک نماز کا ثواب ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے، اور مسجدِ نبوی ﷺ کو فضیلت و عظمت کا یہ بلند درجہ رسولِ مکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بھی حاصل تھا۔ اور حجرۂ مبارکہ کے اس میں شامل ہونے سے پہلے آپ ﷺ کے خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی، جب کہ خود

[۱۶۱] مجموع الفتاویٰ: ۲۹۸/۲۲ - القاعدة الجليلة، ص:۲۲، ۲۳ - تحذير المساجد، ص:۱۳۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رحمتِ عالم ﷺ اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اس میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اور اس میں نماز ادا کرنے کی جو فضیلت و عظمت اس دور میں تھی، وہ اس میں حجرۂ مبارکہ کے شامل ہونے کے بعد بھی باقی رہی۔ اور حجرۂ مبارکہ (ولید بن عبد الملک کے دور میں) اس وقت مسجدِ نبوی ﷺ میں شامل ہوا، جب عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم ختم ہو چکا تھا۔"[۱۶۲]

بہت آگے جا کر موصوف نے ایک جگہ لکھا ہے:

"مسجدِ نبوی ﷺ (بذاتِ خود) ہی فضیلت والی ہے کیونکہ (اسے نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنے اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے نماز پڑھنے کے لئے بنایا) اسے یہ شرف حاصل ہے اور اس میں نماز کی فضیلت وارد ہے۔ اور فضیلت کیوں نہ ہو خود رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھی تو یہ ہے:

«صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».[۱۶۳]

"میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب دوسری کسی مسجد سے ہزار گنا زیادہ ہے، سوائے مسجدِ حرام کے"

اور رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی ارشادِ گرامی ہے:

«لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ،

[۱۶۲] الجواب الباهر ضمن الفتاویٰ: ۲۷/۳۴۸،۴۰۲ — اردو، ص:۵۵، مطبوع مستقلاً، ص:۹،۲۶،۷۱۔

[۱۶۳] بخاری: ۱۱۸۹ - مسلم مع نووی: ۵/۹/۱۶۷،۱۶۸ - صحیح أبي داؤد: ۱۷۸۸ - صحیح نسائی: ۶۷۲ - ابن ماجه: ۱۴۰۹ و مسند أحمد عن أبي هريرة و ابن ماجه: ۱۴۱۰ عن ابن عمر - بخاری: ۱۱۹۷ - مسلم مع نووی: ۵/۹/۱۰۴،۱۰۵ - صحیح ترمذی: ۲۶۹ - ابن ماجه و مسند أحمد عن أبي سعيد - صحيح الجامع: ۷۳۳۲ - ارواء الغليل: ۳/۲۲۹،۲۳۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى، وَمَسْجِدِيْ هٰذَا». [۱۶۴]

”تین مساجد کے علاوہ کسی بھی مسجد کے لئے رختِ سفر نہ باندھا جائے، یعنی مسجدِ حرام، مسجدِ اقصیٰ اور میری یہ مسجدِ نبوی“۔

مسجدِ نبوی کو یہ فضیلت حجرۂ نبوی کے مسجد میں داخل کرنے سے پہلے حاصل ہے۔ حجرہ کو مسجدِ نبوی میں داخل کرنے سے پہلے اس میں ایسے لوگ نماز ادا کرتے رہے ہیں جن کا مقابلہ قیامت تک آنے والے افراد میں سے کوئی بھی نہ کر سکے گا۔ (اور یہ بات بھی واضح کر دیں کہ) کسی شخص کے ذہن میں یہ وہم ہرگز نہیں آنا چاہئے کہ مسجدِ نبوی کو یہ فضیلت اس لئے ملی کہ اس میں حجرۂ مبارکہ داخل کر دیا گیا ہے، اور اب اس کی فضیلت آنحضرت ﷺ اور خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد سے بھی زیادہ ہے، (ہرگز نہیں)۔ اور اگرچہ خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم اور اس وقت کے افرادِ امّت کو فضیلت حاصل ہے۔ اور اب نہ وہ افراد ہیں اور نہ وہ دورِ سعود۔ البتہ مسجدِ نبوی کو اس وقت بھی یہ فضیلت حاصل تھی، جب کہ ابھی حجرۂ مبارکہ مسجد میں داخل نہیں کیا گیا تھا۔ اور اگرچہ حالات وواقعات اور افرادِ امّت میں بے شمار تبدیلیاں آچکی ہیں۔

بہر کیف یہ خیال کرنا غلط ہے کہ مسجدِ نبوی کو حجرۂ مبارکہ کی وجہ سے فضیلت حاصل ہوئی ہے۔ اور جن افراد نے حجرۂ مبارکہ کو مسجد میں داخل کیا، ان کا مقصد تو صرف یہ تھا کہ مسجد وسیع ہو جائے، اس مصلحت (وضرورت) کے پیشِ نظر نبیٔ اکرم ﷺ (کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) کے مکانات کو مسجد میں داخل کر دیا گیا۔ اگرچہ (سلف صالحینِ امّت میں سے) بعض افراد نے اس عمل (یعنی مسجد میں ادخالِ حجرہ کے فعل) کو ناپسند کیا ہے۔ [۱۶۵]

اس تفصیل سے اس شبہ کا ازالہ ہو گیا کہ قبر والی مسجد میں نماز مکروہ ہے۔ لیکن مسجدِ نبوی اپنے مخصوص فضائل کی وجہ سے اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ لہٰذا جب کسی دوسری مسجد کو وہ اسبابِ

[۱۶۴] بخاری: ۳/۶۳،۷۰،۴/۷۳ - مسلم: ۲/۲۶۷ - ترمذی، حدیث:۳۲۶ - ابن ماجہ: ۱۴۱۰ - ابن حبان: ۳/۷۱ - الاحسان بیہقی: ۱۰/۸۲ - شرح السنہ بغوی: ۲/۳۳۶۔

[۱۶۵] الجواب الباھر ضمن الفتاویٰ: ۲۷/۴۲۳، مترجم اردو، ص:۱۷۲،۱۷۳، عربی مستقلاً مطبوع، ص:۶۰،۷۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فضیلت حاصل نہیں ہیں تو اسے کراہت کے حکم سے مستثنیٰ بھی نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ حجرۂ نبوی کا مسجدِ نبوی میں داخل کیا جانا:

یہیں بعض دیگر اشکالات و شبہات کا ازالہ بھی کرتے جائیں کہ جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر مسجد میں قبر کی تعمیر مکروہ ہوتی تو نبیٔ اکرم ﷺ کی قبر مبارک مسجدِ نبوی میں کیوں ہوتی؟

اس سوال کا جواب یا اس شبہ کا ازالہ کے لئے ضروری ہے کہ حجرۂ نبوی جس میں آپ ﷺ کو دفن کیا گیا تھا۔ اس کے مسجد میں داخل کئے جانے کی تاریخ و پس منظر ذہن میں ہو۔ کیونکہ یہ تو کوئی بھی صاحبِ علم نہیں کہے گا کہ نبیٔ اکرم ﷺ کو آپ ﷺ کی مسجد میں دفن کیا گیا تھا، بلکہ آج بظاہر جو نظر آرہا ہے یہ عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد وقوع پذیر ہوا تھا۔ آپ ﷺ کی تدفین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کردہ ایک ارشادِ نبوی ﷺ کے پیشِ نظر مسجد میں نہیں بلکہ آپ ﷺ کے گھر میں ہوئی تھی۔

وہ گھر یا حجرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والا وہی حجرۂ مبارکہ ہے جہاں نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری دن اور مرض الموت کا وقت گزارا تھا۔ آپ ﷺ کی تدفین کے سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین پیدا ہونے والے نزاع، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور صدیقۂ کائنات رضی اللہ عنہا کے ارشادِ نبوی ﷺ سے استدلال کرنے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے بالاتفاق اس پر عمل کرنے کا واقعہ کتبِ حدیث کے حوالہ سے ہم ذِکر کر چکے ہیں۔

اگر اس واقعہ کو سامنے رکھا جائے تو یہ فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی تدفین آپ ﷺ کے گھر میں ہوئی تھی، مسجد میں نہیں۔ اور گھر میں تدفین بھی آپ ﷺ کا ایک خاصہ تھا جو دوسرے کسی غیر نبی کے لئے جائز نہیں، جیسا کہ اس موضوع کی تفصیلات حوالوں کے ساتھ ہم ذِکر کر چکے ہیں۔[۱۶۶]

جب اس شبہ یا اشکال کی یہ شق اس طرح حل ہو جائے تو پیچھے صرف یہ بات رہ جاتی ہے کہ

[۱۶۶] فتح الباری: ۱/۵۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبیٔ اکرم ﷺ کو گھر میں دفن کیا گیا تھا، تو پھر آپ ﷺ کے اس حجرۂ مبارکہ یا قبرِ اقدس کو مسجدِ نبوی میں کب اور کس نے داخل کیا؟

اس سلسلہ میں مؤرخینِ اسلام امام ابن جریر، امام ابن کثیر اور ایسے ہی شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ نے اپنی متعدد کتب میں لکھا ہے کہ ۸۸ سنہ ھ میں ولید بن عبد الملک کے حکم سے مسجدِ نبوی میں توسیع کی گئی تو مسجدِ نبوی کے قریب ہی واقع نبیٔ اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مکانات بھی مسجدِ نبوی میں شامل کر لئے گئے۔ اور حجرے کو بھی مسجد میں شامل کر لیا گیا جس سے اس وقت مسجدِ نبوی کا طول دو سو ہاتھ اور عرض بھی دو سو ہاتھ ہو گیا۔[۱۶۷]

حجرۂ نبوی کو مسجد میں شامل کرنے کا یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی زندہ نہیں رہا تھا، بلکہ وہ سب وفات پا چکے تھے۔ جیسا کہ پہلے بھی شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے حوالہ سے بات گزری ہے۔[۱۶۸]

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے "الصارم المنكى في الرد على السبكى" میں لکھا ہے کہ ولید بن عبد الملک کے عہدِ حکومت میں حجرۂ نبوی مسجد میں داخل کیا گیا۔ جب کہ مدینہ طیبہ میں موجود عامة الصحابہ رضی اللہ عنہم فوت ہو چکے تھے۔ صحابہ میں سے سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ تھے، جو کہ (ولید کے والد) عبد الملک کے عہدِ حکومت میں فوت ہوئے تھے۔ وہ ۷۸ھ میں فوت ہوئے تھے، اور ولید ۸۶ھ میں مسندِ حکومت پر بیٹھا اور ۹۶ھ میں فوت ہوا۔ اور مسجدِ نبوی کی توسیع و تعمیرِ جدید اور نبیٔ اکرم ﷺ کے حجرۂ مبارکہ کو مسجدِ نبوی میں داخل کرنے کا دورانیہ (۸۶ھ سے لے کر ۹۶ھ) کے مابین ہی تھا۔

[۱۶۷] ابن جریر تاریخ طبری: ۵/۲۲۲،۲۲۳ - ابن کثیر البدایہ و النہایہ: ۵/۹/۷۴،۷۵، طبع دار الفکر بیروت۔

[۱۶۸] الجواب الباهر عربي، ص:۱۰،۱۳،۲۶،۲۷، ضمن الفتاوىٰ: ۲۷/۳۴۸،۳۹۹،۴۰۰،۴۱۸، مترجم اردو، ص:۲۲، ۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عبد الہادی نے ابو زید عمر بن شبہ النمیری کی کتاب "اخبار المدینہ" سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے مشائخ واساتذہ سے اخذ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ولید کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے، انہوں نے ۹۱ھ میں مسجدِ نبوی کی تجدیدِ تعمیر کی اور اسے منقش پتھروں سے بنایا اور اس کی چھت کو ساگوان کی لکڑی اور سونے کے پانی سے مزین کیا۔ اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرے یا مکانات گرا دیئے گئے اور انہیں مسجد میں شامل کر دیا۔ اور انہوں نے قبرِ مقدس کو بھی مسجد میں شامل کر دیا۔ اور آگے موصوف نے وہ آثار ذِکر کئے ہیں جو کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی تجدید و تعمیرِ مسجدِ نبوی اور توسیع واضافہ شدہ جگہ پر نماز کے مسجدِ نبوی ہی میں نماز کے حکم میں ہونے، یعنی توسیع میں بھی نماز کے عام مساجد سے ہزار گنا زیادہ ثواب ہونے سے تعلق رکھتے ہیں۔[۱۶۹]

حافظ ابن عبد الہادی نے اپنے کلام میں حجرۂ نبوی کے مسجدِ نبوی میں داخل کئے جانے کے سال (سنہ) کی تعیین نہیں کی، کیونکہ اس سلسلہ میں ابن جریر اور ابن شبّہ کی سال کی تعیین کہ وہ اول الذکر کے مطابق ۸۶ھ سے لے کر ۹۶ھ کے مابین، اور ثانی الذکر کے مطابق ۹۱ھ ہے۔ ان ہر دو کی استنادی حیثیت تو محدثینِ کرام کی طرز پر قابلِ حجت نہیں، البتہ اس سلسلہ میں مؤرخین کا اتفاق ہے کہ یہ توسیع کا واقعہ جس میں حجرۂ نبوی کو مسجدِ نبوی میں داخل کیا گیا ہے، یہ ولید کے عہدِ حکومت میں رونما ہوا۔ اور یہ اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ اس وقت تک صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ البتہ ایک روایت جو کہ مشیخۃ ابو عبد اللہ الرازی میں ہے۔ اس میں ذِکر آیا ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے سو سال کی عمر میں ۹۱ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ اور وہ مدینہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی تھے۔ لیکن یہ روایت معضل ہے۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابہ في تمییز الصحابہ" میں امام زہریؒ کا قول بھی ایسا ہی ذِکر کیا ہے، جب کہ وہ بھی معضل یا مرسل ہے۔ اور الاصابہ میں ہی ہے کہ بعض نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی وفات

[۱۶۹] للتفصیل: الصارم المنکي في الرد علی السبکی، ابن عبدالھادی: ۱۹۶، ۱۹۷ وما بعد، طبع دارالافتاء، سعودی عرب۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے پہلے بتائی تھی۔ اور تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ نے جزماً کہا ہے کہ ان کی وفات ۸۸ھ میں ہوئی تھی۔[۱۷۰]

بہر حال ایسی کوئی قابلِ حجت نص نہیں پائی جاتی جو اس بات کا ثبوت ہو کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی قبرِ مبارک کو مسجدِ نبوی میں داخل کرنے کے واقعہ کے وقت کوئی صحابی زندہ موجود تھا۔ اور امام نوویؒ نے شرح مسلم (۳: ۵، ۱۴) میں جو کہا ہے کہ یہ واقعہ عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں رونما ہوا تھا۔ ان کا استدلال بھی شاید اسی معضل یا مرسل روایت سے ہو گا، جو ابھی ہم نے ذِکر کی ہے۔ جب کہ ایسی روایت قابلِ حجت نہیں ہوتی۔ اور اگر اسے صحیح مان بھی لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ صرف ایک صحابی کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ لہٰذا مطلق صحابہ کا زمانہ اس پر صادق نہیں آئے گا۔ جس سے کہ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وجود کا احساس ہوتا ہے۔

اس واقعہ کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باقی نہ ہونے کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ امام ابن کثیرؒ نے ''البدایہ و النہایہ'' میں، اور امام ابن تیمیہؒ نے ''الجواب الباھر'' میں قبرِ نبوی ﷺ کو مسجدِ نبوی میں داخل کرنے کا واقعہ ذِکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ معروف تابعی حضرت سعید بن مسیبؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کو (جس میں نبیٔ اکرم ﷺ کی قبرِ مبارک ہے) مسجدِ نبوی میں داخل کرنے کے فعل پر نکیر کی تھی۔ گویا انہیں یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں لوگ آپ ﷺ کی قبرِ اقدس کو عبادت گاہ نہ بنالیں۔[۱۷۱]

ایک تابعی عالم کو یہی زیب دیتا تھا۔ اور اگر اس وقت کوئی صحابی زندہ ہوتے تو وہ بھی ہرگز خاموش نہ رہتے، بلکہ اگر صحابہ کا دور ہوتا تو یہ واقعہ رونما ہی نہ ہوتا کہ ان کے شایانِ شان یہی تھا۔

ایک مغالطہ:

بعض لوگوں نے جو یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ واقعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے

[۱۷۰] التقریب، ص:۲۱۳ طبع نشر السنۃ، لاھور - تحذیر المساجد، ص:۵۹، ۶۰ حاشیہ۔

[۱۷۱] الجواب الباھر، ص:۱۶۶، ۱۶۸، اردو - عربی، ص:۷۱ - البدایہ و النہایہ: ۵/ ۹/ ۷۵۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عہدِ خلافت میں رونما ہوا، یہ بات صحیح نہیں ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تو مسجدِ نبوی جوں کی توں رہی۔ جس حالت میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے تھے۔ البتہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں توسیع واضافہ کیا۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہم ذِکر کر چکے ہیں۔

۵۔ حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کی توسیعِ مسجد نبوی:

مسجدِ نبوی میں خلیفہ بلافصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی قسم کا کوئی اضافہ نہیں کیا، بلکہ وہ اپنی اسی حالت پر رہی، جس میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے تھے۔ دیواریں اینٹوں کی، چھت کھجور کی ٹہنیوں اور ستون کھجور کے تنوں کے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کچھ تجدید و توسیع کی، لیکن پھر بھی مسجد کی شکل و صورت وہی رہی جو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں تھی۔ البتہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خاص تبدیلیاں کیں۔ انہوں نے دیواریں اور ستون منقش پتھروں سے بنوائے اور چھت کو ساکھو (ساگوان) کی لکڑی سے مزین کروایا۔ [۱۷۲]

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ”الجواب الباهر في زوار المقابر“ میں خلفاءراشدین حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے عہدِ خلافت میں مسجدِ نبوی میں کی گئی توسیع کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کی دیواریں اینٹ گارے سے، ستون کھجور کے تنوں سے اور اس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں سے بنائی تھی۔ اور ان کے اس فعل پر کسی صحابی نے کوئی تنقید نہیں کی تھی۔ البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی توسیع پر صحابہ و تابعین میں اختلاف پیدا ہوا تھا۔ اور ایک جگہ وہ لکھتے ہیں کہ اکثر صحابہ اور کبار تابعین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تجدید و توسیع سے اتفاق نہیں کیا۔ کیونکہ انہوں نے مسجدِ نبوی کو منقش پتھر، چونے اور ساگوان کے درخت

[۱۷۲] بخاری مع الفتح: ۱/۵۴۰، عن ابن عمر رضي الله عنهما۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے مزین کر دیا تھا۔[۱۷۳]

یہ اور دیگر مؤرخین نے مسجدِ نبوی کی تجدید توسیع کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے، ان میں سے کسی بھی معتبر مؤرخ نے یہ نہیں لکھا کہ قبرِ نبوی کو خلفائے راشدین یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں مسجدِ نبوی میں داخل کیا گیا تھا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعمیر و توسیع کو صحابہ و تابعین کا پسند کرنا اور بنظرِ استحسان دیکھنا اس لئے تھا کہ انہوں نے مسجدِ نبوی کی سادگی کو بحال رکھا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تعمیر و توسیع میں زیب و زینت کا عنصر آگیا۔ جسے قدسیٔ نفوس صحابہ اور تابعین کی طبائع نفسیہ نے نظرِ استحسان سے نہ دیکھا، لیکن یہ نہیں کہ انہوں نے حجرۂ نبوی کو مسجدِ نبوی میں شامل کیا۔

یہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی توسیع کے متعلق ہوا، جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توسیع کو صحابہ و تابعین کا بنظرِ استحسان دیکھنا تو ان کا مسجد کی سادگی کو بحال رکھنے کی وجہ سے تھا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ ان کے بارے میں ثابت ہے کہ انہوں نے قبر کے بارے میں اپنا نظریہ واضح طور پر بیان بھی کر دیا، اس سے تعرض کی تو کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ چنانچہ طبقات ابن سعد اور تاریخِ دمشق ابن عساکر میں ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے جب قبرِ مقدس والی جانب چھوڑ کر دیگر جوانب میں مسجدِ نبوی کی توسیع کی تو حجرۂ مبارکہ یا قبرِ اقدس والی جانب کے بارے میں فرمایا:

(أَنَّهُ لَا سَبِيْلَ إِلَيْهَا).[۱۷۴]

”اس طرف توسیع کرنے کی تو کوئی سبیل ہی نہیں ہے“۔

احتیاط:

یہاں اس امر کی وضاحت بھی مناسب رہے گی کہ جب مسلمانوں کی کثرت اور مسجدِ نبوی

[۱۷۳] الجواب الباهر اردو، ص:۱۲٦ و ضمن مجموع الفتاویٰ: ۲۷/۴۱۸۔

[۱۷۴] بحواله تحذير المساجد، ص:۶۴، ۶۵ ونقل تصحيح السيوطي للأثر - المشاهدات المعصوميه، ص:۲۳، دار الافتاء۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں توسیع کی حاجت و ضرورت کے پیشِ نظر وسعت دی گئی۔ ازواجِ رسول ﷺ کے حجرے یا مکانات اور قبرِ نبوی بھی مسجد میں شامل کر دی گئی تو اس وقت بڑی احتیاط سے کام لیا گیا، تاکہ قبرِ مقدس نمازیوں کو نظر نہ آنے پائے، چنانچہ امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جب مسلمانوں کی کثرت ہوگئی اور مسجدِ نبوی میں توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ توسیع واضافہ اتنا زیادہ کیا گیا کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے گھر، اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر بھی مسجد میں شامل کر لیا گیا۔ جس میں کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا مدفن بھی ہے۔ اور آپ ﷺ کے دو صحابہ (دو خلفاء) حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی اسی حجرہ میں دفن ہیں۔

توسیع کے دوران قبروں پر گول اور اونچی دیواریں اس انداز سے بنائی گئیں کہ وہ مسجد سے نظر نہ آئیں۔ اور عوام الناس ان کی طرف نماز نہ پڑھیں جو کہ ایک ممنوع فعل تک پہنچانے کا ایک سبب بنے۔ پھر انہوں نے قبروں کے دونوں شمالی کونوں سے دیواریں بنائیں اور انہیں اس انداز سے پھیرا کہ آگے جا کر وہ دونوں باہم مل گئیں، یہ اس لئے کیا گیا تاکہ کوئی شخص قبر کی طرف استقبال نہ کر سکے۔[١٧٥]

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے الجواب الباہر میں اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ جب نبیٔ اکرم ﷺ کی قبرِ اقدس والا حجرۂ شریفہ مسجد میں داخل کیا گیا تو اس کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور اس کے ارد گرد ایک اور دیوار بنا دی گئی۔ تاکہ (آپ ﷺ کی مانگی ہوئی دعا کے مطابق) آپ ﷺ کے گھر کو میلہ گاہ، اور آپ ﷺ کی قبر کو عبادت گاہ بننے سے بچایا جا سکے۔[١٧٦]

ان تمام تفصیلات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی مسجد کئی وجوہات کی بناء پر اس حکم سے مستثنیٰ اور الگ ہے جس کی رو سے قبر پر تعمیر کی گئی یا قبر کو شامل مسجد میں نماز مکروہ قرار دی گئی ہے۔ اور سابقہ الذکر تفصیلات سے یہ بھی واضح

[١٧٥] شرح مسلم مع نووی: ٣/٥/١٤۔

[١٧٦] الجواب الباھر بتحقیق الشیخ المعلی، ص:١٣، طبع دار الافتاء - اردو ص:٢٨ - ضمن الفتاویٰ:٢٧/٣٢٨۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی قبرِ اقدس خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں مسجدِ نبوی میں داخل نہیں کی گئی، بلکہ امیر معاویہؓ، پھر یزید اور عبدالملک کے زمانوں کے بھی بعد ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں قبرِ نبوی، مسجدِ نبوی میں داخل کی گئی، جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی مدینہ طیبہ میں زندہ باقی نہیں رہا تھا، بلکہ وہ تابعین کا زمانہ تھا۔ اور رئیس التابعین حضرت سعید بن مسیبؒ نے ولید پر نکیر کی اور اس کے اس اقدام کو انہوں نے بنظرِ استحسان نہیں دیکھا۔

لہٰذا نہ تو قبرِ نبوی کے مسجدِ نبوی میں ہونے سے مسجد میں قبر کے جواز پر استدلال صحیح ہے، اور نہ ہی اس سے قبر پر مسجد تعمیر کرنے کا جواز اخذ کرنے کی کوئی گنجائش ہے۔ کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور قبروں پر مساجد کے سلسلہ میں بعض دیگر شبہات واشکالات بھی وارد کئے گئے ہیں۔ جن کا محدثانہ و عالمانہ اور تفصیلی جائزہ ورد کتاب تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد (ص:۴۷تا۲۰) طبع جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کویت یا (ص:۶۷تا۱۴۶) طبع المکتب الاسلامی بیروت و دمشق میں دیکھا جا سکتا ہے۔

یہ قبریں، یہ آستانے:

پچھلے اوراق میں ہم نے قبروں پر مساجد تعمیر کرنے کے ممنوع ہونے، قبر پر بنی یا قبر کو شامل مسجد میں نماز کے مکروہ ہونے (سوائے مسجدِ نبوی کے) اور قبروں کے مابین یا مزار و قبرستان میں یا کسی درگاہ و قبر کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کے ممنوع ہونے کی تفصیلات ذِکر کی ہیں۔ جن سے واضح طور پر پتہ چل جاتا ہے کہ کسی بزرگ کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا بھی کس قدر فتنہ انگیز اور شرعاً ناپسندیدہ فعل ہے۔ اور اگر کوئی شخص اللہ کی عبادت کی بجائے خود اس بزرگ کی عبادت شروع کر دے، جیسے اس کی قبر کا طواف کرنا، اس کی قبر کو سجدہ کرنا، اسے پکارنا، اس سے مشکل کشائی اور حاجت روائی کا مطالبہ کرنا، اس کی قبر پر اس کے نام کی قربانی کرنا وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے شخص کا ان افعال کا ارتکاب کیسا گناہ ہو گا؟ اس کا اندازہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کسی قبر کے پاس ہونے کی وجہ سے ممنوع اور گناہ ہے تو صاحبِ قبر کی عبادت کے شرکِ اکبر اور گناہِ کبیرہ ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ شیخ الاسلام امام محمد بن عبدالوہاب التیمی رحمہ اللہ نے کتاب التوحید میں مستقل ایک باب قائم کیا ہے۔ "باب ما جاء من التغليظ فيمن عبد الله عند قبر رجل صالح، فكيف إذا عبده" اور اس باب کے تحت متعدد احادیث لا کر مسئلہ کو خوب نکھارا ہے۔[۱۷۷]

ہماری ذِکر کردہ سابقہ تفصیلات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ان افعال (حتیٰ کہ اقوال) کی بیخ کنی کر دی ہے، جو عقیدہ میں نقص اضمحلال کا باعث بنتے ہیں۔ اور آپ ﷺ نے شجرۂ توحید کی آبیاری کے لئے بڑی دور رس کوششیں کیں۔ اور ان کوششوں کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کے ارد گرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے قدسی نفوس لوگوں کی ایسی فوج ظفر موج جمع ہو گئی کہ رہتی دنیا تک تاریخ ان کی مثال نہیں لا سکے گی۔ یہ سب نبیٔ اکرم ﷺ کی مساعیٔ جمیلہ کا ہی پھل تھا۔ صلوات الله وسلامه عليه

یہ باتیں تو ضمنی طور پر آ گئیں۔ ورنہ ہمارا اصل موضوع تو ان مقامات کی قرآن وسنّت کی روشنی میں تعیین کرنا ہے جہاں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جن میں سے ہی مقبرہ یا قبرستان بھی ہے، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ قبریں اور یہ آستانے ہمارے عقائد پر کیا کیا اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ اور ہم لوگ کیسے کیسے فتنوں میں مبتلا کئے جا رہے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے مذکورہ شرکیہ افعال تو کجا، ان قبروں اور آستانوں کے پاس یا مابین نماز پڑھنے کو بھی آہستہ آہستہ شرک تک پہنچا دینے کا ذریعہ سمجھتے ہوئے وہاں نماز

[۱۷۷] تفصیل کیلئے دیکھئے: کتاب التوحید مع القول السدید عربی، ص:۸۰، دارالافتاء، اردو مترجم، ص:۸۸، الدار السلفیہ بمبئی، ترجمہ مولانا محمد یوسف سورتی - ایسے قرة الموحدين للشيخ عبدالرحمٰن حسن عربی و مترجم اردو: ۱/ ۲۹۳ ومابعد، طبع انصار السنہ لاہور - فتح المجيد، جلد اول، ص:۶۴۳ ومابعد، طبع مکتب الدعوۃ الاسلامیہ پاکستان، ترجمہ مولانا عطاء اللہ ثاقب۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے سے بھی منع فرمادیا۔ اور سابق میں ذِکر کی گئی احادیث پر مستزاد بعض دیگر احادیث بھی ہیں، جن میں سے ایک صحیح بخاری و مسلم اور ابوداوٗد و ترمذی، نسائی اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا».[۱۷۸]

”اپنی نماز میں سے (فرضوں کے سوا کچھ نفلی نماز) اپنے گھروں میں بھی پڑھو، اور انہیں قبرستان نہ بناؤ“۔

اس حدیث میں سنتیں اور نوافل اپنے گھروں میں ادا کرنے کی طرف ترغیب دلائی گئی ہے۔ اور گھروں میں نماز کی نفلی نمازوں کے ساتھ خاص کرنے کا قرینہ خود نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد میں موجود ہے۔ جو صحیح مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد اور تاریخ بغداد للخطیب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إِذَا قَضَىٰ أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِيْ مَسْجِدِهِ، فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيْبًا مِنْ صَلَاتِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا».[۱۷۹]

”جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں اپنی (فرضی) نماز مکمل کر لے تو اپنی نماز کا کچھ حصہ گھر کے لئے چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ گھر میں نماز کے ذریعے اس کے گھر میں خیر وبرکت کرتا ہے“۔

مسند احمد و ابی یعلیٰ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب مسجد میں فرض

[۱۷۸] بخاری مع الفتح: ۴۳۳ - مسلم مع نووی: ۳/۶/۶۷،۶۸ - صحیح أبی داؤد: ۹۲۱ - صحیح ترمذی: ۳۷۲ - صحیح نسائی: ۱۵۰۷ - صحیح الجامع: ۱۵۴ - منتقی الاخبار مع نیل الأوطار: ۱/۲/۱۳۵۔

[۱۷۹] مسلم مع نووی: ۳/۶/۱۶۸ - ابن ماجه: ۱۳۷۶ - مسند أحمد: ۳/۵۹،۳۱۶ - تاریخ خطیب: ۴/۳۱۱ بحواله الصحیحه: ۱۳۹۲ - صحیح الجامع: ۷۳۱ - نیل الأوطار: ۱/۲/۱۳۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پڑھ کر گھر کو لوٹے تو:

«فَلْيُصَلِّ فِيْ بَيْتِهِ رَكْعَتَيْنِ».[۱۸۰]

"اسے چاہئے کہ اپنے گھر میں (کم از کم) دو رکعتیں پڑھے"۔

اس سے واضح ہو گیا کہ گھر میں جس نماز کی ترغیب دلائی گئی ہے وہ فرض نہیں بلکہ نفلی نماز ہے۔ اگرچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بعض اہلِ علم سے نقل کیا ہے کہ اسے کبھی کبھار گھر میں بھی فرض نماز (باجماعت) ادا کرنا مراد ہے۔ تاکہ عورتیں بھی اقتداء کر سکیں جو کہ مسجد کو نہیں جاتیں۔ جب کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس مفہوم کا بھی احتمال تو ہے لیکن راجح بات پہلی ہی ہے کہ اس سے مراد نفلی نمازیں اور سنتیں وغیرہ ہیں نہ کہ فرائض۔

شیخ محی الدین نے سختی کے ساتھ کہا ہے کہ اس سے فرض ہرگز مراد نہیں لینے ہیں۔[۱۸۱]

بہر حال ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ اپنے گھروں میں بھی کچھ نماز پڑھا کرو۔ انہیں قبرستان مت بنادو۔ اس کے اہلِ علم نے متعدد مفہوم بیان کئے ہیں۔

(۱) پہلا یہ کہ اپنے آپ کو مردوں کی طرح نہ بنادو۔ کیونکہ وہ اپنے گھروں یعنی قبروں میں نماز نہیں پڑھتے۔

(۲) دوسرا مفہوم یہ کہ گھروں کو صرف سونے کی جگہ ہی نہ بنادو کہ ان میں کوئی نماز نہ پڑھو۔ اور نیند موت کی بہن ہے۔ اور میت نماز نہیں پڑھتی۔

(۳) تیسرا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص گھر میں نماز نہیں پڑھتا۔ اس نے اپنے آپ کو گویا میت، اور اپنے گھر کو گویا قبر بنا دیا ہے۔ اور تیسرے مفہوم کی تائید صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

[۱۸۰] مسند أحمد: ۳/۱۵/۵۹ بحوالہ صحیحہ: ۱۳۹۲ - صحیح الجامع: ۷۳۳۔
[۱۸۱] فتح الباری: ۱/۵۲۹ - نیل الأوطار: ۱/۲/۱۳۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

«مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِىْ يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ، وَالْبَيْتِ الَّذِىْ لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ».[١٨٢]

”وہ گھر جس میں اللہ کا ذِکر کیا جاتا ہو اور وہ گھر جس میں اللہ کا ذِکر نہ کیا جاتا ہو، ان کی مثال زندہ شخص اور مردہ کی ہے“۔

(۴) اور اس حدیثِ مذکورہ کا چوتھا مفہوم یہ ہے کہ قبریں چونکہ نماز کی جگہیں نہیں ہوتیں، لہٰذا ان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور جو شخص گھر میں کوئی نماز نہیں پڑھتا، نہ نفل نہ سنتیں۔ اس نے اپنے اس فعل سے اپنے گھر کو گویا قبرستان بنا رکھا ہے، جہاں نماز جائز نہیں۔ امام بخاریؒ نے یہی مراد لیا ہے۔ اور حدیث کے الفاظ:

«لَا تَتَّخِذُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا» ”اپنے گھروں کو قبر میں نہ بنا دو“۔

ان الفاظ سے استنباط کیا ہے کہ قبریں مقامِ عبادت نہیں ہوتیں تو قبرستان میں نماز مکروہ ہوئی۔ اور اس پر انہوں نے تبویب یوں کی ہے:

(بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَقَابِرِ).[١٨٣]

”قبرستان میں نماز مکروہ ہونے کا بیان“۔

اس تبویب میں امام بخاری نے ایک دوسری حدیث کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے، جس میں قبرستان میں نماز کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ لیکن وہ حدیث چونکہ بخاری شریف کے معیار پر پوری نہیں اتر رہی تھی، لہٰذا اسے وارد نہیں کیا، محض تبویب میں اشارہ کر دیا ہے۔ اور وہ حدیث ابو داؤد و ترمذی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان و ابن خزیمہ، سنن کبریٰ، بیہقی، مسند احمد و سراج، مسند شافعی اور مستدرک حاکم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[١٨٢] صحيح البخاري مع الفتح: ٦٤٠٧ - مسلم مع نووي: ٦٨/٦/٣ - صحيح الجامع: ٥٨٢٧۔
[١٨٣] بخاری: ٥٢٨/١۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«اَلْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ، إِلَّا الْحَمَّامَ وَالْمَقْبَرَةَ».[۱۸۴]

"ساری زمین مسجد ہے، سوائے حمام اور قبرستان کے"۔

اس حدیث کی سند کو امام ترمذیؒ نے مرسل قرار دیا ہے۔ جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ اگرچہ اسے اپنی صحیح میں نہیں لائے البتہ اپنی ایک دوسری کتاب جزء القرأۃ میں اس کے صحیح ہونے کی طرف انہوں نے بھی اشارہ کیا ہے۔ امام حاکم، علّامہ ذہبی، امام ابن تیمیہؒ اور محققین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔[۱۸۵]

علّامہ ابن حزمؒ کہتے ہیں کہ قبروں کی طرف منہ کرکے یا قبرستان میں نماز پڑھنے کی ممانعت سے تعلق رکھنے والی احادیث تو تواتر و شہرت کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں۔ جن کو ترک کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔ اور سلف صالحین میں سے حضرت عمر، علی، ابوہریرہ، انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم صحابہ میں سے اور ابراہیم نخعی، نافع بن جبیر بن مطعم، طاؤس، عمرو بن دینار اور خیثمہ وغیرہم رحمہم اللہ تابعین میں سے قبرستان میں نماز کی ممانعت کے قائل ہیں۔ اور امام احمدؒ کا بھی یہی مسلک ہے چاہے کہیں صرف ایک ہی قبر کیوں نہ ہو۔ اور حضرت سفیان ثوریؒ، اوزاعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ بھی قبرستان میں نماز کے مکروہ ہونے کے ہی قائل ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک تفصیل ہے اور امام مالکؒ جواز کے قائل ہیں۔ جب کہ یہ احادیث ان کے قول کی تردید کررہی ہیں۔[۱۸۶]

امام ابن المنذرؒ نے کہا ہے:

«اِجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا».

"اپنے گھروں میں بھی کچھ نماز پڑھا کرو، اور انہیں قبرستان نہ بنادو"۔

[۱۸۴] صحيح أبي داؤد: ۴۶۳ - صحيح ترمذی: ۲۶۲ - ابن ماجه: ۷۴۵ - ابن حبان، الموارد: ۳۳۸ - مستدرك حاكم: ۲۵۱/۱ - صحيح الجامع: ۲۷۶۷ - ارواء الغليل: ۳۲۰/۱ - منتقى الاخبار مع نيل: ۱۳۳/۲/۱۔

[۱۸۵] حوالہ جات سابقہ - جزء القرآة امام بخاری، ص:۳۲ مترجم اردو، مولانا خالد گرجاکھی - أحياء السنه گرجاکهی - فتاوىٰ ابن تيميه: ۱۶۰/۲۲۔

[۱۸۶] نيل الأوطار: ۱۳۴/۲/۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکثر اہلِ علم نے اس ارشاد سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ قبرستان نماز کی جگہ نہیں ہے۔ امام بغویؒ نے شرح السنۃ میں اور امام خطابیؒ نے بھی معالم السنن شرح مختصر سنن ابی داوٗد للمنذری میں یہی بات کہی ہے۔[۱۸۷]

اور قبرستان میں نماز کی ممانعت میں کیا حکمت ہے۔ اس سلسلہ میں ایک تو کہا جاتا ہے کہ نمازی کے نیچے نجاست ہونے کی وجہ سے ممانعت ہے۔ اور بعض نے فوت شدگان کی حرمت و احترام کی وجہ سے ممانعت شمار کی ہے۔[۱۸۸]

جب کہ دراصل یہ شرک کا دروازہ بند کرنے کے لئے ہے۔ جیسا کہ تفصیل ذِکر کی جاچکی ہے۔

حمام میں نماز کی کراہت و ممانعت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ والی حدیث میں مقبرہ یا قبرستان کے ساتھ ہی حمام میں بھی نماز کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ امام احمدؒ، ابو ثور اور ظاہریہ کا یہی مسلک ہے کہ حمام میں نماز جائز نہیں۔ صحابہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کی ہی روایت ملتی ہے۔ اور علّامہ ابن حزمؒ کے بقول اس سلسلہ میں ان کا کوئی مخالف بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ اور تابعین میں سے نافع بن جبیر بن مطعم، ابراہیم نخعی، خیثمہ اور علاء بن زیاد عن ابیہ یعنی زیاد رحمہم اللہ سے بھی اسی کی روایات ملتی ہیں۔

جمہور نے حمام کے پاک صاف ہونے کی شکل میں نماز جائز مگر مکروہ قرار دی ہے، اس کے لئے انہوں نے ان عمومی احادیث سے استدلال کیا ہے، جن میں سے بخاری و مسلم، ابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«أَيْنَمَا أَدْرَكْتَكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ».[۱۸۹]

[۱۸۷] فتح الباری: ۱/۵۲۹۔
[۱۸۸] نیل الأوطار: ۱/۲/۱۳۴۔
[۱۸۹] حاشیہ نمبر ۱۵۴ ملاحظہ فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”تمہیں جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لو“۔

ان کا کہنا ہے کہ ممانعت کا حکم صرف اس حالت پر محمول ہے جب کہ حمام نجس ہو۔ لیکن امام شوکانیؒ کے بقول عدم جواز والا پہلا قول ہی برحق ہے۔ کیونکہ قبرستان اور حمام میں نماز کی ممانعت والی حدیث عمومی جواز پر دلالت کرنے والی احادیث سے ان دونوں جگہوں کو خاص کر دیتی ہیں۔ لیکن جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لو، لیکن قبرستان اور حمام میں مت پڑھو۔

حمام میں نماز کی ممانعت میں کیا حکمت پنہاں ہے۔ اس سلسلہ میں ایک تو یہ کہا گیا ہے کہ اس میں بکثرت نجاست ہوتی ہے، اس لئے اس میں نماز جائز نہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حمام شیطان کا ڈیرہ ہوتے ہیں۔[۱۹۰]

شیطان کے ڈیروں پر نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ جیسا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر کے دوران تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سمیت نمازِ فجر سے سوئے رہ جانے اور سورج کی کرنوں سے جاگنے کے بعد اس جگہ سے کچھ آگے جاکر نماز پڑھنے کے واقعہ کے ضمن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بقول نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا، فِيهِ الشَّيْطَانُ».[۱۹۱]

”یہ ایسی جگہ (یا وادی) ہے جس میں شیطان حاضر ہو چکا ہے۔ (یعنی وہ ڈیرہ لگا چکا ہے، لہٰذا یہاں سے روانہ ہو جاؤ)“۔

اور پھر آگے جاکر فجر کی نماز ادا فرمائی۔ اور امام نوویؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے:

(فِيهِ دَلِيْلٌ عَلَى اسْتِحْبَابِ مَوَاضِعِ الشَّيْطَانِ وَهُوَ أَظْهَرُ الْمَعْنَيَيْنِ فِي النَّهْيِ عَنِ الصَّلوٰةِ فِي الْحَمَّامِ).[۱۹۲]

[۱۹۰] نيل الأوطار: ۱/۲/۱۳۴۔
[۱۹۱] مسلم مع نووی: ۳/۵/۱۸۳ - فتح الباری: ۱/۴۵۰۔
[۱۹۲] شرح مسلم مع نووی: ۳/۵/۱۸۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اس حدیث میں اس بات کی دلیل پائی جاتی ہے کہ شیطان کے ڈیروں سے اجتناب کرنا مستحب ہے اور حمام میں نماز پڑھنے کی ممانعت کے دو معنوں میں سے بھی ظاہر ترین یہی معنیٰ ہے"۔

اس عدم جواز یا ممانعت کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ملتی ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں:

(لَا يُصَلِّيَنَّ إِلٰى حُشٍّ وَلَا فِيْ حَمَّامٍ وَلَا فِي الْمَقْبَرَةِ).[۱۹۳]

"پاخانہ گاہ (لیٹرین) کی طرف منہ کر کے اور حمام کے اندر اور قبرستان میں ہر گز نماز نہیں پڑھی جائے گی"۔

یہی وہ اثر ہے جسے ذِکر کر کے علّامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہمیں ان سے اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں ہو سکا۔

اونٹوں کے باڑے میں نماز کی کراہت و ممانعت:

شیطان کے ڈیروں میں نماز کی ممانعت کے سلسلہ میں ہی یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ اونٹوں کے باندھے جانے والے باڑوں کو بھی ایسی جگہوں میں سے شمار کیا گیا ہے، جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور اس سلسلہ میں متعدد احادیث میں متعدد الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ مثلاً حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اکثر کی مرویات میں تو "معاطن الإبل" کے الفاظ وارد ہوئے۔ جب کہ حضرت جابر بن سمرہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں "مبارك الإبل"، ایسے ہی حضرت سلیک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بھی یہ الفاظ ہیں۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں "اعطان الإبل"، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں "مناخ الإبل" اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں "مرابد الإبل" ہے، اور معنیٰ ان

[۱۹۳] نیل الأوطار: ۱/۲/۱۳۴ و المغنی: ۲/۴۶۸ و مابعد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبھی کا تقریباً ایک یعنی اونٹوں کا باڑہ ہی ہے۔

جن احادیث میں اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ ان احادیث میں سے ایک صحیح مسلم، ترمذی اور مسند احمد میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«أَنَّ رَجُلًا، سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ: أَ أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ، وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ، قَالَ: أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ، قَالَ: أُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أُصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: لَا».[۱۹۴]

”ایک آدمی نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں بکری کا گوشت کھانے کے بعد نئے سرے سے وضو کروں؟ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو بکری کا گوشت کھا کر وضو کر لو اور اگر نہ چاہو تو نہ کرو۔ پھر اس شخص نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کر لو۔ اس نے پوچھا: کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں (پڑھ لو)۔ اس نے پوچھا: کیا میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں“۔

جب کہ سنن ترمذی و ابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ».[۱۹۵]

[۱۹۴] مسلم مع نووی: ۲/۳/۴۸ - فتح الباری: ۱/۵۲۷ - نیل الأوطار: ۱/۲/۱۳۷ - ارواء الغلیل: ۱/۱۵۲ - الترمذی: ۷۰ و عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ - ابن ماجہ: ۴۹۴۔

[۱۹۵] صحیح الجامع: ۳۷۸۷ - صحیح ترمذی: ۲۸۵ - ابن ماجہ: ۷۶۸ - منتقی مع نیل الأوطار: ۱/۲/۱۳۷ - مسند احمد: ۴۹۱،۴۵۱۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لو لیکن اونٹوں کے باڑے میں نماز مت پڑھو“۔

ان اور ایسی ہی احادیث کے پیشِ نظر امام احمدؒ نے کہا ہے کہ اونٹوں کے باڑے میں نماز کسی حال میں بھی جائز نہیں، اور جس نے نماز پڑھ لی ہو وہ نماز دہرائے۔ اور امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں، جب کہ کسی دوسری جگہ نماز پڑھنا ممکن نہ ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ اور پوچھا گیا کہ اگر میں باڑے کی زمین پر کپڑا ڈال لوں تب؟ فرمایا: پھر بھی نہیں۔

علّامہ ابن حزمؒ نے بھی کہا ہے کہ اونٹوں کے باڑے میں نماز جائز نہیں۔ اور جمہور کا کہنا ہے اگر نجاست موجود نہ ہو تو مکروہ ہے، اور اگر نجاست موجود ہو پھر حرام ہے۔ لیکن جمہور کی یہ بات محققین کے نزدیک درست نہیں۔ کیونکہ اس ممانعت کی وجہ نجاست نہیں۔ اگر نجاست ہوتی تو پھر اونٹ اور بکری میں فرق کیا ہے؟

ممانعت کی حکمت:

اس ممانعت کی حکمت میں اہلِ علم کے کئی اقوال ہیں۔ امام نوویؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ اس ممانعت (اور ان کے نزدیک کراہت) کا سبب اونٹوں کا بھڑک، بدک جانا اور نمازی کو نقصان پہنچانے کا خدشہ وغیرہ ہے۔[۱۹۶]

جب کہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ بکریاں جنتی جانور ہیں اور اونٹ کی تخلیق شیطان سے ہوئی ہے۔[۱۹۷]

اور بکری کا گوشت کھانے کے بعد نماز کے لئے از سرِ نو وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد نماز کے لئے وضو کرنے کا نبیٔ اکرم ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ اور اس کی علت و سبب بھی اونٹ کا شیطان میں سے ہونا ہی ہے۔ جیسا کہ اس موضوع کی تفصیل اور

[۱۹۶] شرح مسلم مع نووی: ۴۹/۳/۲۔
[۱۹۷] فتح الباری: ۵۲۷،۳۴۲/۱۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اعلام الموقعین کے حوالہ سے اس علت و سبب کا تذکرہ علّامہ ابن قیمؒ کی زبانی مسائلِ وضو میں بھی کیا جاچکا ہے۔[۱۹۸]

علّامہ ابن قیمؒ، حافظ ابن حجرؒ اور امام شوکانیؒ کی تصریحات کی رو سے اونٹوں کے باڑے میں شیطانوں کے اڈے یا ڈیرے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہاں نماز پڑھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ اور اونٹوں کے شیطان فطرت ہونے کا ثبوت تو خود احادیث میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ مسند احمد میں حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَا تُصَلُّوْا فِيْ أَعْطَانِ الْإِبِلِ فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الْجِنِّ، أَلَا تَرَوْنَ إِلٰى عُيُوْنِهَا وَ هَيْئَتِهَا إِذَا نَفَرَتْ».[۱۹۹]

”اونٹوں کے باڑوں میں نماز مت پڑھو، یہ جنوں میں سے پیدا کئے گئے ہیں، جب یہ بھڑکے ہوئے ہوں تو تم ان کی آنکھیں اور ہیئت و حالت نہیں دیکھتے ہو“۔

ایسے ہی ابوداؤد و مسند احمد میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«لَا تُصَلُّوْا فِيْ مَبَارِكِ الْإِبِلِ، فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِيْنِ، وَصَلُّوْا فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فَإِنَّهَا بَرَكَةٌ».[۲۰۰]

”اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھو۔ کیونکہ شیطانوں میں سے ہیں، اور بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھو کیونکہ یہ تو نری برکت ہیں“۔

ایسے ہی نسائی میں حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

[۱۹۸] اعلام الموقعین: ۱/۱/۳۹۵، ۳۹۶۔
[۱۹۹] بحواله نيل الأوطار: ۱/۲/۱۳۷۔
[۲۰۰] صحيح أبي داؤد: ۱۶۹ - صحيح الجامع: ۷۳۵۱ - ارواء الغليل: ۱/۱۵۲، ۱۵۴ - أبوداؤد مع العون: ۱/۱/۲۷۶۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے مروی احادیث میں بھی یہ بات وارد ہوئی ہے۔[۲۰۱]

ان سب احادیث سے اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھنے کا اصل سبب بھی معلوم ہو گیا۔ اور یہاں تک یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھنا جہاں وہ اکٹھے ہوتے ہوں یا رہتے ہوں، اور اونٹ کو سامنے بٹھا کر اسے سترہ بنا کر کسی کھلی جگہ پر نماز پڑھنا، اور اونٹ کے اوپر بیٹھ کر سفر میں نفلی نماز پڑھنا، یہ تینوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

پہلی صورت ممنوع ہے جیسا کہ احادیث گزری ہیں۔ اور دوسری دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جن میں سے اونٹ کے اوپر سوار ہو کر نماز پڑھنے کا ذِکر بھی حال ہی میں سواری پر نماز پڑھنے کے ضمن میں گزرا ہے۔ اور نبیٔ اکرم ﷺ سے سواری پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔ اور آپ ﷺ کی سواری عموماً اونٹنی ہوتی تھی۔ جیسا کہ عضباء اور قصواء نامی آپ ﷺ کی اونٹنیاں معروف ہیں۔ خصوصاً نمازِ وتر کے سلسلہ میں حدیث مشہور ہے کہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر ہی پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور اونٹنی کو سامنے بٹھا کر نماز پڑھنا بھی ثابت ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ تینوں صورتوں میں سے پہلی صورت کا حکم الگ ہے۔ اور دوسری دونوں صورتوں کا الگ۔ پہلی میں نماز ناجائز اور دوسری و تیسری میں نماز جائز ہے۔

اور دوسری دونوں صورتوں سے متعلقہ احادیث کی تفصیل کا مقام تو سترہ اور نمازِ وتر ہے۔ البتہ چونکہ سواری پر یا اونٹنی پر نماز کے سلسلہ میں احادیث قریب ہی گزری ہیں۔ لہٰذا اونٹنی کو سترہ بنا کر نماز پڑھنے کے بارے میں بھی صرف ایک حدیث ذِکر کر دیتے ہیں جو کہ بخاری میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّيْ إِلٰى بَعِيْرِهِ، وَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ».[۲۰۲]

[۲۰۱] صحیح نسائی: ۷۰۹ - ابن ماجہ: ۷۶۸ - تلخیص الحبیر: ۱/۱/۲۷۶۔

[۲۰۲] بخاری مع الفتح: ۱/۵۲۷، ۵۸۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اونٹ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے“۔

اور ایک روایت میں ہے:

«أَنَّهُ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهُ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا».[۲۰۳]

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی سامنے بٹھا لیتے اور اسے سترہ بنا کر نماز پڑھ لیتے تھے“۔

ایسے ہی اونٹ پر بیٹھ کر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر پڑھنا بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ صحیحین و سنن اربعہ اور مسند احمد میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَوْتَرَ عَلَى بَعِيْرَةٍ».[۲۰۴]

”نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر نمازِ وتر پڑھی“۔

یہاں یہ بھی ذِکر کر دیں کہ بکریوں کے باڑوں میں جو نماز کے جواز پر دلالت کرنے والی احادیث ہیں۔ جن میں سے بعض ہم ذِکر کر چکے ہیں۔ ان میں صرف بکریوں کا ہی ذِکر آیا ہے۔ جب کہ بھیڑیں بھی چونکہ انہی کے قبیل سے ہیں۔ لہٰذا ان کا یا ان کے باڑوں کا حکم بھی وہی ہو گا جو بکریوں کا ہے۔ اور امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے تو یہ بھی ذِکر کیا ہے کہ اس معاملہ میں گائے کا حکم بھی وہی ہے جو کہ (بھیڑ) بکری کا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ گائے اور بھینس کا حکم ایک ہے۔ لہٰذا وہ بھی بھیڑ، بکریوں کے حکم میں ہی شامل ہو گی۔ البتہ مسند احمد میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں ہے:

[۲۰۳] حوالہ سابقہ: ۱/ ۵۸۰۔

[۲۰۴] بخاری مع الفتح حديث: ۹۹۹ - مسلم مع نووی: ۳/ ۵/ ۲۱۰ - صحيح أبي داؤد: ۱۰۸۳ - صحيح ترمذی: ۳۹۳ - صحيح نسائی: ۵۹۴ - ابن ماجه: ۱۲۰۰ - صحيح الجامع: ۵۰۲۳ - المنتقى مع نيل الأوطار: ۲/ ۳/ ۲۵۸، الرياض۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا يُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ».[۲۰۵]

”نبیٔ اکرم ﷺ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے، لیکن اونٹوں اور گایوں کے باڑوں میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے“۔

اگر یہ حدیث ثابت و صحیح ہو تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ گائے (اور بھینس) اونٹ کے حکم میں ہیں کہ ان کے باڑوں میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث اس سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ لہٰذا یہ قابلِ حجت نہیں ہے۔[۲۰۶]

اسی طرح گائے، بھینس کو اونٹ کے حکم میں داخل کرنے کا جواز نہیں بنتا، بلکہ اس حدیث کے کسی دوسری سند سے ثابت ہونے تک گائے، بھینس کا حکم بھیڑ، بکری کا ہی رہے گا، کیونکہ جواز ہے۔ اور جب حافظ ابن حجرؒ جیسے علمِ حدیث کے بحرِ زخار و مواج کو اس حدیث کی کوئی دوسری سند نہیں ملی، جس سے اس کا ضعف منجبر ہو۔ اور یہ حکم کم از کم حسن کے پایہ یا درجہ کو ہی پہنچ جائے تو کسی دوسرے کو اسی سند کا ملنا محال نہ ہی سہی شاید و باید یا مشکل ضرور نظر آتا ہے۔

﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ۝﴾ [یوسف:۷۶]

مقاماتِ عذاب پر نماز کی کراہت:

جس طرح ان مختلف مقامات پر نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔ ایسے ہی مقاماتِ عذاب کے بارے میں بھی پتہ چلتا ہے کہ وہاں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ اور جن جگہوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا ہو ان مقاماتِ عذاب پر نماز پڑھنا تو الگ رہا وہاں تو رکنا بھی صحیح نہیں۔ نہ وہاں کے کنویں یا تالاب سے پانی پینا چاہیے۔ بلکہ ایسی جگہ سے جلدی جلدی گزر جانے کا حکم ہے۔ ایسے مقامات پر رکنے اور رہائش پزیر و سکونت اختیار کرنے کی ممانعت کا اشارہ قرآنِ کریم کی سورۂ ابراہیم آیت: ۴۵ سے

[۲۰۵] بحواله فتح الباري: ۱/۵۲۷۔

[۲۰۶] فتح الباري أيضًا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی ملتا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے زجر و توبیخ کرنے اور ڈانٹ پلانے کے انداز میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَسَكَنْتُمْ فِي مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾﴾

”اور تم انھی بستیوں میں آباد و سکونت پذیر ہو جنھوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ اور یہ تم پر روشن ہو چکی ہے کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا (عذاب بھیج کر)، اور ہم نے تمہارے سامنے ان کے تمام واقعات بیان بھی کر دیئے ہوئے ہیں“۔

تفسیرِ کبیر رازی میں ہے کہ ان کے گناہوں کی سزا میں ہم نے ان پر جو عذاب نازل کئے وہ سب تم کو معلوم ہو چکے تھے۔ تو تم زبان سے اقرار نہیں کرتے تھے۔[۲۰۷](۲۰۵)

اور کتابوں اور پیغمبروں کی زبانی ان کے واقعاتِ عذاب تمہیں بتا دیئے گئے ہیں لیکن تب بھی تمہیں عبرت نہ ہوئی۔

مولانا محمود الحسنؒ اور شبیر احمد عثمانیؒ کے مشترکہ حاشیہ و تفسیری فوائد میں علّامہ عثمانی نے اس آیت کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ تمہارے پچھلے ان ہی بستیوں میں یا ان کے آس پاس آباد ہوئے جہاں اگلے ظالم سکونت رکھتے تھے۔ اور ان ہی کی عادات و اطوار اختیار کیں۔ حالانکہ تاریخی روایات اور متواتر خبروں سے ان پر روشن ہو چکا تھا کہ ہم اگلے ظالموں کو کیسی سزا دے چکے ہیں۔ اور ہم نے اممِ ماضیہ کے یہ قصّے کتبِ سماویہ میں درج کر کے انبیاء علیہم السلام کی زبانی ان کو آگاہ بھی کر دیا تھا۔ مگر انہیں ذرہ بھر عبرت نہ ہوئی، اسی سرکشی، عناد اور عداوتِ حق پر اڑے رہے:

﴿حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾﴾[القمر: ۵][۲۰۸]

”ایسی حکمت جو نصیحت کے مقصد کو بدرجہ اتم پورا کرتی ہے۔ مگر تنبیہات ان پر کارگر نہیں ہوتیں“۔

[۲۰۷] بحوالہ اشرف الحواشی، فوائد سلفیہ، مولانا محمد عبدہٗ۔

[۲۰۸] تفسیری فوائد و حاشیہ، مولانا محمود الحسن و علامہ عثمانی، طبع ورز برگ، جرمنی ۱۹۷۵ء، باہتمام دار التصنیف، شاہراہ لیاقت، کراچی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تو گویا سورۂ ابراہیم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سرزنش کی ہے اور ڈانٹ پلائی ہے جو ان بستیوں میں سکونت پذیر ہوئے، جن پر ان کے ظلم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کئے تھے۔ ایسے ہی حدیث شریف میں بھی مقاماتِ عذاب کے بارے میں ایسی ہی تعلیمات ملتی ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک کے لئے جا رہے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ اور راستہ میں قومِ ثمود کا علاقہ حجرِ ثمود آیا تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

«لَا تَدْخُلُوْا عَلٰی هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَإِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ، لَا يُصِيْبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ». [۲۰۹]

”تم ان عذاب کے مارے لوگوں کے علاقے میں روتے ہوئے داخل ہونا، اور اگر روتے ہوئے داخل نہیں ہو سکتے تو پھر وہاں داخل ہی نہ ہونا تاکہ کہیں تم بھی اسی عذاب میں مبتلا نہ کر دیئے جاؤ جو ان پر نازل کیا گیا تھا“۔

بخاری شریف کی کتاب المغازی باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحجر والی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

«ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهٗ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى أَجَازَ الْوَادِيَ». [۲۱۰]

”(نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ ارشاد فرمانے کے بعد) اپنا سر منہ باندھ لیا۔ اور رفتار تیز کر لی، یہاں تک کہ وادیٔ حجر کو عبور نہ کر لیا“۔

ان الفاظِ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تیزی کے ساتھ گزر گئے۔ اور

[۲۰۹] بخاری مع الفتح: ۱/۵۳۰ و ۸/۳۸۱ - مختصر مسلم للمنذری: ۱۸۳۴ - صحیح الجامع: ۲/۶/۱۴۰ - الصحیحۃ: ۱/۲۷۔

[۲۱۰] بخاری مع الفتح: ۸/۱۲۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں ہی بئرِ ثمود کے بارے میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے اس کا پانی پینے سے منع فرمایا۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے الفاظ ہیں:

«لَمَّا نَزَلَ الْحَجْرَ أَمَرَهُمْ أَنْ لَا يَشْرَبُوا».[۲۱۱]

”جب آپ ﷺ وادئ حجر میں داخل و نازل ہوئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ وہاں سے پانی مت پئیں“۔

اسی سلسلہ میں قومِ ثمود کا علاقہ یا وادئ حجر سے متعلقہ حدیثِ رسول ﷺ بھی ذِکر کی جاچکی ہے۔ جس سے امام بخاریؒ نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ ایسے مقامات پر نماز نہیں پڑھنی چاہیئے، جیسا کہ اس حدیث پر ان کی تبویب باب الصلوٰۃ في مواضع الخسف والعذاب (جلد ا، ص: ۵۳۰) سے پتہ چلتا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ وادئ حجر میں رکے ہی نہیں، جیسا کہ کتاب المغازی والی حدیث کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے، تو آپ ﷺ کا وہاں نہ رکنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے وہاں نماز بھی نہیں پڑھی۔

جس طرح اس واقعہ میں ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ وادئ حجر سے سر منہ باندھے جلدی جلدی آگے نکل گئے۔ بالکل اسی طرح ہی آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر وادئ محسر سے گزرتے وقت کیا تھا۔ کیونکہ محسر وہ وادی ہے جہاں خانہ کعبہ کو گرانے کی نیتِ بد سے آنے والے ابرہہ کافر اور اس کے لشکر پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا۔ اور ابابیلوں کی کنکریوں نے پورے لشکر کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔ جس کی تفصیل تیسویں پارے کی سورۂ فیل کی تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔[۲۱۲]

حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ ﷺ مزدلفہ سے منیٰ کی طرف چلے اور وادئ محسر سے

[۲۱۱] فتح الباری: ۷/۴۳۱ - بخاری بحوالہ فتح الباری۔
[۲۱۲] ابن کثیر وغیرہ کتبِ تفسیر۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گزرنے لگے تو وہاں سے جلدی سے نکل گئے۔ جیسا کہ صحیح مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، بیہقی، منتقیٰ، ابن جارود اور مستخرج ابو نعیم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں:

(حَتّٰی أَتٰی بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيْلًا).[۲۱۳]

"یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادیٔ محسر میں آئے وہاں سے تھوڑا تیزی کے ساتھ آگے (منیٰ کو) نکل گئے"۔

یاد رہے کہ یہ وادیٔ محسر چونکہ مشاعرِ حج کے مابین واقع ہے۔ جہاں سالانہ لوگوں کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ لہٰذا سعودی حکومت نے اس وادی تک جانے والے راستوں کے آغاز و انتہاء پر باقاعدہ شناختی بورڈ یا سنگ میل نسب کر رکھے ہیں۔ تاکہ حجاج یا عام زائرین بآسانی شناخت کر سکیں کہ یہاں سے وادیٔ محسر شروع ہو رہی ہے۔ اور ایامِ حج میں ہم ہر سال اپنے پروگرام "سوئے حرم" میں اس بات کی یاددہانی بھی کرواتے رہتے ہیں۔ تاکہ لوگ عرفات سے واپسی پر مزدلفہ میں رات گزاریں، جہاں ضروری ہے نہ کہ محسر میں، کیونکہ بعض لوگ اس وادی میں رات کو ڈیرہ ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ وہاں سے تو جلدی جلدی نکل جانے کا حکم ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم اور دیگر کتبِ حدیث والی اس حدیث سے سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ چل رہا ہے، جو ابھی ہم نے ذِکر کی ہے۔ اور وہاں رات گزارنے والے ظاہر ہے کہ نمازِ مغرب وعشاء اور فجر تین نمازیں بھی اسی وادی میں پڑھتے ہیں، جس میں اصحابِ فیل پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا۔ جب کہ دوسری لیکن پہلی سے بڑی غلطی ہے۔

ان دو وادیوں یعنی قومِ ثمود کی وادیٔ حجر اور اصحاب الفیل والی وادیٔ محسر کے علاوہ اس سلسلہ میں ہی ایک ارضِ بابل کی وہ جگہ بھی ہے جس کے بارے میں مفسرین کرام اور مؤرخینِ اسلام نے لکھا ہے کہ نمرود بن کنعان نے بابل میں ایک ایسی فلک بوس عمارت تعمیر کروائی جس کی اونچائی پانچ ہزار ہاتھ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نمرود اور اس کے پیروکاروں کو اس عمارت سمیت نہ

[۲۱۳] مسلم مع نووی: ۱۹۰/۸/۴ - صحیح أبي داؤد، حديث:۱۶۷۶، صفحه: ۳۵۹/۱ - ابن ماجه: ۳۰۷۴، ۱۰۲۶/۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف زمین بوس کیا بلکہ زمین میں ہی دھنسا دیا تھا۔ اس واقعہ کی تفصیل سورۂ نحل آیت ۲۶، اور سورۂ ابراہیم آیت ۴۵ کی تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے پہلے مشرکوں اور متکبروں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور پھر سورۂ نحل کی آیت ۲۶ میں فرمایا ہے:

﴿فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾﴾. [۲۱۴]

"اللہ نے ان کی عمارت کی بنیادوں سے خبر لی، اور دھڑ دھڑا کر اوپر سے ان پر چھت آگری اور جدھر سے انہیں خیال بھی نہ تھا ادھر سے عذاب آپہنچا"۔

زمین میں دھنسائے جانے والوں میں سے ہی قارون بھی تھا۔ جس کا واقعہ اور تذکرۂ دولت قرآن کریم کی سورۂ قصص آیت ۷۶ تا ۸۸ میں مذکور ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ﴾. [۲۱۵]

"ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا"۔

ایسے ہی سورۂ عنکبوت کی آیت ۳۸، ۳۹ اور ۴۰ کی تفسیر بھی دیکھیں۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد و ثمود اور قارون و فرعون وہامان کا ذِکر کر کے فرمایا کہ ان میں سے بعض پر ہم نے پتھراؤ کیا اور بعض پر چھنگاڑ کا عذاب بھیجا۔ اور بعض کو زمین میں دھنسا دیا۔ اور ان میں سے بعض کو ہم نے غرق کر دیا۔ یہ تو معذبین میں سے بعض کا اشاراتی تذکرہ ہوا جب کہ مقاماتِ عذاب پر نماز کی کراہت جو کہ ہمارا اصل موضوع ہے، اس سلسلہ میں صحیح بخاری میں تعلیقاً اور مصنف ابن ابی شیبہ میں موصولاً مروی ہے۔ جس میں عبد اللہ بن ابو المحلّ بیان کرتے ہیں:

(كُنَّا مَعَ عَلِيٍّ فَمَرَرْنَا عَلَى الْخَسَفِ الَّذِىْ بِبَابِلَ فَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى أَجَازَهٗ)

[۲۱۴] فتح الباری: ۱/۵۳۰ - القرطبی: ۴/۹/۲۵۰، ۱۰/۶۵ دار الکتب العلمیة اور دیگر تفاسیر ملاحظہ فرمائیں۔
[۲۱۵] تفصیل کتبِ تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمارا گزر بابل کے اس مقام سے ہوا جہاں (نمرود کے محل) دھنسانے کا واقعہ رونما ہوا تھا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہاں نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ وہاں سے آگے نکل گئے“۔

یہ تو راوی کا بیان ہے، جب کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہی ایک دوسرے طریق سے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی بھی مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

(مَا كُنْتُ لَأُصَلِّيَ فِيْ أَرْضٍ خَسَفَ اللّٰهُ بِهَا).[۲۱۶]

”میں اس زمین پر نماز پڑھنے والا نہیں ہوں۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے (مجرموں، متکبروں کو) زمین میں دھنسا دیا تھا“۔

اور یہ الفاظ انہوں نے تین مرتبہ دہرائے، جب کہ سنن أبي داؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ایک دوسرے انداز سے بھی مروی ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں:

(نَهَانِيْ حَبِيْبِيْ ﷺ ..... أَنْ أُصَلِّيَ فِيْ أَرْضِ بَابِلَ فَإِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ).[۲۱۷]

”مجھے میرے حبیب ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ میں ارضِ بابل پر نماز پڑھوں۔ کیونکہ وہ تو ملعون مقام ہے“۔

لیکن یہ حدیث امام خطابیؒ اور حافظ ابن حجرؒ اور دیگر محدثین کرام کے بقول ضعیف ہے۔[۲۱۸]

لہٰذا یہ قول قابلِ استدلال نہیں، البتہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی مرفوع احادیث اور حضرت علی رضی اللہ عنہ والے موقوف آثار سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مقاماتِ عذاب پر نماز نہیں

[۲۱۶] بحوالہ فتح الباری: ۱/۵۳۰۔
[۲۱۷] أبوداؤد مع العون: ۲/۱۵۶ - فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۲/۱۵۸ وحوالہ سابقہ۔
[۲۱۸] معالم السنن بحوالہ و عون المعبود و فتح الباری و ذکرہ الحافظ في الشواھد۔ انظر التلخیص: ۱/۱/۲۷۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پڑھنی چاہئے۔ اور امام خطابیؒ نے اس حدیث کا ضعف ذِکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

”مجھے اہلِ علم میں سے کسی کا پتہ نہیں جو ارضِ بابل میں نماز پڑھنے کو حرام قرار دیتا ہو۔ موصوف کا یہ قول ان کے اپنے علم کی حد تک ہے جب کہ ہم نے جو تفصیل ذِکر کی ہے اس سے حرمت نہیں تو کم از کم کراہت کا پتہ چل رہا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ممکن کوشش کر کے ایسے مقاماتِ عذاب پر نماز ادا کرنے سے گریز کیا جائے تو یہی بہتر و اولیٰ ہے“۔[۲۱۹]

سنن ترمذی و ابن ماجہ، مسند عبد بن حمید اور معانی الآثار طحاوی میں ایک روایت ہے، جس میں سات مقامات پر نماز پڑھنے کی ممانعت آئی۔ چنانچہ اس میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُصَلِّيَ فِيْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ: فِي الْمَزْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ، وَالْمَقْبَرَةِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ، وَفِي الْحَمَّامِ، وَفِي مَعَاطِنِ الْإِبِلِ، وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللهِ».[۲۲۰]

”نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا:

۱۔ کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ (روڑی پر)،

۲۔ مذبح و کمیلہ یا بچڑ خانے میں،

۳۔ قبرستان میں،

۴۔ عام گزر گاہ یا چلتی راہ میں،

۵۔ حمام میں،

[۲۱۹] المغنی: ۲/۴۷۷، ۴۷۸ تحقیق الترکي۔

[۲۲۰] ترمذی مع التحفۃ: ۲/۳۲۳، ۳۲۴ - ابن ماجہ: ۷۴۶ - المنتقیٰ مع نیل: ۱/۲/۱۲۸ - فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۲/۱۵۸۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۶۔ اونٹوں کے تھانوں (باڑوں) میں، اور

۷۔ خانہ کعبہ کی چھت پر"۔

اس حدیث کو المنتقیٰ میں نقل کر کے ابو البرکات المجد ابن تیمیہؒ نے بھی امام ترمذیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔ اس کے ایک راوی زید بن جبیرہ کی یادداشت میں کلام ہے۔ اور یہی حدیث لیث بن سعد نے عبد اللہ عمر العمری عن نافعؒ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند سے بھی بیان کی ہے۔ لیکن اس لیث بن سعد والی حدیث سے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث جو زید، داؤد اور نافعؒ کی سند والی ہے وہ اچھی اور زیادہ صحیح ہے۔ اور عمری کو بھی بعض محدثین نے حافظے کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے۔ جب کہ امام الحرمین جوینی اور ابن سکن نے اسے صحیح کہا ہے۔ اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں اسے نقل کر کے اس پر کوئی خاص رد و قدح نہیں کی جس سے ان کا رجحان بھی اس حدیث کے کسی درجہ قوی ہونے کی طرف ہی لگتا ہے۔ لیکن اکثر محدثین اس کے ضعف کی طرف ہی گئے ہیں۔[۲۲۱]

لہٰذا یہ روایت پایہ ثبوت استدلال کو نہیں پہنچتی، البتہ اس میں جن سات مقامات کا ذِکر آیا ہے ان میں سے قبرستان، حمام اور اونٹوں کے باڑوں کا ذِکر دوسری احادیث کے حوالہ سے آچکا ہے۔ رہی کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ تو وہ اور کمیلہ یا بچڑ خانہ دونوں نجاست کی جگہیں ہیں۔ جہاں کسی حائل کے بغیر نماز پڑھنا تو بالاتفاق حرام ہے۔ اور اگر نجاست اور نمازی کے مابین کوئی چیز حائل ہو تو پھر وہاں جواز اور عدم جواز میں اہلِ علم کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور بچڑ خانے کو جنوں کا اڈہ بھی کہا گیا ہے۔ اور عام گزر گاہ یا چلتے راستے میں نماز کی ممانعت کے بارے میں ایک اور طریق بھی ہے جس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

[۲۲۱] تلخیص الحبیر: ۱/۱/۲۱۵،۲۷۶ - تحفة الأحوذي و الترمذی: ۲/۳۲۳ - الارواء: ۱/۳۱۸،۳۱۹ - نیل الأوطار: ۱/۲/۱۳۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(نُهِيَ أَنْ يُصَلّٰى عَلٰى قَارِعَةِ الطَّرِيْقِ، أَوْ يُضْرَبَ الْخَلَاءُ عَلَيْهَا، أَوْ يُبَالَ فِيْهَا).[۲۲۲]

”عام گزر گاہ پر نماز پڑھنے اور اس پر پیشاب یا پاخانہ کرنے سے منع کیا گیا ہے“۔

لیکن اس طریق میں بھی ایک راوی ابن لہیعہ ہے جو خرابیٔ یاد داشت کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اور باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔ اور راستے میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی کئی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ نمازی کو دلجمعی نہیں ملتی جو کہ خشوع و خضوع کو مانع ہے۔ حالانکہ یہ نماز کے اہم جزء ہیں۔ اور بیت اللہ کی چھت پر پڑھی گئی نماز کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ تو بیت اللہ کے اوپر پڑھی گئی نہ کہ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے، جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر نمازی کے سامنے دو تہائی ہاتھ کے بقدر بیت اللہ کی عمارت کا حصہ آجائے تو نماز ہو جائے گی۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی بھی کوئی شرط نہیں۔ کیونکہ چھت پر نماز پڑھنے والا ایسے ہی ہو گا کہ گویا وہ فضاء میں نماز پڑھ رہا ہے۔ اور بیت اللہ کی فضاء کی طرف ہی منہ کئے ہوئے ہے۔

[۲۲۲] ابن ماجہ و طبرانی کبیر، بحوالہ ارواء الغلیل: ۱/۳۱۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چھبیس مقامات پر نماز؟

قاضی امام ابن العربیؒ، علّامہ حافظ زین الدین عراقی اور بعض دیگر اہلِ علم نے چھبیس ایسے مقامات گنوائے ہیں، جہاں نماز کی ممانعت ہے۔ جن میں سے بعض ہم بادلائل ذِکر کر چکے ہیں۔ اور اب آیئے ان سب مقامات کا اجمالی تذکرہ بھی کر دیں۔ چنانچہ امام ابو بکر ابن العربیؒ نے عارضة الاحوذی میں تیرہ مقامات ذِکر کئے ہیں۔ جن میں سے سات تو اس حدیث والے ہیں، یعنی:

۱۔ کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ یا روڑی۔

۲۔ کمیلہ و مذبح یا بچڑ خانہ۔

۳۔ قبرستان۔

۴۔ عام گزر گاہ یا چلتی راہ۔

۵۔ حمام۔

۶۔ اونٹوں کے باڑے۔

۷۔ خانہ کعبہ کی چھت۔

اور ان سات مقامات کے بعد جن جگہوں کا تذکرہ امام ابن العربیؒ نے کیا ہے ان میں سے:

۸۔ قبرستان یا مقبرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔

۹۔ پاخانہ گاہ یا لیٹرین کی نجاست بھری دیوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔

۱۰۔ کنیسہ یا گرجا یا چرچ میں۔

۱۱۔ یہودیوں کے معبد میں۔

۱۲۔ تماثیل و تصاویر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔ اور

۱۳۔ دارالعذاب یا مقامِ عذاب میں۔

اور ان تیرہ مقامات پر حافظ عراقی نے مزید چھ مقامات کا اضافہ کیا ہے جس سے یہ انیس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا حافظ عراقی والے مقامات سمیت:

۱۴۔ کسی کے جبراً غصب کئے ہوئے گھر میں نماز پڑھنا۔
۱۵۔ کسی سوئے کی طرف منہ کر کے یا کسی باتیں کرنے والے شخص کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔
۱۶۔ کسی وادی کے بطن میں نماز پڑھنا۔
۱۷۔ کسی کی جبراً غصب کی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا۔
۱۸۔ مسجدِ ضرار میں نماز پڑھنا۔
۱۹۔ تنور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔

اور علّامہ ابن حزمؒ نے ان انیس پر دو مقامات کا اضافہ کیا ہے۔ اس طرح اکیس ہوں گے جن میں سے:

۲۰۔ وہ مسجد جس میں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ یا کسی بھی دینی امر کا مذاق اڑایا جاتا ہو۔
۲۱۔ وہ جگہ جہاں ان تینوں میں سے کسی کے ساتھ کفر کیا جاتا ہو۔

اور اہلِ یمن میں سے ہادی مکتبِ فکر کے علماء نے ان اکیس پر مزید تین مقامات شمار کئے ہیں۔ جن کو شامل کرنے سے چوبیس ہو جاتے ہیں۔ جن میں سے:

۲۲۔ بدعتی (یا بے وضوء) شخص کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔
۲۳۔ فاسق (کبیرہ گناہوں کے مرتکب) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔
۲۴۔ چراغ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔

سادات میں سے امام یحیٰی رحمہ اللہ نے ان کے علاوہ مزید دو مقام گنوائے ہیں، جن کو شمار کرنے سے کل چھبیس مقامات ہو گئے۔ ان میں سے:

۲۵۔ جنابت والے مرد و زن کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۶۔ حائضہ عورت کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا۔[۲۲۳]

الگ الگ وضاحتیں ۱ تا ۹:

امام ابن العربیؒ، حافظ عراقیؒ، علّامہ ابن حزمؒ، ہادی مکتبِ فکر کے اور سادات کے ایک عالم امام یحییٰ کے حوالے سے چھبیس ایسے مقامات ذِکر کئے جاچکے ہیں، جہاں نماز پڑھنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ جن میں سے بعض مقامات ایسے ہیں، جن کے بارے میں ہم پہلے قدرے تفصیل سے ذِکر کر چکے ہیں کہ بعض جگہوں پر نماز پڑھنا ممنوع ہے، بعض پر مکروہ اور بعض پر بعض شرطوں کے ساتھ جائز، مثلاً:

۱۔ قبرستان۔

۲۔ حمام۔

۳۔ اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھا ممنوع و مکروہ ہے۔ ایسے ہی:

۴۔ قبرستان یا مقبرہ کی طرف منہ کرکے۔

۵۔ تصاویر و تماثیل کی طرف منہ کرکے۔ اور

۶۔ دار العذاب یا مقامِ عذاب پر نماز پڑھنا۔ اسی طرح ہی:

۷۔ مسجد ضرار میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔

۸۔ عیسائیوں کے گرجا گر۔ اور

۹۔ یہودیوں کے معبد میں اگر تصویریں بنی ہوں یا ثابت ہو جائے کہ وہ کسی نبی یا نیک آدمی کی قبر پر بنائے گئے ہیں، تو وہاں بھی نماز جائز نہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہو اور وہاں سے نکل کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو وہاں نماز جائز ہو جائے گی۔ جب کہ تصاویر و تماثیل کے سامنے نماز کی ممانعت پر اس صحیح حدیث سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے جو کہ بخاری و مسلم، نسائی اور مؤطا امام مالک و مسند احمد میں

[۲۲۳] نیل الأوطار: ۱/۲/۱۳۹، ۱۴۰ - تحفة الأحوذي: ۲/۳۲۶، ۳۲۷ - عارضة الأحوذي: ۱/۲/۱۱۴، ۱۱۵، دار العلم للجميع، شارع السوريا، وقد سقط من النساخ الثالث عشر في هذه الطبعة۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے یہاں ایک پردہ دیکھا، جس پر تصویریں بنی تھیں، تو اسے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ غصے سے بدل گیا اور فرمایا:

«يَا عَائِشَةُ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللهِ».[۲۲۴]

”اے عائشہ! قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو (تصویر سازی کرکے) اللہ سے مقابلہ کرتے ہیں“۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو فرمایا:

«أَزِيْلِيْ عَنِّيْ قِرَامَكِ هٰذَا فَإِنَّهٗ لَاتَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ تَعْرِضُ لِيْ فِيْ صَلٰوتِيْ».[۲۲۵]

”اپنا یہ پردہ یہاں سے ہٹادو کیونکہ اس کی تصویریں میری نماز میں سامنے آتی رہتی ہیں“۔

۱۰،۱۱۔ تنور اور چراغ کی طرف منہ کرکے نماز:

تنور اور چراغ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا، دراصل ایک ہی بات ہے جو آگ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے آتش پرستوں سے مشابہت کی وجہ سے ممنوع ہے۔ لیکن اگر غیر اختیاری طور پر کہیں نماز پڑھنی پڑ جائے، اور نمازی کے دل میں فقط ربِ ذوالجلال والاکرام کی عبادت کرنے کا پختہ عقیدہ ہو تو ان جگہوں پر بھی اس ناچاری کی شکل میں، اور مذکورہ صورت میں

[۲۲۴] بخاری، حدیث: ۵۹۵۴ - مسلم مع نووی: ۸۸/۱۶/۷ - صحیح نسائی: ۴۹۴۹ - مسند أحمد بحواله صحيح الجامع: ۹۹۷۔

[۲۲۵] بخاری، حدیث: ۳۷۴ - صحيح الجامع: ۱۴۰۵۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نماز ہو جائے گی۔ ان گیارہ مقامات کا تذکرہ قدرے تفصیل سے ہو چکا ہے۔[۲۲۶]

۱۲،۱۳۔ روڑی و کمیلہ میں:

اب رہی کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ یا روڑی اور کمیلہ و مذبح و بچڑ خانہ تو یہ دونوں جگہیں ایسی ہیں جہاں نجاست ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنا منع ہے۔ جب کہ بچڑ خانے کے بارے میں تو یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شیطانوں کا ڈیرہ ہوتا ہے۔

۱۴۔ عام گزر گاہ پر:

عام گزر گاہ یا چلتی راہ پر نماز کی ممانعت دو حدیثوں یا طرق میں وارد ہوئی ہے۔ اگرچہ ان میں سے کوئی بھی کلام سے خالی نہیں اور دلجمعی و خشوع کی خاطر چلتے راستے سے تھوڑا ہٹ کر نماز ادا کرنے میں احتیاط ہے۔ اور ان طرق میں سات جگہوں کا ذِکر آیا ہے۔

۱۵۔ خانہ کعبہ کی چھت پر:

خانہ کعبہ کی چھت پر نماز کا ذِکر بھی ایک حدیث میں آیا ہے۔ جب کہ وہ حدیث ضعیف ہے۔ اس لئے ائمہ وفقہاء کے مابین اس بارے میں اختلاف ذِکر کیا جا چکا ہے۔ اور طیارہ یا ہوائی جہاز میں نماز کے سلسلہ میں جو تفصیل ذِکر کی جا چکی ہے، وہ ذہن میں رکھی جائے تو امام شافعی و ابو حنیفہ رحمہا اللہ والا مسلکِ جواز ہی اقرب لگتا ہے۔ لیکن خانہ کعبہ کی بے ادبی کے پیشِ نظر یہ جواز مع الکراہۃ ہو گا۔

۱۶۔ لیٹرین کی طرف منہ کرکے:

پاخانہ گاہ یا لیٹرین کی نجاست بھری دیوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت وکراہت کے بارے میں بعض مرفوع احادیث اور موقوف آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین وارد ہوئے

[۲۲۶] انظر أیضًا المغنی: ۲/۴۶۸،۴۸۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جیسا کہ الکامل لابن عدی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے سات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مابین کھڑے ہو کر فرمایا:

(نَهٰى عَنِ الصَّلوٰةِ فِي الْمَسْجِدِ تُجَاهُهُ حُشٌّ).[۲۲۷]

"اس مسجد میں نماز منع ہے جس کے سامنے پاخانہ گاہ ہو"۔

لیکن اس حدیث کی سند کو حافظ عراقی نے غیر صحیح قرار دیا ہے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

(لَا يُصَلّٰى إِلٰى حُشٍّ).[۲۲۸]

"پاخانہ گاہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھی جائے گی"۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی مصنف ابن ابی شیبہ میں ہی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

(لَا يُصَلّٰى تُجَاهَ حُشٍّ).[۲۲۹]

"پاخانہ گاہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھی جائے گی"۔

اور حضرت ابراہیم نخعی تابعیؒ کا اثر بھی مصنف ابن ابی شیبہ میں یوں مروی ہے:

(كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ ثَلَاثَةَ أَشْيَاءٍ).[۲۳۰]

"صحابہ کرام تین چیزوں کو مکروہ سمجھتے تھے"۔

اور ان میں سے ہی انہوں نے ایک پاخانہ گاہ بھی شمار کی۔

[۲۲۷] نيل الأوطار: ۱/۲/۱۳۹۔

[۲۲۸] حوالہ سابقہ۔

[۲۲۹] نيل الأوطار: ۱/۲/۱۳۶۔

[۲۳۰] النيل أيضًا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر پہلی حدیث صحیح سند سے ثابت ہوتی تو اس معاملہ میں نص تھی۔ لیکن وہ چونکہ ضعیف ہے، لہٰذا فقہاء کے مابین پاخانہ گاہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی کراہت وعدم کراہت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ مساجد کے حمام مسجد کے سامنے نہیں بلکہ پیچھے کی جانب بنائے جائیں۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ البتہ اگر کہیں مسجد سے باہر کی جگہ نماز پڑھنے کی نوبت آجائے تو جانماز ایسی جگہ بچھائیں، جہاں سامنے (یعنی قبلہ کی جانب) لیٹرین نہ آتی ہو۔[۲۳۱]

۱۷۔ غصب کی ہوئی زمین میں نماز:

کسی کے جبراً غصب کئے ہوئے گھر یا زمین پر نماز کی کراہت اس لئے شمار کی گئی ہے کہ اس نے غیر کے مال کو اس کی اجازت کے بغیر استعمال میں لے رکھا ہے۔[۲۳۲]

غصب شدہ زمین پر تعمیر کی گئی مسجد میں نماز پڑھنے سے احتراز کیا جائے۔ اگر قریب دوسری کوئی مسجد نہ ہو تو ایسی متنازعہ مسجد میں نماز ہو جائے گی۔ علّامہ ابن حزمؒ کا موقف یہ ہے کہ ایسی مسجد میں نماز نہیں ہوتی۔ لیکن دیگر محدثینِ کرام نے ان کے اس موقف سے اتفاق نہیں کیا۔[۲۳۳]

۱۸، ۱۹۔ سوئے ہوئے یا باتیں کرتے ہوئے شخص کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا:

سوئے ہوئے یا باتیں کرتے ہوئے شخص کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی کراہت پر ابوداؤد، ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی مرفوع حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے۔ جس میں ہے:

«لَا تُصَلُّوْا خَلْفَ النَّائِمِ وَ الْمُتَحَدِّثِ».[۲۳۴]

[۲۳۱] المغنی: ۲/۴۶۸، ۴۷۰۔

[۲۳۲] للتفصیل المغنی: ۲/۴۷۶، ۴۷۷، و فیه خلاف بین أهل العلم۔

[۲۳۳] المحلیٰ: ۲/۴/۳۳، مسئلہ نمبر ۳۹۴ - المغنی: ۲/۴۷۵، ۴۷۷ وفتویٰ صادرہ از دارالافتاء، جامعہ سلفیہ فیصل آباد، منشورہ در ہفت روزہ "اہلحدیث" جلد ۲۲، شمارہ ۴۵، بابت ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ، ۲۲/ نومبر ۱۹۹۱ء۔

[۲۳۴] أبوداؤد مع العون: ۲/۳۸۷، ۳۸۸ - نیل الأوطار أیضًا - فتح الباری: ۱/۵۸۷ - ابن ماجه: ۹۵۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”سوئے ہوئے اور باتیں کرتے ہوئے شخص کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھو“۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ایسا ہے جس کا نام نہیں لیا گیا۔ لہٰذا بقول امام خطابیؒ اس مجہول العین راوی کی وجہ سے اس کی سند ضعیف و نا قابلِ استدلال ہے۔ اور باتیں کرنے والے، ایسے ہی سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کی کراہت پر اس حدیث سے بھی استدلال ممکن ہے۔ جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ابوداؤد و ابن ماجہ، بیہقی، شرح السنۃ بغوی (تعلیقاً) اور مستدرک حاکم میں مرفوعاً مروی ہے:

«لَا تُصَلُّوْا خَلْفَ النَّائِمِ وَلَا الْمُتَحَدِّثِ».[۲۳۵]

”سوئے ہوئے اور باتیں کرنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھو“۔

ایسے ہی معجم طبرانی اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مرفوعاً مروی ہے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ امام مجاہدؒ سے بھی مرسلاً مروی ہے۔[مجمع الزوائد: ۱/۲/۶۵]

اس حدیث پر امام ابوداؤدؒ نے، امام خطابیؒ نے معالم السنن میں، علّامہ ذہبیؒ نے تلخیص المستدرک میں، علّامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں، حافظ بیہقیؒ نے سنن کبریٰ میں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں کلام کیا ہے[۲۳۶]۔ جب کہ طرق و شواہد کی بناء پر علّامہ البانیؒ نے اسے صحیح اور کم از کم حسن قرار دیا ہے۔[۲۳۷]

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ایک باب قائم کیا ہے۔ باب الصلوٰۃ خلف النائم، اور اس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان نقل کیا ہے۔ جو کہ مسلم، ابوداؤد، ابن خزیمہ اور مسند احمد میں بھی ہے جس میں وہ بیان فرماتی ہیں:

[۲۳۵] صحیح أبی داؤد: ۱/۱۳۴ و صحیح ابن ماجہ: ۱/۵۸ - ارواء الغلیل: ۲/۹۴ و حسنہ - شرح السنہ: ۲/۴۶۳ و صحیح الجامع: ۷۳۴۹۔
[۲۳۶] مجمع الزوائد: ۱/۲/۶۵ - ارواء الغلیل: ۱/۹۵،۹۶ - فتح الباری: ۱/۵۷۸ - معالم السنن: ۱/۱/۱۶۱۔
[۲۳۷] للتفصیل الارواء: ۲/۹۴،۹۷۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوْتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ».[٢٣٨]

”نبیٔ اکرم ﷺ نماز پڑھتے تھے، جب کہ میں آپ ﷺ کے بستر پر لیٹی (سوئی) ہوتی تھی۔ اور جب آپ ﷺ وتر پڑھنے لگتے تو مجھے جگا دیتے اور میں بھی وتر پڑھ لیتی تھی“۔

جب کہ باب الصلوٰۃ الی السریر میں بھی امام صاحب یہ حدیث لائے ہیں جس میں ہے:

«لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيْرِ فَيَجِيْءُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيْرَ فَيُصَلِّيْ».[٢٣٩]

”نبیٔ اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لاتے جب کہ میں چارپائی پر لیٹی (سوئی) ہوتی تھی۔ تو نبیٔ اکرم ﷺ چارپائی کے وسط (درمیان) میں نماز پڑھتے“۔

اور باب: من قال: لا یقطع الصلوٰۃ شيء میں ہے، جو کہ مسلم، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، دارمی، بیہقی، طیالسی، شرح السنۃ، مصنف عبد الرزاق، مؤطا امام مالک اور مسند احمد میں بھی ہے:

«وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّيْ وَإِنِّيْ عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ».[٢٤٠]

”واللہ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، جب کہ میں آپ ﷺ اور قبلہ کے درمیان چارپائی پر لیٹی ہوئی ہوتی تھی“۔

اس حدیث کے مختلف طرق میں وارد ہونے والے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ

[٢٣٨] بخاری مع الفتح: ١/٥٨٧ - مسلم مع نووی: ٣/٦/٢٤ - صحیح أبی داؤد: ٦٥٥ - الاحسان: ١١١، ١١٢۔
[٢٣٩] بخاری: ١/٥٨١۔
[٢٤٠] بخاری: ١/٥٨٨ - مختصر مسلم: ٢٦٠ - شرح السنہ: ٢/٤٥٨ - الاحسان: ٦/١٥٠، ١٥١۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے سوئے ہوئے کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ لہٰذا اس حدیث اور ممانعت والی حدیث کے مابین کچھ تعارض سا پیدا ہو گیا ہے۔ جسے اہلِ علم نے یوں حل کیا ہے۔

”سامنے سوئے ہوئے شخص سے ممکن ہے کوئی ایسی چیز ظاہر ہو جو نمازی کو نماز سے غافل کر دے، اور اس کی توجہ ہٹا دے۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے امام بخاریؒ کے انداز کو بھانپتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اگر نمازی کو ایسی حالت کا خدشہ نہ ہو، یا سامنے والے شخص سے اس بات کا اندیشہ نہ ہو تو ایسے میں ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، ورنہ مکروہ ہے۔ اور امام مالک نیز حضرت مجاہد اور طاؤس رحمہم اللہ کا مکروہ کہنا اسی پہلی صورت سے تعلق رکھتا ہے“۔[۲۴۱]

اس طرح دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تعارض نہ رہا۔

سونے والے شخص کی طرح ہی حدیث میں باتیں کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ لہٰذا امام خطابیؒ نے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ و امام احمدؒ باتیں کرنے والے شخص کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کو بھی مکروہ قرار دیتے تھے۔ اور لکھا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی بولتے شخص کے سامنے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ سوائے جمعہ کے دن خطیب کے سامنے پڑھنے کے۔[۲۴۲]

امام بغویؒ نے بھی شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اس بات کی ممانعت بیان کی جاتی ہے کہ دو آدمی باتیں کر رہے ہوں اور ان کے مابین (سامنے) کوئی نماز پڑھ رہا ہو۔[۲۴۳]

ابو داؤد و ابن ماجہ والی حدیث کی طرح ہی الکامل لابن عدی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور طبرانی اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث بھی ہیں، لیکن وہ دونوں بھی واہی ہیں۔

[۲۴۱] فتح الباری: ۱/۵۸۷،۵۸۸۔
[۲۴۲] معالم السنن: ۱/۱/۱۶۱۔
[۲۴۳] شرح السنہ بغوی: ۲/۴۶۴۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

اور امام خطابیؒ کے بقول امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے باتیں کرنے والے شخص کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔ کیونکہ اس کی باتیں نمازی کی نماز سے توجہ ہٹا دیتی ہیں۔[۲۴۴]

۲۰۔ وادی کے بطن میں نماز:

کسی وادی کے بطن میں نماز کی ممانعت کا ذِکر سات مقامات والی حدیث کے بعض طرق میں مقبرہ کی بجائے بطن الوادی کے لفظ سے وارد ہوا ہے۔ جس کے بارے میں امام نوویؒ نے روضۃ الطالبین میں کہا ہے:

”وادی کے بطن میں نماز کی ممانعت قطعی نہیں ہے۔ ابن صلاح نے کہا ہے کہ کتبِ حدیث میں اس کا کوئی ثبوت یا ذِکر مجھے نہیں ملا۔ اور حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر میں کہا ہے کہ یہ اضافہ باطل ہے۔ اور ویسے بھی بطنِ وادی میں نماز ممنوع و مکروہ کیسے ہو سکتی ہے، جب کہ ابن صلاح کے بقول خود بیت اللہ شریف اور مسجد حرام ہی بطنِ وادی میں ہیں“۔[۲۴۵]

۲۱، ۲۲، ۲۳۔ بدعتی (یا بے وضو)، جنبی اور حائضہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا:

بدعتی یا بے وضو، جنبی اور حائضہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت و کراہت پر اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے جو امام یحییٰ نے اپنی کتاب الانتصار میں ذِکر کی ہے۔ جس میں ہے:

(لَا صَلٰوۃَ إِلٰی مُحَدِّثٍ، لَا صَلٰوۃَ إِلٰی حَایِضٍ).[۲۴۶]

”بدعتی یا بے وضو، جنبی اور حائضہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں ہوتی“۔

لیکن اس حدیث کی استنادی حیثیت کے بارے میں امام شوکانیؒ نے کچھ نہیں کہا۔ جب کہ

[۲۴۴] للتفصیل فتح الباری: ۱/ ۵۸۷، ۵۸۸ - عون المعبود: ۲/ ۳۸۷، ۳۸۸ - نیل الأوطار أیضًا۔
[۲۴۵] بحوالہ تلخیص الحبیر: ۱/۱/ ۱۲۵، ۲۷۶ - نیز دیکھئے: روضۃ الطالبین۔
[۲۴۶] نیل الأوطار: ۱/۲/ ۱۴۰۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الانتصار نامی کتاب بھی کوئی ایسی مستند نہیں ہے کہ اس میں وارد حدیث کو بلا تحقیق قبول کیا جاسکتا ہو۔

۲۴۔ فاسق کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا:

فاسق کی طرف منہ کرکے نماز سے ممانعت و کراہت اس کی اہانت و تذلیل کرنے کی غرض سے ہے کہ گویا وہ انسان نہیں نجاست کا ڈھیر ہے۔ لیکن اس کی ہمیں کوئی واضح دلیل نہیں ملی۔

۲۵،۲۶۔ اللہ و رسول ﷺ یا کسی دینی امر سے مذاق:

علّامہ ابن حزمؒ نے جو اللہ و رسول ﷺ یا کسی دینی امر سے مذاق یا کفر والی مسجد یا جگہ پر نماز کی کراہت ذِکر کی ہے۔ تو اس پر قرآن و سنت کے عمومی دلائل سے استدلال کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خانہ کعبہ کے اندر نماز کی مشروعیت

بیت اللہ کی چھت پر نماز کا ذِکر تو ہو چکا ہے۔ جبکہ اس کی نوبت کا آنا انتہائی ناممکن و محال اور مشکل و نادر سی بات ہے۔ لیکن چونکہ ایک روایت میں اس کا ذِکر آگیا ہے اور اہلِ علم نے اپنی کتب میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ لہٰذا ہم نے بھی اس کا حکم ذِکر کر دیا ہے کہ حدیثِ ممانعت کے ضعیف ہونے کی وجہ سے خانہ کعبہ کی چھت پر نماز کے مکروہ ہونے میں اختلاف ہے۔ البتہ امام شافعیؒ و ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ جائز ہے۔ اور چونکہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھنا بے ادبی کے ضمن میں آتا ہے۔ لہٰذا یہ جواز مع الکراہۃ شمار کیا جائے گا۔

جبکہ خانہ کعبہ ہی سے متعلقہ ایک دوسری صورت یہ بھی ہے کہ اس کے اندر نماز کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلہ میں نبیٔ اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے خانہ کعبہ میں دو رکعتیں نفلی پڑھیں تھیں۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم، ابوداؤد و نسائی، مؤطا امام مالک اور سنن دارمی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ حضرت اسامہ بن زید، بلال بن رباح اور عثمان بن طلحہ الحجبی رضی اللہ عنہم کعبہ شریف میں داخل ہوئے۔ اور انہوں نے اندر سے خانہ کعبہ کے دروازہ کو بند کر دیا۔ اور کچھ دیر اندر رہے اور جب باہر نکلے تو میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کے بارے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

«مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟»

”نبیٔ اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر کیا کیا؟“۔

تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک ستون کو اپنی دائیں جانب رکھا اور دو کو اپنی بائیں جانب اور تین ستونوں کو اپنے پیچھے۔ اور ان دنوں خانہ کعبہ کی چھت (٦) ہی ستونوں پر قائم تھی۔ (جگہ کی تحدید و تعیین کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا):

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

«ثُمَّ صَلّٰی» ”پھر نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نماز پڑھی“۔

یہاں اس بات کی وضاحت نہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔ جب کہ ایک دوسری حدیث میں اس کی بھی وضاحت موجود ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

«أَصَلَّی النَّبِيُّ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ؟»

”کیا نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھی ہے؟“۔

تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

«نَعَمْ، رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ عَلٰی يَسَارِهِ إِذَا دَخَلْتَ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰی فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ».[۲۴۷]

”ہاں! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان دو ستونوں کے مابین دو رکعتیں جو اندر داخل ہونے والے کے بائیں ہاتھ پر آتے ہیں۔ پھر خانہ کعبہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب باہر تشریف لائے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کعبہ شریف کے سامنے (اس کی طرف منہ کر کے) بھی دو رکعتیں پڑھیں“۔

اس طرح واضح ہو گیا کہ نبیِٔ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خانہ کعبہ کے اندر دو رکعتیں پڑھی تھیں۔ لہٰذا خانہ کعبہ میں نماز مشروع ہے۔ اور خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کا موقع تو آج صرف امراء وملوک اور حکام یا خاص الخاص لوگوں کو ہی مل سکتا ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص بیت اللہ کی تعمیرِ قریش کے وقت خالی چھوڑی گئی جگہ حطیم یا حجرِ اسماعیل علیہ السلام میں دو رکعتیں پڑھنے کی سعادت حاصل کر لے تو اس کی وہ دو رکعتیں بھی خانہ کعبہ کے اندر ہی شمار ہوں گی۔

[۲۴۷] بخاری مع الفتح: ۱۳۱/۶، ۱۳۲ - ۵۰۰/۱ - مسلم مع نووی: ۵/۹/۸۱، ۸۲ - صحیح أبی داؤد: ۱۷۸۰، ۱۷۸۱ - صحیح نسائی: ۷۲۳ - ارواء الغلیل: ۳۲۰/۱ - المنتقیٰ: ۱۴۰/۲/۱۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ وہ جگہ خانہ کعبہ کا ہی حصہ ہے۔ اور حطیم یا حجرِ اسماعیل علیہ السلام وہ جگہ ہے جو نیم دائرہ کی شکل میں ہے، اور طواف کرنے والے بابِ کعبہ اور مقامِ ابراہیم سے تھوڑا آگے گزر کر بائیں ہاتھ پر نظر آتی ہے۔ جس میں ہی کعبہ شریف کی چھت کا پرنالہ اترتا ہے۔ جسے "میزابِ رحمت" بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس حطیم میں نماز کی سعادت حاصل کر لینا قدرے آسان ہے۔ اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس شرف سے نوازا ہے۔[۲۴۸] ولہ الحمد والشکر علی ذالك

فقاہتِ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نمونہ:

ایک بات یہ بھی ذکر کرتے چلیں کہ اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت کرے امام بخاریؒ کو۔ انہوں نے اپنی صحیح میں نبیٔ اکرم ﷺ کے دخولِ کعبہ کے واقعہ پر مشتمل اس حدیث کو متعدد مقامات پر ذکر کرکے اس سے کتنے ہی مسائل اخذ کئے ہیں۔

۱۔ پہلے قبلہ و استقبالِ قبلہ کی وضاحت کرنے کے لئے کتاب الصلوٰۃ، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرٰهِمَ مُصَلًّى﴾ [البقرہ: ۱۴۵] میں لائے۔

۲۔ پھر خانہ کعبہ اور عام مساجد کے دروازوں اور انہیں بند کرنے کی وضاحت کے لئے باب الأبواب والخلق لکعبۃ والمساجد میں لائے۔

۳۔ آگے جا کر ستونوں کے مابین جماعت کے بغیر یعنی منفرد کے نماز پڑھنے کا حکم بیان کرنے کے لئے اس حدیث کو باب الصلوٰۃ بین السواری في غیر الجماعۃ کے تحت وارد کیا۔

۴۔ آگے کتاب التہجد میں دن یا رات کے وقت نفلی نماز کو دو دو رکعتیں کرکے پڑھنے کا پتہ دینے کے لئے اس حدیث کو باب ما جاء في التطوع مثنیٰ مثنیٰ کے تحت ذِکر کیا۔

[۲۴۸] حطیم کی تحدید و قبلہ کی تفصیل کے لئے فتح الباری: ۳/۴۴۳ اور شرح مسلم نووی: ۵/۹/۹۱۰ ملاحظہ فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۔ پھر کتاب الحج میں خانہ کعبہ کو اندر سے بند کر لینے اور اس میں کسی بھی جگہ نماز پڑھ لینے کا جواز اور حکمت بیان کرنے کے لئے اغلاق البيت و يصلي فى أى نواحي البيت شاء کے تحت اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

۶۔ آگے خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کا جواز و مشروعیت بیان کرنے کے لئے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً اس حدیث کو باب الصلوٰة في الكعبة میں لائے۔

۷۔ بہت آگے جا کر کتاب الجہاد میں اپنی سواری پر اپنے پیچھے کسی کو سوار کرنے کا جواز بیان کرنے کے لئے اسے باب الردف على الحمار کے تحت روایت کیا ہے۔ جس میں پہلے حضرت امامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے گدھے پر اپنے پیچھے سوار کرنے والی حدیث ذِکر کی ہے۔ اور پھر یہ حدیث وارد کی ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں شروع میں یہ بھی مذکور ہے کہ:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَمَعَهٗ بِلَالٌ، وَمَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ»

”نبیٔ اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ شریف کی بالائی جانب سے اپنی اونٹنی پر سوار تشریف لائے۔ جب کہ آپ ﷺ کے پیچھے حضرت اسامہ بن زید بھی سوار تھے۔ حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے (رضي الله عنهم أجمعين)“۔

۸۔ کتاب المغازی میں جا کر غزوۂ فتح مکہ کے موقع پر نبیٔ اکرم ﷺ کے مکہ شریف کی بالائی جانب کی طرف سے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا پتہ دینے کے لئے اس حدیث کو باب دخول النبي ﷺ من اعلىٰ مكة کے تحت وارد کیا ہے۔

۹۔ اور پھر کتاب المغازی کے ایک دوسرے مقام پر باب حجة الوداع کے تحت لائے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیکن دخولِ کعبہ کا واقعہ چونکہ فتح مکہ کے وقت پیش آیا تھا۔ لہٰذا امام صاحب اس واقعہ کو حجۃ الوداع کے تحت کیوں لائے ہیں۔ یہ ہمارے لئے ایک عقدہ لاینحل ہے۔ البتہ اس آخری ایک باب کو چھوڑ کر دیگر ابواب سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ موصوف رحمہ اللہ نے اس ایک واقعہ پر مشتمل آٹھ مختلف اور اہم مسائل اخذ کئے ہیں۔

دخولِ کعبہ کا موقع:

نبیٔ اکرم ﷺ کے خانہ کعبہ میں داخل ہونے اور دو رکعت پڑھنے سے تعلق رکھنے والے واقعہ پر مشتمل حدیث ذِکر کی جا چکی ہے۔ البتہ اس واقعہ سے متعلق امور کی وضاحت کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ بات تو خود صحیح بخاری کتاب الجهاد، باب الردف علی الحمار کے تحت آنے والی حدیث میں ہی مذکور ہے کہ خانہ کعبہ میں داخل ہونے والا واقعہ فتح مکہ کے موقع پر رونما ہوا تھا۔ جیسا کہ اس حدیث کے شروع میں ہی مذکور ہے:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَىٰ مَكَّةَ».[۲۴۹]

”فتح مکہ کے موقع پر نبیٔ اکرم ﷺ مکہ مکرمہ کی بالائی جانب سے تشریف لائے“۔

ان الفاظ میں صراحت موجود ہے۔ لہٰذا مزید کسی شہادت کی ضرورت نہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر دروازہ بند کر لینے کی حکمت:

یہ بات معروف ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔[۲۵۰]

اور حدیث میں یہ بات بھی گزری ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ، اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن

[۲۴۹] بخاری مع الفتح: ۱۳۱/۶۔
[۲۵۰] فتح الباری: ۴۶۸/۳۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طلحہ رضی اللہ عنہم خانہ کعبہ میں داخل ہو گئے تھے۔ آگے مذکور ہے:

«فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ»

"ان سب نے اندر سے خانہ کعبہ کا دروازہ بند کر لیا"۔

اندر سے دروازہ بند کیوں کیا گیا اور آخر میں اس کی حکمت کیا ہے؟ اس سلسلہ میں ابن بطال نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے کیا تا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے نہ دیکھ سکیں۔ اور دیکھ لینے کی صورت میں کہیں یہ نہ سمجھنے لگیں کہ یہ دخولِ کعبہ نماز لازمی سنّت ہے، (اور اس طرح یہ بات ظاہر ہے کہ باعثِ مشقت ہو جاتی ہے)۔ لیکن شارح بخاری حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ یہ تعلیل یا حکمت ضعف کے ساتھ ساتھ باہم متناقض بھی ہے، کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کو چھپانا ہی ضروری سمجھتے تو پھر حضرت بلال اور دوسرے حضرات رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بھی پردہ رکھتے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا بلکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوال پر یہ صراحت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور کسی ایک صحابی کا کسی فعلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقل کر دینا اس حکم کے اثبات کے لئے کافی ہوتا ہے۔

آگے وہ لکھتے ہیں کہ بظاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندر سے دروازہ بند کر لینا اس حکمت کے لئے نہیں تھا جو بیان کی گئی ہے۔ بلکہ اس کی اصل غرض وغایت یا حکمت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اور دیگر تین صحابہ کو) خانہ کعبہ میں داخل ہوئے دیکھ کر سب ہجوم کر کے نہ آجائیں، یا پھر یہ کہ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو زیادہ سکون ملتا اور دلجمعی وخشوع زیادہ ہوتا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دروازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے بند کر لیا تا کہ خانہ کعبہ کی ہر چہار اطراف میں منہ کر کے نماز پڑھنا ممکن ہو سکے۔ کیونکہ دروازہ کھلا ہونے کی شکل میں اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس لئے اپنے ساتھ اندر جانے کی اجازت بخشی تا کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ انہیں تولیتِ کعبہ سے معزول وسبکدوش کر دیا گیا ہے۔ (کیونکہ ان کا خاندان یکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد دیگرے خانہ کعبہ کا متولی چلا آرہا ہے) اور حضرت اسامہ و بلال رضی اللہ عنہما دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مستقل خدمت گزاری کے لئے رہنے والے تھے۔ لہٰذا انہیں بھی اپنے ساتھ ہی خانہ کعبہ کے اندر لے گئے تھے۔[۲۵۱]

ایک اشکال کا ازالہ:

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دخولِ کعبہ اور اس میں نماز پڑھنے والے واقعہ سے متعلقہ جو احادیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہم نے ذِکر کی ہیں ان میں تو مذکور ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بقول نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھی تھیں۔ جب کہ صحیح بخاری (۱۸:۸) کی ہی ایک روایت میں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ وہ یہ پوچھنا ہی بھول گئے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں کتنی رکعتیں پڑھی تھیں؟

اس سے بخاری شریف کے ایک شارح اسماعیلی نے یہ اخذ کیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو نماز کی کیفیت یعنی خانہ کعبہ کے اندر نماز کی جگہ کی تعیین و تحدید بتائی تھی۔ نماز کی رکعتوں کی تعداد نہیں بتائی تھی۔ اور وہ بھی ان سے پوچھنا بھول گئے، تو پھر یہ دو رکعتوں کا ذِکر کیسے آگیا؟ اس کا جواب صاحبِ فتح الباری نے دو طرح سے دیا ہے:

(۱) اس بات کا احتمال موجود ہے کہ اس دو رکعتوں والی روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کم از کم یقینی و متحقق مقدارِ رکعات پر اعتماد کیا ہو، اور وہ یوں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے یہ ثابت کر دیا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی تھی۔ اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعاً یہ منقول و ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے وقت دو رکعتوں سے کم بھی نفلی نماز پڑھی ہو، تو گویا دو رکعتیں نماز یقینی امر تھا جو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ کے استقراء سے معلوم و معروف ہے۔ اس تفصیل کی روشنی میں "رکعتین" کا لفظ حضرت

[۲۵۱] فتح الباری: ۱/۵۶۰، ۳/۴۶۳،۴۶۴ - نیل الأوطار: ۱/۲/۱۴۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلال رضی اللہ عنہ کا نہیں بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کلام سے ہے۔

(۲) اس اشکال کا دوسرا جواب یہ بھی ممکن ہے بلکہ اس سے پہلے جواب کی تائید بھی ہوتی ہے کہ عمر بن شبہ کی "کتابِ مکہ" میں ایک روایت انہوں نے باسند بیان کی ہے، جس میں ہے:

(فَاسْتَقْبَلَنِیْ بِلَالٌ فَقُلْتُ مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھٰھُنَا؟ فَأَشَارَ بِیَدِہٖ أَیْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ بِالسَّبَابَۃِ وَالْوُسْطٰی)

"میرے سامنے حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں خانہ کعبہ میں کیا کیا ہے؟ تو انہوں نے (صراحتاً جواب دینے کی بجائے) اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرکے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھی ہیں"۔

اس حدیث کی بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رکعتوں کی تعداد کے بارے میں نہ تو لفظاً سوال کیا اور نہ ہی انہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے لفظاً جواب دیا، بلکہ انہوں نے ان کے اشارے سے دو رکعتیں سمجھی تھیں نہ کہ زبان سے۔ اس طرح ان کا یہ کہنا کہ میں نے ان سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔ اس کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس معاملے میں تحقیق نہیں کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتوں سے زیادہ بھی نماز پڑھی ہے یا نہیں۔ [۲۵۲]

اس طرح ان دو طرح کی روایات کے مابین پائے جانے والے اشکال کا ازالہ ہو گیا۔

لفظ "رکعتین" کی تحقیق:

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ دو رکعتوں کا لفظ "رکعتین" اس حدیث کے ایک راوی یحیٰ بن سعید القطان کی غلطی کی وجہ سے حدیث میں آ گیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تو کہا

[۲۵۲] فتح الباری: ۱/۵۰۰ و أشار إلیہ الشوکانی: ۱/۲/۱۴۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔ لہٰذا یحییٰ کو نبیٔ اکرم ﷺ کے خانہ کعبہ سے نکل کر دو رکعتیں پڑھنے سے خانہ کعبہ کے اندر بھی دو رکعتوں کے پڑھنے کا وہم ہو گیا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے جس سے بھی یہ بات نقل کی ہے وہ جبال الحفظ یعنی یادداشت کے پہاڑ، یحییٰ القطان کو پہچان ہی نہیں سکے۔ اور مذکورہ دونوں طرح کی روایات کے مابین توافق و تطابق پیدا نہ کر سکے تو یہ الزام تھوپ دیا۔

حالانکہ صاحب فتح الباری کے بقول یحییٰ القطان نے پہلی اور بعد والی دونوں جگہ پر دو رکعتیں ذِکر کی ہیں۔ اور کسی وہم میں ہرگز مبتلا نہیں ہوئے۔ اور پھر اس معاملہ میں یحییٰ بن سعید القطان منفرد نہیں ہیں کہ پہلی دو رکعتوں کو ان کی غلطی کا نتیجہ قرار دیا جا سکے۔ بلکہ کئی دیگر کبار رواۃِ حدیث نے ان کی اس لفظ پر متابعت کی ہے۔ مثلاً صحیح بخاری و سنن نسائی میں ابو نعیم نے، صحیح خزیمہ میں ابو عاصم نے، اسماعیلی کے یہاں عمر بن علی نے اور مسند احمد میں عبداللہ بن نمیر نے یحییٰ بن سعید کی طرح ہی سیف بن سلیمان سے ”رکعتین“ کا لفظ روایت کیا ہے۔ اور پھر سیف اس لفظ کو امام مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کرنے میں منفرد نہیں بلکہ مسند احمد میں خصیف نے بھی سیف کی طرح ہی یہ لفظ مجاہد سے روایت کیا ہے۔ اور پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ”رکعتین“ کا لفظ روایت کرنے میں امام مجاہد منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ سنن نسائی و مسند احمد میں ان کی متابعت اور حضرت عثمان بن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مسند احمد و معجم طبرانی میں ایک قوی سند کے ساتھ اور مسند بازار میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایات ملتی ہیں۔ اور پھر معجم طبرانی میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عبدالرحمن بن صفوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُ مَنْ كَانَ مَعَهُ، فَقَالُوا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ السَّارِيَةِ الْوُسْطَى).[۲۵۳]

[۲۵۳] بحوالہ فتح الباری: ۱/۵۰۱۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جب نبیٔ اکرم ﷺ خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کے ساتھ کعبہ شریف کے اندر جانے والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے دو ستونوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھی ہیں“۔

اور معجم طبرانی میں جید سند کے ساتھ حضرت شیبہ بن عثمان سے مروی حدیث میں ہے:

(لَقَدْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ عِنْدَ الْعَمُوْدَیْنِ).[۲۵۴]

”نبیٔ اکرم ﷺ نے دو ستونوں کے پاس دو رکعتیں پڑھیں“۔

اس ساری تفصیل سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ دو رکعتوں کا لفظ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے، اور یحییٰ بن سعید القطان کو کوئی وہم نہیں ہوا۔ اور دیگر رواۃ کی متابعات شاہدِ عدل ہیں۔[۲۵۵]

ایک تعارض کا حل:

یہ تو خانہ کعبہ میں نمازِ نبوی ﷺ کے ثابت ہو جانے کے بعد صرف دو رکعتوں کی تحدید و حد بندی کے سلسلہ میں بحث ہے کہ آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں یا زیادہ، اور دو رکعتوں کا لفظ ”رکعتین“ کسی کا کہا ہوا ہے؟ اور یہ طے ہو گیا کہ یہ لفظ وہم یا غلطی سے نہیں آیا بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی نہیں بلکہ متعدد طرق سے ان سے اور دیگر حضرات سے بھی اس کی روایات ثابت ہیں۔

اب خانہ کعبہ میں نماز کے سلسلہ میں ہی ایک تعارض کی طرف بھی آیئے کہ دو رکعتیں یا زیادہ کی بات تو الگ رہی، کیا آپ ﷺ نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی بھی ہے یا نہیں؟ اور اس سوال کی نوبت کیوں آئی؟ یہ اس لئے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت اور دیگر

[۲۵۴] حوالہ سابقہ۔

[۲۵۵] از افادات حافظ ابن حجر - فتح الباری: ۱/۵۰۰،۵۰۱۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مرویات سے تو پتہ چلتا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے نماز پڑھی، جب کہ بخاری شریف میں ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھی تھی۔ چنانچہ کتاب الحج، باب من كبر في نواحي الكعبة میں ان سے مروی ہے:

«إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ، أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْآلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا، فَأُخْرِجَتْ».

”جب نبیٔ اکرم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو خانہ کعبہ میں بتوں کی موجودگی میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے ان معبودانِ باطلہ کو نکالا گیا“۔

اور اسی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

«فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِيْ نَوَاحِيْهِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ».[۲۵۶]

”تب آپ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور اس کے سب کونوں میں تکبیریں پڑھیں جب کہ اس میں نماز نہیں پڑھی“۔

اس طرح ایک ہی پائے کی یعنی صحیح بخاری میں ہی وارد دو حدیثوں کے مابین تعارض وتضاد ہو گیا۔ لیکن یہ کوئی ایسا عقدہ نہیں جو کہ لاینحل ہو۔ شارحینِ بخاری میں سے صاحب فتح الباری نے اس تعارض وتضاد کو حل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ خانہ کعبہ میں تکبیریں کہنے کے سلسلہ میں تو کوئی تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تکبیروں کو ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے کہی تھیں۔ جب کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اس تعبیروں کے موضوع کو چھیڑا ہی نہیں۔

حافظ ابن حجرؒ کا حل:

اب رہا معاملہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے کا تو اس مسئلہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا نماز

[۲۵۶] بخاری مع الفتح: ۵۰۱/۱، ۴۶۸/۳ قد مر في الصلوٰة في معابد الكفار۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے کو ثابت کرنا راجح ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نماز کی نفی کرنے سے۔ کیونکہ فتح مکہ کے موقع پر جب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تھے اس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خانہ کعبہ میں موجود تھے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر سے دروازہ بند کرلیا تھا) جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے۔

اور نماز کی نفی کو کبھی تو وہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، اور کبھی اپنے بھائی حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، جبکہ یہ ثابت ہی نہیں کہ حضرت فضل رضی اللہ عنہ اس وقت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور جس روایت میں ان کا ذِکر آیا ہے وہ ویسے ہی شاذ ہے۔ یعنی حضرت فضل رضی اللہ عنہ کی خانہ کعبہ میں موجودگی والی روایت شاذ ہے۔

چنانچہ مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے ان کے بھائی حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کی نفی آئی ہے۔ اور اس کے بارے میں بھی یہ احتمال ہے کہ انہوں نے یہ بات حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے سن کر کہی ہو، کیونکہ وہ خود تو اندر موجود ہی نہیں تھے۔ اور صحیح مسلم میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز کی نفی کی روایت ہے۔

جب کہ مسند احمد اور بعض دیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نماز کا اثبات روایت کیا ہے۔ تو اس طرح خود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نماز کی نفی و اثبات کی روایات باہم متعارض ہو گئیں۔ لہٰذا حضرت بلال رضی اللہ عنہ والی بات کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی، وہی راجح اور زیادہ صحیح ہوگی، کیونکہ وہ مثبت ہے۔ اور دوسروں کی بات منفی ہے (اور مثبت منفی پر مقدم ہوتی ہے)، اور دوسرے اس لئے بھی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ والی روایت میں اثبات پر کوئی تعارض و اختلاف نہیں ہے۔ جب کہ نفی کرنے والوں کی روایات میں باہم نفی و اثبات کا تعارض و اختلاف بھی موجود ہے۔[۲۵۷]

[۲۵۷] فتح الباری: ۴۶۸/۳ - نیل الأوطار: ۱۴۱/۲/۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام نوویؒ کا حل:

بعض شارحینِ حدیث نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے نماز کو ثابت کرنے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے نماز کی نفی کرنے والی روایات میں کئی طریقوں سے مطابقت پیدا کی ہے۔ ان میں سے امام نووی رحمہ اللہ اور دیگر شراح حدیث نے کہا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی روایت اثبات اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت نفی میں اس طرح بھی مطابقت ممکن ہے کہ گویا جب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو شروع میں دعا کرنے لگ گئے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا کرتے ہوئے دیکھا، یہ دیکھ کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی دعا میں مشغول ہو گئے۔ وہ خانہ کعبہ میں ایک طرف تھے اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری طرف۔ اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سے فارغ ہو کر نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا۔ لیکن حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ذرا دور ہونے اور دعا میں مشغول ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔ اور یہ اس لئے بھی ممکن ہے کہ دروازہ بند تھا جس سے اندر کافی اندھیرا ہو گیا ہو گا۔ اور اس تاریکی کے ساتھ ہی اس بات کا احتمال مستزاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ستون کی اوٹ میں ہونے کی وجہ سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے اوجھل ہو گئے ہوں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے خیال کے مطابق نماز کی نفی کر دی۔[۲۵۸]

امام طبریؒ کا حل:

امام طبریؒ نے نفی و اثبات کی شکل میں پائے جانے والے اس تعارض و اختلاف میں اس طرح موافقت و مطابقت پیدا کی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مستقل نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خانہ کعبہ میں موجود رہے۔ اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا۔ جب کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ شاید کسی کام سے کچھ وقت کے لئے غائب ہو گئے ہوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے نہ دیکھ

[۲۵۸] بحوالہ فتح الباری: ۴۶۸/۳ - نیل الأوطار: ۱۴۱/۲/۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکے ہوں۔ اور اس بات کی تائید مسند طیالسی کی ایک جید سند والی روایت سے ہوتی ہے۔ جس میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِی الْكَعْبَةِ فَرَأٰی صُوَرًا فَدَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَأَتَيْتُهٗ بِهٖ فَضَرَبَ بِهِ الصُّوَرَ).[٢٥٩]

”میں کعبہ شریف میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں تصویریں بنی دیکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ڈول طلب فرمایا جو میں لے کر آیا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تصویریں مٹا دیں“۔

اس روایت سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا پانی لانے کے لئے خانہ کعبہ سے کچھ وقت کے لئے غائب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور امام قرطبیؒ کے بقول اس غیاب کے باوجود ان کا نماز کی نفی کرنا دراصل اس لئے تھا کہ وہ بہت جلدی پانی لے کر واپس لوٹ آئے تھے۔ لہٰذا اس غیاب کو انہوں نے کوئی خاص اہمیت نہ دیتے ہوئے نماز کی نفی کر دی۔ اور یہ بھی تب ہے جب اس واقعہ کو فتح مکہ کے موقع پر وقوع پذیر مانا جائے۔ بصورتِ دیگر پھر عمر بن شبہ نے اپنی ”کتاب مکہ“ میں جو روایت بیان کی ہے اس سے بھی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے نہ دیکھ سکنے کا ہی پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں ہے:

(دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْكَعْبَةَ وَ دَخَلَ مَعَهٗ بِلَالٌ وَجَلَسَ أُسَامَةُ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا خَرَجَ وَجَدَ أُسَامَةَ قَدْ اِحْتَبٰى فَأَخَذَ بِحَبْوَتِهٖ فَحَلَّهَا).[٢٦٠]

”نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی خانہ کعبہ میں داخل ہوئے جب کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ دروازے پر

[٢٥٩] الفتح و النيل وقال: جيد۔

[٢٦٠] بحواله فتح الباری: ٤٦٩/٣ - نيل الأوطار: ١٤٢/٢/١۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بیٹھ گئے، اور جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ گوٹھ مارے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی گوٹھ کھول دی"۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ جب اس طرح بیٹھ گئے، اور یوں بیٹھنے سے جسم کو راحت ملی تو شاید اونگھ آگئی ہو، یعنی نیند کا غلبہ ہونے سے آنکھ لگ گئی ہو۔ لہٰذا نبیٔ اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے نہ دیکھ سکے ہوں۔ اور جب ان سے آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے نماز کی نفی کر دی۔ اور ان کی یہ نفی دراصل اس لئے تھی کہ ان کا اونگھنا صرف معمولی سے وقت کے لئے تھا، کوئی لمبی نیند نہیں تھی۔ لہٰذا اس تھوڑے سے وقت کے لئے اپنے اونگھ جانے کو کوئی حیثیت نہ دیتے ہوئے انہوں نے نبیٔ اکرم ﷺ کے خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی نفی کر دی۔ اور ان پر دو صورتوں میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا نفی کرنا اپنی رؤیت و مشاہدہ کے اعتبار سے ہے نہ کہ نفس الامر کی نفی ہے۔ یعنی ان کی نفی صرف اس بات کی ہے کہ انہوں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ ان کی نفی سے نماز کے مطلقاً وقوع کی نفی مراد نہیں ہے۔ [۲۶۱]

اس ساری تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خانہ کعبہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے سے متعلقہ احادیث میں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قول اور وہی حدیث راجح ہے، جس میں نماز پڑھنے کا ذِکر آیا ہے۔ اور مذکورہ اسباب و وجوہات کی بناء پر نماز پڑھنے کا پتہ دینے والی حدیث مرجوع ہے۔ اور بعض اہلِ علم نے ایک حدیث کو دوسری حدیث پر ترجیح دیئے بغیر بھی کئی طریقوں سے ان ہر دو طرح کی احادیث میں موافقت و مطابقت پیدا کی ہے۔

حلِ تعارض کے دیگر طریقے:

اہلِ علم میں سے بعض محدثینِ کرام نے اس تعارض کو حل کرنے کے لئے بعض دیگر طریقے بھی اختیار کئے ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

[۲۶۱] فتح الباری: ۳/۴۶۸،۴۶۹ - نیل الأوطار: ۱/۲/۱۴۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) دونوں طرح کی احادیث میں سے جن احادیث میں اثبات ہے انہیں صلوٰۃ کے لغوی معنوں یعنی دعاء وغیرہ پر محمول کیا جائے۔ اور جن میں نفی ہے انہیں صلوٰۃِ شرعی یا اصطلاحی وغیرہ پر محمول کیا جائے۔ اور یہ طریقہ ان چند علماء نے بیان کیا جن کے نزدیک خانہ کعبہ میں فرضی و نفلی کوئی بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اس حل کی تردید ان طرقِ حدیث میں موجود ہے، جن میں خانہ کعبہ کے اندر نماز کی رکعتوں کی تعداد وغیرہ آئی ہے، جو کہ آپ کے سامنے ذِکر کی جاچکی ہیں۔ ان احادیث کو پیشِ نظر رکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ کعبہ شریف میں پڑھی گئی نماز سے مراد شرعی و اصطلاحی نماز ہی ہے نہ کہ دعاء۔

(۲) اس تعارض کا دوسرا حل امام قرطبی رحمہ اللہ نے یہ پیش کیا ہے کہ جن احادیث میں نماز پڑھی جانے کا ذِکر ہے انہیں نفلی نماز پر محمول کیا جائے۔ اور جن میں نہ پڑھی جانے کا ذِکر آیا ہے انہیں فرض نماز پر محمول کیا جائے۔ یہ امام مالک رحمہ اللہ کے مشہور قول کی رو سے ہے۔ جس سے دوسرے ائمہ وفقہاء کا اتفاق نہیں۔ جس کی تفصیل ہم تھوڑ ابعد میں ذِکر کرتے ہیں۔

(۳) اس کا تیسرا حل بخاری شریف کے ایک شارح مہلبؒ نے یہ پیش فرمایا ہے کہ ممکن ہے نبیٔ اکرم ﷺ دو مرتبہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے ہوں۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہو اور ایک مرتبہ نہ پڑھی ہو۔

(۴) امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ایک چوتھا حل بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ میرے نزدیک زیادہ صحیح طریقہ موافقت یہ ہے کہ دونوں طرح کی احادیث کو دو الگ الگ اوقات کے ساتھ خاص و شمار کیا جائے کہ جب فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ اور حجۃ الوداع کے موقع پر کعبہ شریف میں نماز نہیں پڑھی۔ کیونکہ حضرت ابن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نماز کی نفی کی ہے۔ جب کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ہی نہیں بلکہ (دوسری روایت میں) خود حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی نماز پڑھنا ثابت کیا ہے۔ اور اگر ان دونوں طرح کی احادیث کو اس طرح دو اوقات کے ساتھ الگ الگ خاص کر دیا جائے تو تعارض ہی ختم ہو جاتا ہے۔

صاحب فتح الباری نے کہا ہے کہ یہ طریقہ توافق و تطابق تو بہت ہی اچھا ہے۔ لیکن خود اس طریقہ پر پھر امام نوویؒ کا تعاقب آجاتا ہے۔ جس میں وہ کہتے ہیں کہ بلا اختلاف نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف فتح مکہ کے وقت خانہ کعبہ میں داخل ہوئے ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر نہیں۔ اور امام نوویؒ کی اس بات کی تائید ازرقی کی کتاب مکہ میں اور ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں کئی اہلِ علم نے کہا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک ہی مرتبہ فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تھے۔ رہا حجۃ الوداع کا موقع تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں ہوئے۔ اور جب یہ بات ہے تو پھر اس امر میں کوئی چیز مانع نہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں فتح مکہ کے موقعہ پر دو دفعہ داخل ہوئے ہوں۔ اور ایک مرتبہ سے مراد ایک سفر ہو، نہ کہ ایک مرتبہ داخل ہونا۔[۲۶۲]

اس تفصیل سے مسئلہ حل ہو گیا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں نماز پڑھی ہے اور یہ فتح مکہ کا موقع تھا۔ اگرچہ اسی سفر کے دوران کبھی دوسری مرتبہ بھی خانہ کعبہ میں داخل ہوئے ہوں گے، لیکن اس مرتبہ نماز نہ پڑھی۔ اور یہی سب سے بہترین موافقت و مطابقت ہے۔

نفل یا فرض بھی:

اور خانہ کعبہ میں نماز سے متعلقہ ایک آخری موضوع بھی مختصراً عرض کرتے چلیں کہ متعلقہ احادیث سے تو نفلی نماز کا ہی پتہ چلتا ہے۔ لیکن استقبالِ کعبہ کے مسئلہ میں نفل و فرض ہر دو نمازوں

[۲۶۲] فتح الباری: ۳/۴۶۹ - نیل الأوطار: ۱/۲/۱۴۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا حکم ایک سا ہے۔ لہٰذا نفلی نماز کی طرح ہی فرضی نماز بھی خانہ کعبہ میں مشروع ہے۔ جمہور اہلِ علم کا یہی مسلک ہے، (اور احادیثِ صحیحہ سے بظاہر اسی کی تائید ہوتی ہے)۔ البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ کعبہ شریف کے اندر قطعاً کوئی نماز نہیں ہوتی۔ اور ان کا یہ کہنا ہے کہ اندر نماز پڑھنے سے کعبہ شریف کے بعض حصوں کی طرف پشت یا پیٹھ ہوتی ہے، جب کہ حکم اس کی طرف منہ کرنے کا ہے۔ اور یہ منہ کرنے کا حکم سارے کعبہ کی طرف منہ کرنے پر محمول ہوگا، (لہٰذا بعض کی طرف پشت ہونے کی صورت میں نماز نہیں ہوگی)۔ بعض مالکی فقہاء ظاہریہ اور امام قرطبیؒ نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔ اور مالکیہ میں سے مازری نے کہا ہے کہ ہمارے مسلک میں مشہور مؤقف یہی ہے کہ کعبۃ اللہ کے اندر نماز منع ہے۔ اور اگر کوئی پڑھ لے تو وہ دہرائے، جب کہ ابن عبد الحکم نے کہا ہے کہ نماز ہو جائے گی۔

علّامہ ابن عبد البر اور امام ابن العربی رحمہا اللہ نے بھی یہی کہا ہے کہ نماز ہو جائے گی۔ ابن حبیب نے بھی لوٹانے، دہرانے کا ہی کہا ہے۔ جب کہ اصبغ نے اس شکل میں دہرانے کا کہا ہے، جب جان بوجھ کر اندر نماز پڑھی ہو۔ یہ تو فقہاء مالکیہ کے اقوال ہیں۔ جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کی طرف مطلقاً یہ قول منسوب کیا ہے کہ ان کے نزدیک خانہ کعبہ کے اندر نوافل جائز ہیں۔ اور ان کے بعض اصحاب نے ان نوافل سے وہ فرض نماز شمار کی ہے، جو نہ تو نمازوں کی مؤکدہ سنتیں ہوں اور نہ ہی وہ غیر فرض نمازیں ہوں جن کی جماعت کرنا مشروع ہے۔

امام ابن دقیق العید نے عمدۃ الاحکام کی شرح میں لکھا ہے کہ امام مالکؒ فرض نماز پڑھنے کو مکروہ و ممنوع سمجھتے تھے تو گویا انہوں نے بھی فرض و نفل میں فرق کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور جو اختلاف کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھنے کے جواز و عدم جواز میں ہے وہی حطیم میں نماز پڑھنے کی شکل میں بھی پیش آتا ہے۔ ہاں اگر کعبہ شریف کی طرف پشت کرے اور حطیم کی طرف منہ کرے تو پھر اس کی جہت کو کعبہ میں سے شمار نہ کرنے والے قول کی بناء پر اس شخص کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اور یہ بات معقول بھی ہے کہ کعبہ کے سائے تلے عمارتِ کعبہ کی طرف پشت کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھے تو اس کی نماز کیسے صحیح ہو گی؟ ہاں اگر حطیم میں کھڑا ہو اور منہ عمارتِ کعبہ کی طرف ہو تو پھر اس کی نماز صحیح اور کعبہ کے اندر پڑھی گئی شمار ہو گی۔ جیسا کہ تفصیل گزری ہے۔[۲٦۳]

واللہ الهادي إلى سواء السبيل

والسلام علیکم ورحمة اللہ و برکاته

ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر

وداعیہ متعاون، مراکز دعوت وارشاد

الخبر، الظہران، الدمام (سعودی عرب)

[۲٦۳] فتح الباری: ۳/۴٦٦،۴٦۷ وانظر أيضًا المغنى: ۲/۴۷۵،۴۷٦ ولا تجوز الفريضة في الكعبة ولا على ظهرها عند الحنابلة أيضًا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصادر و مراجع

١. قرآن کریم.
٢. اقتضاء الصراط المستقیم، امام ابن تیمیة رَحِمَهُ اللَّهُ، طبع الریاض.
٣. الاختیارات العلمیة، امام ابن تیمیة رَحِمَهُ اللَّهُ، طبع الریاض.
٤. ارواء الغلیل، علامه البانی رَحِمَهُ اللَّهُ، المکتب الاسلامی بیروت.
٥. اشرف الحواشی (فوائد سلفیة)، مولانا محمد عبده فلاح، طبع لاهور.
٦. البدایه والنهایه، امام ابن کثیر رَحِمَهُ اللَّهُ، طبع بیروت.
٧. تلخیص الحبیر، حافظ ابن حجر عسقلانی رَحِمَهُ اللَّهُ، طبع جامعه سلفیه فیصل آباد.
٨. تفسیر ابن کثیر، امام ابن کثیر رَحِمَهُ اللَّهُ، طبع بیروت.
٩. تفسیر فوائد و حاشیه، مولانا محمود حسن و علامه عثمانی، ورز برگ جرمنی.
١٠. تقریب التهذیب، حافظ ابن حجر عسقلانی رَحِمَهُ اللَّهُ، طبع نشر السنة ملتان.
١١. تحذیر المساجد من اتخاذ القبور مساجد، علامة البانی رَحِمَهُ اللَّهُ، طبع جمعیة أحیاء التراث کویت.
١٢. تحفة الأحوذی شرح ترمذی، علامه عبدالرحمٰن مبارکپوری، طبع مدنی .
١٣. جزء القرأة امام بخاری (اردو ترجمه) مولانا خالد گرجاکھی، إدارة أحیاء السنة، گرجاکھ گوجرانواله.
١٤. الجواب الباهر ضمن مجموع الفتاویٰ (مستقل)، امام ابن تیمیه رَحِمَهُ اللَّهُ، دارالافتاء الریاض.
١٥. جدید فقهی مسائل، مولانا خالد سیف الله رحمانی، مجلس تحقیقات، حیدر آباد (انڈیا).
١٦. الروضة الندیه شرح الدرر البهیة، علامه نواب صدیق حسن خان، والی بھوپال و امام شوکانی رَحِمَهُ اللَّهُ، طبع بیروت.
١٧. روضة الطالبین، امام نووی رَحِمَهُ اللَّهُ، المکتب الاسلامی بیروت.
١٨. الزواجر من اقتراف الکبائر، امام هیثمی رَحِمَهُ اللَّهُ، طبع بیروت.
١٩. زاد المعاد بتحقیق الأرناؤوط، علامة ابن القیم، طبع قطر.
٢٠. سنن ابن ماجه، امام ابن ماجه رَحِمَهُ اللَّهُ، طبع بیروت.
٢١. سلسلة الأحادیث الصحیحة، علامة البانی رَحِمَهُ اللَّهُ، المکتب الاسلامی بیروت.
٢٢. سبل السلام شرح بلوغ المرام، علامه صنعانی رَحِمَهُ اللَّهُ، طبع بیروت.
٢٣. سنن ترمذی مع تحفة الأحوذی، امام ترمذی رَحِمَهُ اللَّهُ و علامه عبدالرحمٰن مبارکپوری، طبع مدنی.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٢٤. سنن أبوداؤد مع عون المعبود، امام أبوداؤد رحمہ اللہ و علامہ عظیم آبادی، طبع مدنی.
٢٥. شرح السنة بتحقيق الارناؤوط، امام بغوی رحمہ اللہ، المكتب الاسلامی بيروت.
٢٦. شرح النووي على صحيح المسلم، امام نووی رحمہ اللہ، طبع بيروت.
٢٧. شرح الصدور بتحريم رفع القبور، امام شوكانی رحمہ اللہ، طبع بيروت.
٢٨. شرح منتهى الارادات، منصور البهوى، علام الكتب بيروت.
٢٩. صحيح ابن حبان "الاحسان" بتحقيق الأرناؤوط، بلبان الفاسى، طبع المكتب الاسلامى بيروت.
٣٠. صحيح نسائی علامة البانی رحمہ اللہ، مكتب التربية والتعليم لدول الخليج الرياض.
٣١. صحيح مسلم مع نووی، امام مسلم رحمہ اللہ، طبع بيروت.
٣٢. صحيح ترمذی، علامہ البانی رحمہ اللہ، مكتب التربية والتعليم لدول الخليج الرياض.
٣٣. صحيح أبی داؤد، علامہ البانی رحمہ اللہ، مكتب التربية والتعليم لدول الخليج الرياض.
٣٤. صحيح الجامع الصغير، علامة الباني رحمہ اللہ، المكتب الاسلامی بيروت.
٣٥. صحيح الجامع مع فتح الباری، امام بخاری رحمہ اللہ، دارالافتاء الرياض.
٣٦. صفة صلاة النبي ﷺ، علامہ البانی رحمہ اللہ، المكتب الاسلامی بيروت.
٣٧. الصارم المنكي في الرد على السبكي، ابن عبد الهادي، دارالافتاء سعودي عرب.
٣٨. ضعيف الترمذی، علامہ البانی رحمہ اللہ، المكتب الاسلامی بيروت.
٣٩. عمدة القاری شرح صحيح البخاری، علامہ عينی رحمہ اللہ، دارالفكر بيروت.
٤٠. عون المعبود شرح أبوداؤد، علامہ شمس الحق عظيم آبادی، طبع مدنی.
٤١. فيض القدير، شرح الجامع الصغير، امام عبدالرؤف المناوي، طبع بيروت.
٤٢. فتح المجيد، شيخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شيخ، طبع الرياض.
٤٣. فتاویٰ اسلامیہ شيخ ابن باز رحمہ اللہ، ابن عثيمين، ابن جبرين، دار القلم بيروت.
٤٤. فتح الباری شرح صحيح البخاری، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ، دارالا فتاء الرياض.
٤٥. فتاویٰ ابن باز، سماحة الشيخ ابن باز رحمہ اللہ، دارالدعوة الرياض.
٤٦. قرة عيون الموحدين (اردو)، ترجمہ مولانا عطاء اللہ ثاقب، انصار السنة لاهور.
٤٧. القاعدة الجليلة في التسول و الوسيلة، امام ابن تيميہ رحمہ اللہ، طبع الرياض.
٤٨. كتاب التوحيد، الشيخ محمد بن عبدالوهاب التميمي رحمہ اللہ، طبع الرياض.
٤٩. كتاب التوحيد مع القول السديد، امام محمد بن عبدالوهاب التميمي رحمہ اللہ، دارالافتاء الرياض.
٥٠. المحلیٰ، علامة ابن حزم، طبع القاهره مصر.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٥١. معالم السنن، امام خطابی رحمہ اللہ، طبع بیروت.
٥٢. مستدرک حاکم، امام حاکم رحمہ اللہ، طبع بیروت.
٥٣. مسند الدارمی، امام دارمی رحمہ اللہ، طبع بیروت.
٥٤. مسند أبویعلیٰ بتحقیق حسن سلیم، امام أبویعلیٰ رحمہ اللہ، طبع بیروت.
٥٥. المغنی بتحقیق الترکی، ابن قدامة، دار ھجر مصر.
٥٦. مختصر مسلم بتحقیق البانی، امام منذری رحمہ اللہ، المکتب الاسلامی بیروت.
٥٧. منتقی الاخبار مع نیل الأوطار، للمجد ابن تیمیه رحمہ اللہ، طبع بیروت.
٥٨. مجموع فتاویٰ ابن تیمیه، امام ابن تیمیه رحمہ اللہ، طبع سعودي عرب.
٥٩. مسند أحمد بفهرس البانی، امام أحمد رحمہ اللہ، المکتب الاسلامی بیروت.
٦٠. موارد الظمآن (زوائد ابن حبان)، امام ہیثمی رحمہ اللہ، طبع بیروت.
٦١. مجمع الزوائد، امام ہیثمی رحمہ اللہ، طبع بیروت.
٦٢. مختصر الشمائل، امام ترمذی رحمہ اللہ و علامه البانی رحمہ اللہ، طبع بیروت.
٦٣. مشکوٰۃ تحقیق البانی، خطیب التبریزي، طبع بیروت.
٦٤. معجم طبرانی کبیر، تحقیق حمدي السلفی، امام طبرانی رحمہ اللہ، طبع بیروت.
٦٥. مؤطا امام مالک، مع تنویر الحوالك للسیوطي، امام مالك رحمہ اللہ، طبع بیروت.
٦٦. مجوعة الرسائل المنیري، جماعت علماء، جامعة اسلامیة المدینة المنوره.
٦٧. المشاهدات المعصومیة، شیخ سلطان المعصومی، دارالافتاء الریاض.
٦٨. نیل الأوطار، امام شوکانی رحمہ اللہ، طبع الریاض.
٦٩. ھدایة المستفید ترجمه فتح المجید (اردو)، مولانا عطاء اللہ ثاقب، انصار السنة لاهور.

جرائد ومجلات

٧٠. (١) ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور۔
٧١. (٢) ہفت روزہ "اہلحدیث" لاہور۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کی دیگر تصانیف اور علمی کاوشیں

مطبوعہ کتب:

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخِ طباعت
۱	آئینۂ نبوت (سیرت النبی ﷺ ایک اچھوتے انداز میں)	۵۱	مکتبہ کتاب وسنت۔ بزم الہلال	طبع دوم ۲۰۰۰ء
۲	رمضان المبارک روحانی تربیت کا مہینہ	۴۰	مکتبہ کتاب وسنت۔ بزم الہلال	طبع دوم ۲۰۰۰ء
۳	توحید: شکوک وشبہات کا ازالہ	۱۲	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ علی الباقرین شارجہ۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴	مسنون ذکرِ الٰہی (مختصر)	۵۰	مکتبہ کتاب وسنت۔ عامر الباقرین شارجہ	طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۵	مسنون ذکرِ الٰہی (مفصّل)	۴۶۳	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۶	مناسک الحج والعمرہ (پاکٹ سائز)	۳۰۰	مکتبہ کتاب وسنت۔ عامر الباقرین شارجہ	طبع اول ۱۹۸۱ء
۷	درآمدہ گوشت کی شرعی حیثیت	۸۰	مکتبہ کتاب وسنت۔ شیخ الکندی شارجہ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۸	خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو)	۳۲	صدیقی ٹرسٹ کراچی	طبع اول ۱۹۸۰ء
۹	خنزیر کی چربی پر مشتمل اشیاء (اردو۔ انگلش)	۳۲	ابیرڈین یونیورسٹی (برطانیہ) مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۸۱ء طبع چہارم ۲۰۰۴ء
۱۰	انسانی تاریخ کی خفیہ ترین تحریک	۳۲	مکتبہ کتاب وسنت۔ صدیقی ٹرسٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۱	مقامِ سنت اور فتنۂ انکارِ حدیث	۹۶	مکتبہ کتاب وسنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۲	تین اہم اصولِ دین مع مختصر نماز		مکتبہ کتاب وسنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع اول ۱۹۸۳ء
۱۳	تین اہم اصولِ دین	۶۴	دار الافتاء والمکاتب التعاونیہ وغیرہ	۲۰۰۴ء تک دس ایڈیشن
۱۴	قبولیتِ عمل کی شرائط	۴۰۸	مکتبہ کتاب وسنت وجامعہ سلفیہ بنارس	طبع چہارم ۲۰۰۳ء
۱۵	دعوت الی اللہ اور داعی کے اوصاف	۹۶	مکتبہ کتاب وسنت، الادارۃ الاسلامیہ، توحید پبلیکیشنز	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۶	سیرتِ امام الانبیاء ﷺ	۶۱۴	مکتبہ کتاب وسنت۔ مکتبہ ابن تیمیہ، قطر	طبع سوم ۲۰۰۴ء
۱۷	شراب اور دیگر منشیات	۳۹۹	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۱۸	مختصر مسائل واحکامِ طہارت ونماز	۲۸	مکتبہ کتاب وسنت۔ توحید پبلیکیشنز	۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۲ء
۱۹	فقہ الصلوٰۃ (جلد اول)	۷۲۸	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۹۰ء
۲۰	فقہ الصلوٰۃ (جلد دوم)	۸۲۷	مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ	طبع اول ۱۹۹۹ء
۲۱	سوئے حرم (حج وعمرہ اور قربانی)	۳۶۶	مکتبہ کتاب وسنت،	طبع سوم ۲۰۰۳ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخِ طباعت
			مرکزی جمعیت اہلحدیث	دہلی، انڈیا
۲۲	زیارتِ مدینہ منورہ (آداب واحکام)	۳۱	مکتبہ کتاب سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور، صدر دفتر امورِ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۲۳	صحیح تاریخ ولادت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور عید میلاد، یوم وفات پر؟	۳۱	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۲۴	نماز وروزہ کی نیّت (مراجعہ وتھذیب)	۴۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۲۵	جہادِ اسلامی کی حقیقت (مراجعہ وتھذیب)	۱۸۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۲۶	سود ورشوت (مراجعہ وتھذیب)	۱۲۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء
۲۷	زناکاری وفحاشی (مراجعہ وتھذیب)	۲۰۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء
۲۸	مختصر مسائل واحکام رمضان وروزہ	۴۰	مکتبہ کتاب و سنت۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۲۹	مختصر مسائل حج وعمرہ اور قربانی وعیدین	۵۹	مکتبہ کتاب و سنت۔ توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۳۰	گلدستۂ نصیحت سے پچاس (۵۰) پھول	۴۴	الشیخ عبد العزیز المقبل	طبع دوم ۲۰۰۳ء
۳۱	مساجد ومقابر اور مقاماتِ نماز	۱۶۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۴ء
۳۲	احکام و آدابِ مساجد	۲۸۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۴ء
۳۳	نماز کیلئے مرد وزن کا لباس	۱۴۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۳ء
۳۴	لواطت واغلام بازی	۱۲۰	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۵	انسدادِ زنا ولواطت کے لیے اسلام کی تدابیر	۱۶۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۶	حج مسنون (شارجہ ٹیلیویژن پروگرام)	۱۴۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۷	آمین - معنٰی ومفہوم مقتدی کے لیے حکم	۱۰۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۸	رفع الیدین قائلین وفاعلین کے دلائل	۱۱۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء
۳۹	درود شریف - فضائل واحکام	۱۹۲	نورِ اسلام اکیڈمی، لاہور	طبع دوم ۲۰۰۳ء
۴۰	ظہورِ امام مہدی	۲۱	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۴۱	مسائل قربانی وعیدین	۲۸۳	مکتبہ کتاب و سنت، مرکزی جمعیت اہلحدیث	طبع دوم ۲۰۰۳ء انڈیا
۴۲	شراب سے علاج؟	۵۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴۳	تعویذ گنڈوں اور جنات وجادو کا علاج	۸۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۴۴	نماز پنج گانہ کی رکعتیں مع وتر وتہجد وجمعہ	۱۲۵	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۴۵	تمباکو نوشی	۱۰۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۴ء
۴۶	دخولِ جنت کے تیس اسباب وذرائع	۳۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع دوم ۲۰۰۲ء
۴۷	امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ضرورتِ جہاد	۱۲۳	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء
۴۸	اسیرانِ جہاد اور مسئلہ غلامی	۱۲۸	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	طبع اول ۲۰۰۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۴۹	انسانی جان کی قیمت اور فلسفۂ جہاد	۹۵	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۱ء
۵۰	وجوبِ نقاب (چہرے کا پردہ)	۱۶۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۲ء
۵۱	مصنوعی اعضاء کی صورت میں غسل و وضو	۹۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۳ء
۵۲	نماز کے مفسدات و مکروہات و مباحات	۷۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۳ء
۵۳	ٹوپی و پگڑی سے یا ننگے سر نماز؟	۴۷	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور، مکتبہ ابن حجر بھٹکل	۲۰۰۳ء
۵۴	غیر مسلموں سے تعلقات اور جھوٹے کھانے پینے کا حکم	۱۱۲	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۲۰۰۴ء
۵۵	رکوع والے کی رکعت؟	۳۰	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۵۶	رکوع سے سجدے میں جانے کی کیفیت	۳۲	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء
۵۷	جمعۃ المبارک: فضائل و مسائل	۹۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۵۸	گانا و موسیقی - قرآن و سنت کی نظر میں	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور، مدرسہ اصلاح المسلمین، بہار، انڈیا	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۵۹	...اور سگریٹ چھوٹ گئی	۳۲	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۰	تارکین و مانعین رفع یدین کے دلائل کا جائزہ	۱۵۰	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۱	بدعاتِ رجب و شعبان	۸۰	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۲	تارکِ نماز کا انجام	۱۵۶	صراط مستقیم-برمنگھم	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۶۳	آدابِ دعاء (مقامات، اوقات وغیرہ) (اشتراک)	۱۰۴	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۴	نمازِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (کتاب+VCD)		تالیف: الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۶۵	محرّمات (حرام امور)		تالیف: الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۶	سالِ نو اور تذکرہ چند بدعات کا	۵۷	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۶۷	نمازِ تراویح	۱۲۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء
۶۸	عملِ صالح کی پہچان، قبولیتِ عمل کی شرائط (مختصر)	۱۱۰	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء
۶۹	مچھلی کے پیٹ میں	۱۶۰	مکتبہ کتاب و سنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۵ھ-۲۰۱۴ء
۷۰	نمازِ جنازہ (مختصر مسائل و احکام)	۹۶	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۲۷ھ-۲۰۰۶ء
۷۱	بدعات اور ان کا تعارف (تہذیب)	۱۲۸	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	
۷۲	مسائل اذان و اقامت اور جماعت و امامت	۱۵۹	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز بنگلور	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۳	فقہ الصلوٰۃ بنام نمازِ نبوی (جلد سوم)	۷۷۳	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۴	مسائل و احکام طہارت		مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۵	رمضان المبارک اور احکام روزہ (مفصّل)		مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۶	سورۃ فاتحہ، فضیلت، مقتدی کے لیے حکم	۲۴۹	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۷۷	اوقاتِ نمازِ پنج گانہ	۱۲۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۸	نماز میں عدم پابندی اور تارکِ نماز کا حکم		مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۷۹	نماز میں ہاتھ... کب؟ کہاں؟ کیسے؟	۱۲۶	مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۸۰	اندھی تقلید و تعصّب میں تحریف کتاب و سنت	۷۹	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۸۱	حقوقِ مصطفیٰ اور گستاخِ رسول کی سزا	۳۳۷		
۸۲	الامام العلّامہ ابن باز	۲۲۴	مکتبہ کتاب و سنت، و مکتبہ ام القریٰ	
۸۳	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد اول		مکتبہ کتاب و سنت، و مکتبہ ام القریٰ	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۸۴	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد اول		مکتبہ کتاب و سنت، و مکتبہ ام القریٰ	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۸۵	اسلامی تربیتِ اولاد	۲۲۲	مکتبہ کتاب و سنت، مکتبہ ام القریٰ، توحید پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۸۶	دنیوی مصائب و مشکلات (تہذیب و مراجعہ)	۴۳	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۳ء
۸۷	نماز میں کی جانے والی غلطیاں (تہذیب و مراجعہ)	۶۳	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۸۸	مرد و زن کی نماز میں فرق (تہذیب و مراجعہ)	۴۰	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۸۹	استقامت: راہِ دین پر ثابت قدمی (تہذیب و مراجعہ)	۶۴	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۲۰۰۴ء
۹۰	امامت کا اہل کون؟ (اعداد و تقدیم)	۷۶	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۱	ارکانِ ایمان (مراجعہ و تقدیم)	۱۰۴	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۲	ارکانِ اسلام (مراجعہ و تقدیم)	۱۲۲	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۳	دوہرے اجر کے مستحق لوگ (تہذیب)		مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ سیالکوٹ	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۹۴	احکامِ القرآن (اوامر و نواہی) (تہذیب و اضافہ)	۵۶۰	ہند	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۹۵	جہیز و جوڑے کی رسم (تہذیب)	۶۳	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۶	انسان کا سب سے بڑا دشمن (تہذیب)		ہند	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۷	تلاشِ حق کا سفر، تالیف: محمد رحمت اللہ خان (تہذیب)		ابو حنیفہ اکیڈمی	۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء
۹۸	خوشگوار زندگی کے بارہ اصول (تقدیم)	۴۰	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۹۹	معوذتین: فضائل و تفسیر (مراجعہ و تہذیب)	۷۲	توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۲۹ھ-۲۰۰۸ء
۱۰۰	جنتی عورت (تہذیب و تقدیم)	۹۷	مکتبہ کتاب و سنت، توحید پبلیکیشنز	۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء
۱۰۱	قرآنی گرامر کی مختصر، ضروری اور آسان ورک بک (تہذیب)			۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
۱۰۲	گھریلو ماحول کی اصلاح کیلئے ۴۰ نصیحتیں (مراجعہ و تقدیم)		توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام کتاب	صفحات	شائع کردہ	تاریخ طباعت
۱۰۳	سفرِ آخرت، حسنِ خاتمہ وسوءِ خاتمہ (مراجعہ وتقدیم)		توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا	۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء
۱۰۴	گلدستہ دروسِ خواتین (جلد اول) ام عدنان قمر (مراجعہ وتہذیب)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۱۰۵	گلدستہ دروسِ خواتین (جلد دوم) ام عدنان قمر (مراجعہ وتہذیب)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۳۴ھ-۲۰۱۳ء
۱۰۶	زاد المبلغات (مراجعہ وتہذیب)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء
۱۰۷	سفینۂ نجات (تہذیب واضافہ)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء
۱۰۸	انسان کا سب سے بڑا دشمن کون؟ (مراجعہ وتہذیب)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۱۹ء
۱۰۹	بیماریوں کا علاج (قرآن وسنت کی دعاؤں سے (تہذیب واضافہ)		مکتبہ کتاب وسنت، ام القریٰ پبلیکیشنز	۱۴۴۱ھ-۲۰۲۰ء

مسوّدات:

نمبر شمار	نام مسودہ	مؤلف
۱	پچاس (۵۰) سوال وفتاویٰ احکامِ حیض	الشیخ محمد بن صالح العثیمین
۲	ممنوعات (ناجائز امور)	الشیخ محمد صالح المنجد، الخبر
۳	فقہ الصلوٰۃ (جلد چہارم)	
۴	احکامِ زکوٰۃ وصدقات	
۵	چند اختلافی مسائل میں راہِ اعتدال	
۶	مقالاتِ قمر (جلد اول)	
۷	مقالاتِ قمر (جلد دوم)	
۸	الامام المحدّث الالبانیؒ	
۹	تفسیر سورۂ حجرات	
۱۰	حرمین شریفین (حدود، آداب، فضائل، تاریخ)	
۱۱	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد دوم	
۱۲	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد سوم	
۱۳	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد چہارم	
۱۴	خطباتِ مسجدِ حرام (مکہ مکرمہ) جلد پنجم	
۱۵	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد دوم	

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

نمبر شمار	نام مسودہ	مؤلف
۱۶	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد سوم	
۱۷	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد چہارم	
۱۸	خطباتِ مسجدِ نبوی (مدینہ منورہ) جلد پنجم	
۱۹	چند نفلی نمازیں اور سجدے	
۲۰	تفسیر آیات الاحکام (دو جلدیں)	
۲۱	الادعیہ والاذکار فی اللیل والنہار (عربی)	
۲۲	صحیح فضائلِ اعمال (قرآن کریم اور صحیح بخاری و مسلم کی روشنی میں)	
۲۳	اسلام: ناتواں علماء اور نادان عوام کے مابین	
۲۴	تبلیغی نصاب کے ناشر اور دیوبندیت کے مؤلف کی توبہ	
۲۵	فضائلِ اعمال پر ایک نظر، مہندس فصیح الدین قریشی	
۲۶	ایک کھلا خط - تحریر: محمد رحمت اللہ خان	
۲۷	(کھلا خط تمام مسلمانوں کے نام)، سید محمد صبغت اللہ امجد	
۲۸	تبلیغی نصاب: تجزیہ و تبصرہ	
۲۹	گلدستہ آداب کے چند پھول	